بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ سیما علیٰ ولدہ الشریف سیدنا ومرشدنا ابی محمد محی الدین السید عبد القادر الجیلانی وتبعہ اجمعین امّا بعد جب یہ فقیر خاکسار کتاب خصائص غوثیہ کو ختم کیا اور اسکی طبع بھی ختم ہوئی اور خصائص غوثیہ میں صلوٰۃ الاسرار یازدہ قدمی درج اسمیں استعانت اور استمداد ذات پاک حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی معشوق ربانی ابی محمد محی الدین السید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ہے چونکہ یہ مسئلہ آج کل معرکۃ الآراء ہی اسمیں بہت کچھ اختلافات اور ابحاث درپیش ہوتے رہتے ہیں تو میں نے جواز استعانت کے اثبات میں دلائل شرعیہ کسیقدر بسط سے لکھا جب یہ بحث پیش نظر ناظرین ہوئی تو انھوں نے یہ درخواست کی کہ اس بحث کو علیحدہ جمع کرایا جائے تاکہ بکثرت طبع ہونا سہل ہوا ور فائدہ عام ہو پس اسوقت منظوری درخواست شائقین کے مجکو ارشاد فرمایا جناب ہادی العصر والاوان مجدد الزمان - قامع المبتدعہ واہل الضلال + حامی الدین علی الکمال + مائدتہ وسیعۃ لکل حاضر وباد + وافادتہ العلوم

عام من استفاد + مدرسۃ فیض العلوم الدینیۃ ومجمع العلماء والفضلاء - یتفرغ فیہ فی کل عام من تحصیل العلوم کثیر من الطلباء + ہمتہ مصروفۃ لاشاعۃ العلوم الدینیۃ وتائید المسلمین + یداہ مبسوطتان لانجاح حوائج الفقراء والمساکین + فذاتہ مفیض الخلائق لغذاء الروح والبدن - المشتہرۃ واصافہ فی الاقالیم والدن - صاحب الخلق الحسن - قاضی القضاۃ بلاد دکن اسمہ من الاسماء تتنزل من السماء العالم الفاضل - العارف الکامل مولانا الحاج محمد انوار اللہ خان بہادر لازالت امطار برکاتہ علی الخلائق نازلۃ - وما برحت انوار فیضانہ علی الانام فائضۃ - کیف وہو معلم الحضرت سلطان بلاد دکن فی ہذا الزمان - صاحب العدل والجود والاحسان باسط یدیہ علی الخلائق بالکرم والامتنان - السلطان ابن السلطان میر عثمان علیخان نظام الملک آصفجاہ بہادر ابن السلطان المرحوم میر محبوب علیخان نظام الملک آصفجاہ بہادر غفران مکان لازالت اجلال اقبالہ مترقیا فی النشئ والنکوہ ودام بقاء دولتہ علی ممر الایام والدہور - کہ بحث استعانت کو کتاب خصائص نحوثیہ سے علحدہ کروں اور بتجریر دیباچہ اوسکا نام علحدہ رکھوں اور اول آخر میں اوسکے مضامین مناسب اضافہ کروں کہ مطبع اشاعۃ العلوم سرکار نظام جو آپکے علاقہ میں ہے واسطے نفع عام اور فیضان انام کی طبع کرائی جائیگی پس یہ خاکسار اپنی سعادت جانکر آپکا امتثال امر کیا اور اس رسالہ کو دو باب پر مرتب کیا اور نام اسکا الانوار البہیۃ فی الاستعانۃ من خیر البریۃ والنفوس القدسیۃ رکھا -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ۝

معنی آیت اے ایمان والو خدا سے خوف کرو اور طرف خدا کے وسیلہ طلب کرو اور مجاہدہ اور مشقت کرو اوسکے راستہ میں تاکہ فلاح پاؤ۔ اس آیۃ کریمہ میں خدا تعالے نے پہلے ہمکو اپنی طرف متوجہ ہونیکا حکم دیا اور فرمایا کہ خدا سے خوف کرو خوف اسوقت ہوتا ہے کہ جب بندہ خدا کیطرف متوجہ ہوتا ہے جب تم خدا کیطرف متوجہ ہو گے اور اوسکے جلال سے خوف کروگے تو ضرور ہے کہ اوسکے جمال سے اوسکی رحمت کے امیدوار ہوگے جب یہ خوف ورجا تم میں متحقق ہوگی تو ضرور ہے کہ تمکو خدا کی خوشنودی اور اوسکا قرب حاصل کرنیکا شوق ہوگا اور اوسکے اسباب کیطرف متوجہ ہوگے کہ کونسے اسباب ہیں اس مقصود کو پہونچیں اور کس راہ سے یہ منزل طے کریں تو خدا نے اسکے اسباب کیطرف ہمکو ہدایت کیا اور اپنا قرب اور خوشنودی حاصل کرنیکا راستہ تبلادیا اور فرمایا کہ ہمارے قرب اور خوشنودی حاصل کرنیکے لئے وسیلہ طلب کرو کیونکہ دنیا عالم اسباب ہے ہر شے سبب سے ملتی ہے اور ہر چیز کے حصول کے لئے خدا نے ایک سبب مقرر فرمایا ہے خواہ امور دینی ہو یا دنیوی اور انسان کو جس چیز کے حاصل کرنیکا شوق ہوتا ہے اوسکے اسباب کیطرف متوجہ ہوتا ہے اگر علم حاصل کرنیکا شوق ہوتا ہے تو اوسکے اسباب کیطرف متوجہ ہوتا ہے جو صحبت علما اور اونسے تعلیم پاتا ہے اور جبکہ آدمی کو علم کا شوق ہی نہوا اور اوسکی طرف توجہ ہی نہو تو وہ اسباب علم حاصل کرنیکی جانب متوجہ نہیں ہوتا اور تمام عمر اپنی جہالت میں گذارتا ہے اگرچہ زمانہ

معنی آیت یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ

نا: ۔۔ سے خلوص ہو تو اوسکو کچھ فائدہ نہیں ۔

ملاحظہ کیجئے حال ابوجہل کا کہ پہلے اوسکا نام ابوالحکم تھا جب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپکے فیضان ہدایت سے تمام عالم نورانی ہوا اور ظلمت کفر وشرک سے پاک ہوا مگر ابوجہل باوجود مشاہدہ معجزات کثیرہ اور علامات نبوت آپکے جو کتب سابقہ میں پائی جاتی تھی ہدایت کیطرف متوجہ نہیں ہوا اور آپکے نبوت کا انکار کیا اور معجزات کو سحر کہا اور تمام عمر اپنی ظلمت کفر وجہالت میں بسر کیا تو اوسکا نام ابوالحکم سے ابوجہل ہوا سحرۂ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا لیکن فرعون اور اوسکے تابعین اپنے ہٹ پر قایم رہے اور موسیٰ علیہ السلام کو ساحر کہتے رہے اسواسطے قرآن ہدایت متقین کے لئے ہوا جنکی توجہ خدا کیطرف ہے اور جنکی توجہ خدا کیطرف نہیں ہے تو اونکی شقاوت انکار قرآن سے اور زیادہ ہوئی جیسا کہ خدا تعالے قرآن میں فرماتا ہے وَاِذَا مَا اُنْزِلَتْ سورۃ فمنھم من یقول ایکم زادتہ ایمانا فاما الذین آمنوا فزادتھم ایمانا وہم یستبشرون واما الذین کفروا فزادتھم رجسا الی رجسھم وماتوا وھم کافرون اسلئے خدا نے پہلے ہمکو اپنی طرف متوجہ ہونیکا اور تقوی اللہ کا حکم کیا تاکہ تجسس وسائل قرب الہی کا ہمکو شوق ہو جب ہمکو خدا تعالے کیطرف توجہ ہوئی اور خوشنودی اور قرب الہی کے وسائل اور اسباب مل گئے تو پھر اپنی راہ میں مجاہدہ کا حکم فرمایا کیونکہ جبتک اوسکی طرف ہمکو وسیلہ پیدا نہو تو ہمکو طریقہ مجاہدہ کیا معلوم ہوگا کہ راہ خدا میں مجاہدہ کیسا کریں جو ہم منزل مقصود کو پہونچیں یہ تربیت ربانیہ ہے کہ خدا ہی کو سزاوار ہے ۔

الحاصل شقاوت یا سعادت انسان کی فرشتہ بامر الہی لکھدیتا ہے پھر بعد اوسکا ظہور

ابوجہل

قرآن ہدایت متقین کیواسطے

کیفیت شقاوت وسعادت

ہوتا ہے کہ جسکے حصہ میں سعادت ہے اوسپر اعمال سعادت آسان ہوتے ہیں اور جسکے
حصہ میں معاذ اللہ شقاوت ہے اوسپر اعمال شقاوت آسان ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث
میں وارد ہے کہ ہر شخص پر وہ اعمال آسان ہیں جسکے واسطے وہ پیدا کیا گیا ہے
اعمال سعادت اہل سعادت کے لئے آسان کئے گئے لیکن اہل شقاوت پس
وہ آسان کیا گیا ہے اعمال اہل شقاوت کے لئے پس جو اہل سعادت ہیں اونکو
خدا کی طرف توجہ ہوتی ہے اور اوسکے قرب اور خوشنودی حاصل کرنے کے جو
وسائل ذوات انبیاء علیہم السلام ہیں اونسے توسل اختیار کرتے ہیں اور اونکے
وسیلہ سے منافع دارین سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور جو اہل شقاوت ہیں وہ اونکے
وسائل سے اعراض کرتے ہیں اور منافع دینے اور اخروی سے محروم رہتے ہیں
جو نفع دائمی ہے منافع دینوی تو عام ہے کافرین اور مومنین کے لئے ع بریں
خوان یغما چہ دشمن چہ دوست + حدیث میں آیا ہے اگر دنیا کے وقعت خدا کے پاس
پر پشہ کے برابر بھی ہوتے تو خدا تعالے دنیا میں کافروں کو ایک جرعہ پانی بھی نہ پلاتا
قولہ تعالیٰ۔ ومنھم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وما لہ فی الاخرۃ من خلاق
ومنھم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا
عذاب النار اولئک لھم نصیب مما کسبوا۔ الحاصل چونکہ امر آخرت اہم اور دائمی ہے
اوسکی درستی کے لئے خدا نے اولاً و بالذات خدا نے انبیاء علیہم السلام کو ہمارا وسیلہ
کیا کہ اونکے وسیلہ سے ہمارے امور اخروی اور دینی درست ہو جائے اور جن امور سے
کہ اخروی اور دینی کاموں میں ہمکو نقصان پہونچتا ہے اوس سے ہم بچیں اور امور آخرت
جس سے درست ہوتی ہیں اوسکو ہم اختیار کریں اور اوسپر عمل کریں پس بہ تبعیت آخرت

انبیا علیہم السلام کے معجزات سے جو دلائل اونکی نبوت کی ہیں ہم دنیا میں اونکے وسیلہ سے منافع حاصل کرتے ہیں منافع دارین جو بوسیلہ انبیا علیہم السلام کے ہمکو حاصل ہوتے ہیں اوسکے دو طریقہ ہیں ایک یہ ہے کہ خدا تعالےٰ اونکی دعا مستجاب فرماتا ہے دوسرا یہ ہے کہ اونکو قوت اور ہمت سرفراز فرماتا ہے کہ اوس قوت و ہمت وہبیہ حق سے وہ ہمارا انجاح مرام فرماتے ہیں خواہ وہ عالم شہادت میں ہوں یا عالم برزخ میں اوسکا ذکر بتفصیل وتشریح آیندہ ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ پس ہمارے انجاح حوائج جو بقوت وہمت انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں اوسکی مثال قُوَّت اِبْرَاءِ اَکْمَہْ وَاَبْرَص اور اِحْیَاءِ مَوْتیٰ خدا کیطرف سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی اور ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ہزاروں معجزات اس قسم کے ظاہر ہوئے جنکا ذکر احادیث میں ہے مثل شق القمر باشارہ انگشت مبارک اور ظاہر ہونا پانی کا اونگلیوں سے مثل فوارہ کے اور شیریں ہونا آب شور باولی کا اور چنگا ہونا چشماں مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور بہت سے معجزات لعاب دہن شریف سے آپ کے ظاہر ہوئے پس قرآن شریف یا احادیث مین ذکر نہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بوقت ابراء اکمہ وابرص یا احیاء موتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بوقت القاء لعاب دہن مبارک اور بوقت اجرائے آب انگشتان مبارک خدا سے دعا کی جیسا کہ انسان بوقت کام لینے اپنی قوت سمع وبصر اور بطش اور مشی جو یہ عطایائے آلہی سے ہیں خدا سے دعا نہیں کرتا ہے ایسا ہی یہ معجزات عیسےٰ علیہ السلام سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ہمت اور قوۃ وہبیہ الٰہیہ آپ سے صادر ہوئی لیکن جو وارد ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ بوقت اِحْیَاءِ اموات کے فرماتے تھے تو یہ دعا نہیں بلکہ اموات کو حکم

اقسام امداد انبیاء علیہم السلام

زندہ ہونیکا ہے جو خدا نے اونکو اجازت اور اذن احیاء اموات کا عطا فرمایا اور یہ
قوت عنایت کیا۔ اولیاء اللہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے تابعین اور
آپکے فیضان سے فیضیاب ہیں اونسے بھی کرامات بہت اور بقوت عطا شدہ الٰہی احیا
واموات صادر ہوتے ہیں جس سے کتب تراجم اولیاء اللہ مملو ہیں جناب خواجہ حافظ شیرازی
رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎ بر سر تربت ما چوں گذرے ہمت خواہ ۔ لبعضے معجزات
انبیاؑ باستجابت دعا اونکی ظاہر ہوئی جیسا نزول مائدہ آسمان سے بدعاء عیسے علیہ السلام
ہوا اور ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بھی اس قسم کے
معجزات ہزاروں ظاہر ہوئے جیسا بوقت قحط حضرت سرور عالم نے نزول باران کے لئے
دعا فرمائی فوراً ابر آنکر نزول باران ہوا اور اسلام سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے لئے دعا فرمائی مستجاب ہوئی اور سیدنا عمرؓ مسلمان ہوئے ومثل ذلک کثیر۔ حالت
حیات اور وفات انبیا علیہم السلام کے برابر ہے ایسا ہی بہ تبعیت انبیا علیہم السلام
اولیاء اللہ کا بھی وہی حال ہے اوسکا ذکر آیندہ بتفصیل آویگا انشاء اللہ تعالےٰ ۔
تصریح اوسکی یہ ہے کہ خدا نے ہر ایک انواع خلائق میں خواہ وہ از قسم حیوانات یا نباتات
یا جمادات ہوں استعداد اور قوت عطا فرمائی ہے کہ جس سے ایک مخلوق دوسری مخلوق
کی مدد کر سکتے ہیں مثلاً نباتات کو پانی سے مدد ملتی ہے اور ہوا کو پانی سے کہ پانی ہوا بن جاتا
ہے اور آگ کو ہوا سے مدد ملتی ہے کہ آگ کو ہوا سے قوت حاصل ہوتی ہے علی ہذا القیاس
انسان جو ایک نوع حیوانی ہے اوسکو تینوں انواع مخلوق سے مدد ملتی ہے امور معاش
اور امور معاد میں پانی سے تشنگی دفع ہوتی ہے جو اوسکے امور معاش سے ہے عبادت
کے لئے طہارت کو کام آتا ہے جو اوسکے امور معاد سے ہے۔ مٹی سے ظروف استعمالی

اور مکانیں رہنے کے بنتے ہیں جو یہ امور معاش سے ہے اور بوقت تعمدربانی کے
تیمم کو کام آتی ہے جو یہ اوسکی امور معاد سے ہے علی ہذا آگ اور ہوا سے بھی انسان
بہت سے کاموں میں مدد لیتا ہے اور دوسری نوع حیوانات سے بھی مدد لیتا ہے
جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے ۔ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ
سب سے زیادہ انسان کو قوت عطا ہوئی کہ ایک انسان دوسرے انسان کو
مدد کرے انسان میں کوئی ضعیف ہے کوئی قوی کوئی عام ہے کوئی خاص قوی کو قوت
امداد بہ نسبت ضعیف زائد ہے خاص کو بہ نسبت عام کے قوت امداد یہ زیادہ ہے
پھر خواص کی دو قسم ہیں ایک تو وہ ہے کہ اونکو قوت اور عزت فقط دنیا میں زیادہ
انسانوں میں عطا فرمایا خواہ بباعث غنا اور مالدار ہونیکے یا باعتبار حکومت کہ اونکو
شوکت اور عزت فقط دنیا میں بہ نسبت اور انسانوں کے زائد ہے پس وہ بباعث
شوکت دنیوی کے قوت امداد یہ زیادہ رکھتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں کہ جنکو خدا نے
اپنا مقرب کیا اور بباعث قرب اونکو قوت روحانیت سب اپنی مخلوق سے زیادہ عطا کیا
اور اونکی قوت روحانیت جسمانیت پر غالب ہوئی یہانتک کہ اونکا جسد حکم میں روح
کی ہوا اور حجب ظلمانیہ اجسام اونسے مرتفع ہوگئی جو اونکا ارشاد ہوا اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا
چونکہ اونکے اجساد بھی حکم میں ارواح کے ہوئے ہرچند عالم اجساد میں ہیں مگر اونکو
علاقہ تمام عالم ارواح سے ہوا جو عالم ملکوت ہے اسلئے اونکو خواص ملکوتی سے تعبیر
کیا گیا وہ انبیا علیہم السلام اور اولیاء اللہ ہیں اونکا ذکر کسیقدر ہوا اور بعد ہوگا انشاء اللہ
تعالے اونکی قوت دنیا میں اور عالم حیات ہی پر منحصر نہیں بلکہ اونکو قوت عالم برزخ
جو قبر ہے اور روز قیامت میں بترقی ہے کہ وہ اپنی قوت سے عالم شہادت اور

عالم برزخ اور قیامت میں اپنے متوسلین کی امداد کریں گی انشاء اللہ تعالےٰ سے
عوام انسان سے زیادہ قوت نوع جنات کو ہے پس وہ انسان
کی ایسی امداد کرتے ہیں جو عوام انسان سے نہ ہوسکے جنات سے زیادہ
قوت ملائکہ کو ہے کہ جس چیز پر جنات قادر نہیں ہیں. وہ کام ملائکہ سے ہوتا ہے اسیلئے
اہل دعوت باریاضات شاقہ جنات اور موکلات کی تسخیر کرتے ہیں جو نوع ملائکہ سے
ہیں اور اُن سے اپنے انجاح حوائج میں مدد لیتے ہیں سب انواع مخلوقات سے
زیادہ تر قوت خواص انسان ملکوتی کو ہے جو انبیاء علیہم السلام اور اُن کے تابعین
اولیاء راشدین ہیں کیونکہ یہ خلفائے الٰہی ہیں جنات کیا ملائکہ بھی خلیفہ حق نہیں
ہوئے مگر خلیفہ حق انسان کامل ہوئے انسان کامل کی ملتجی ہر ایک نوع
مخلوقات ہے کیا جنات کیا ملائکہ خیال کیجئے کہ احیائے اموات جو بڑی قوت ہے
سوائے انسان کامل کے جو خدا کا خلیفہ ہے کسی کو بھی خدا نے عطا نہیں کیا دیا تو
اپنے خلیفہ ہی کو دیا جیسا کہ خدا نے قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نقل فرمایا
وابرئ الاکمه والابرص واحی الموتی باذن اللہ عیسیٰ نے ابرائے اکمہ
وابرص اور احیائے موتیٰ کو اپنی طرف منسوب کیا اور ایسا نہیں کہا کہ خدا
نے اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہے اور مردہ زندہ کرتا ہے میری دعا سے اور
خدا نے کوئی اعتراض بھی اُن کے قول پر نہیں فرمایا جیسا کہ کہا ءَاَنْتَ قُلْتَ
لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ پس اس سے یہ معلوم
ہوا کہ یہ صفات اور قدرت جو خدا نے اُن کو عطا فرمائی ہے اور اس کا انتساب
عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی طرف فرمایا درست تھا جیسا کہ انسان صفات سمع و بصر

عطیہ الٰہیہ کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میری سماعت اور میری
بصارت میں سنتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کیونکہ خدا نے اپنی سبعہ صفات کا
اطلاق انسان کو عطا فرمایا خود سمیع و بصیر انسان کو خدا نے فرمایا اِنَّا خَلَقْنَا
الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ؕ
اور یہ جو وارد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ فرماتے تھے تو یہ
خدا سے دعا نہیں ہے جیسا کہ نزول مائدہ کے لیئے عیسیٰ علیہ السلام نے خدا
سے دعا فرمائی رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ بلکہ اذن کے معنی
اجازت کے ہیں امر کے نہیں ہے یعنی مجھ کو خدا نے اجازت احیاء اموات
کی دی ہے پس اس اجازت سے اسے ہوئی تو زندہ ہوجا اور کھڑی ہوجا پس
میت حکم عیسیٰ علیہ السلام سے زندہ ہوکر کھڑی ہوجاتی خدا کا حکم بامر کن مربوط بامر قم
عیسیٰ علیہ السلام ہی سے تھا جیسا کہ سب صفات الٰہیہ جو انسان کو عطا کی گئے ہیں انکا ربط
اُس کے افعال سے ہے اور جیسا کہ صفت احیائے پرندہ گلی کو عیسیٰ علیہ السلام
کے پھونکنے پر موقوف کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو صفت خلق یعنی پیدا کرنے
کے ساتھ اطلاق فرمایا اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ
فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ اور ابراہیم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ تم چار پرندوں کو
پرورش کرو اور اپنے ساتھ مانوس کرلو کہ تم کو اُن کی خوب شناخت ہوجائے پھر اُن کو
پارہ پارہ کرکے چار پہاڑوں پر ڈال دو پھر تم اُن کو بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑتے
چلے آئیں گے پس خدا نے اپنی صفت احیاء کا ظہور ان مقاموں میں اپنے خاص
بندوں کے افعال پر موقوف رکھا اگر عیسیٰ مردے کو قم باذن اللہ نہ فرماتے تو

اُن کا زندہ ہونا قیامت کے روز پر ہی موقوف رہتا اور اگر وہ مٹی کا پرندہ بنا کر اُس میں
نہ پھونکتے تو وہ قیامت تک مٹی ہی مٹی رہتا اور ابراہیم علیہ السلام پارہ پارہ پرندوں
کو نہ بلاتے تو وہ پارہ پارہ ہی رہتے اور بھی دیکھئے کہ خدا نے عیسیٰ علیہ السلام کو
علم مغیبات کا عنایت فرمایا جو وہ خاص صفت الٰہی ہے چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام
نے علم مغیبات کو بھی اپنی طرف منسوب فرمایا وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُوْنَ وَمَا
تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ یہاں باذن اللہ کا ذکر نہیں ہے تنبیہ ہے اس
بات پر کہ یہ سب صفات عطیہ الٰہیہ ہیں اُن کو بوقت استعمال اُن کے خواہ
باذن اللہ ذکر ہو یا نہ ہو پس جب ایسی قوتیں عظیم الشان انسان کامل کو خدا
نے عطا فرمائیں جو انبیا علیہ السلام ہیں پس اُن قوتوں سے وہ اور اُن کے
خلفاء عالم کا انجاح حوائج دینا و عقبے کرتے ہیں اور ایسا ہی خدا نے تعالیٰ
نے اپنی خاص صفت جو اولاد کا دینا ہے غیر انبیاء علیہ السلام کو بھی عطا فرمایا
اور وہ اُس کی نسبت بباعث عطائے الٰہی اپنی طرف کیئے دیکھئے خدا نے قول
جبرئیل علیہ السلام کو قرآن مجید میں ذکر فرمایا جو اُنہوں نے مریم علیہا السلام
کو فرمایا قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا اور نہیں کہا
يَهَبُ اللّٰهُ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا بدعائی پھر یہ معلوم کیا جائے کہ
اتخاذ وسائل میں خدا کی کیا حکمت ہے اور خدا اپنی مخلوق پر اپنا فیضان خواہ
عام ہو جو دنیوی ہے خواہ خاص ہو جو وہ فیضان دینی ہے بلا وسیلہ کیوں جاری
اور فائض نہیں فرمایا سو اس میں یہ ہے کہ ذات پاک حق تعالیٰ کے لیئے
صفت تنزیہ ہے کہ وہ صفات خلق سے منزہ ہے پس ذات اُس کی منزہ

ہے عیب و زوال سے صفات اُس کی قدیمہ موصوف بصفت کمال اور مخلوق
عالم تشبیہ میں موصوف بصفات نقص و زوال و حدوث پس ذات باکمال و قدیم
کے فیضان خاص کی متحمل مخلوق جو عالم تشبیہ میں ہے کبھی نہیں ہو سکتی ہاں ایزد
متعال کا عام فیضان جو قبل وجود انبیاء علیہم السلام کے عالم پر ہو رہا تھا اُس کے لیئے
وسیلہ کچھ ضروری نہیں ہے جیسا کہ کفار پر فیضان عام خدا کا ہوتا ہے جو مراد ہے
اُن کو رزق رسانی اور اسباب معیشت جیسا کہ دینے سے اُس مخلوق کیلئے
کہ قبل وجود انبیا علیہم السلام کے عالم شہادت میں تھی مثل جنات کے اور جو
مخلوق کہ قبل وجود انبیا علیہم السلام کے عالم علوی میں تھی اُن کے لیئے تسبیح و
تحمید کی تعلیم ہے جو اُن کی یہی غذا اور سبب اُن کی زندگی و معیشت
عالم قدس کا ہے جب خدا نے چاہا کہ اپنے فیضان خاص کے لیئے کسی مخلوق
کو پیدا کرے جو وہ متحمل اُسکے تجلیات اسمائیہ و صفاتیہ کی ہو اور اُس کی
مناسب ہو اُسکے اخذ فیضان کا اور بھی فیضان رسانی کا تو علم الٰہی میں مخلوق
میں کوئی اس قابل نہیں تھا بجز انسان کامل کے جیسا کہ خدا نے فرمایا اِنَّا عرضنا
الامانۃ علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن
منہا وحملہا الانسان پس حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت
سے پیدا کیا اور اپنی روح نفخ فرمائی حقیقت روح وہی جانتا ہے کہ اُس کی روح
کے کیا معنی ہیں مگر چونکہ قرآن میں وارد ہے اُس پر ایمان لانا ہم کو فرض و علماء فرماتے
ہیں کہ یہ اضافت تشریفی ہے اور اپنے اسماء و صفات کے تجلیات سے آدم علیہ السلام
کو مانوس کیا جیسا کہ خدا نے فرمایا وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا یعنی سب عالم میں اپنے

اسمار وصفات کے تجلیات کا مشاہدہ کروایا کہ سب عالم میں اُسکے اسمار وصفات متجلی ہیں اور تربیت اُسکے
اسمار وصفات کے مظاہر عالم میں آدم علیہ السلام بھی داخل ہیں پس وہ اپنی ذات میں بھی تجلیات
اسمار وصفات الٰہیہ کا مشاہدہ فرمایا خواہ وجود میں چھوٹا ہو یا بڑا جیسا کہ حدیث
میں آیا ہے حتی القصعة والقصیعة پس جب کہ آدم علیہ السلام اسمار وصفات
الٰہیہ سے تربیت پائے اور تجلیات سے اُس کے مانوس ہوئے تو آدم علیہ السلام
کو ذات موسیٰ علیہ السلام سے نسبت تام پیدا ہوگئی اور وہ قابل استماع بات کے
ہوئے کہ ذات الٰہی کا فیضان خاص جو عبارت ہے تجلیات اسمار وصفات حق سے
اس کو قبول کریں اور اُس کے متحمل ہوں پھر مخلوق کو پہنچا دیں پس ایسا حال میں
اُن پر صحیفہ نازل ہوا جو وہ کلام الٰہی ہے اُس میں تربیت اُن کی امت کو بھی امور
معاش اور معاد میں اگر پہلے سے تربیت الٰہی تجلیات اسمار وصفات اُن کو نہ ہوتی
تو ہرگز قابل نزول کلام الٰہی کے نہ ہوتے فتح الربانی میں ہے کہ حضرت غوث اعظم
رضی اللہ عنہ نے وعظ شریف میں فرمایا کہ ایک وقت قوم بنی اسرائیل نے موسیٰ
علیہ السلام سے کہا کہ آپ جو خدا کے ساتھ ہم کلام ہوتے ہو اور خدا تعالیٰ آپ سے
بات کرتا ہے ہم کو بھی سنا دو ہر چند موسیٰ علیہ السلام نے فہمائش کی کہ تم کلام الٰہی
کی سماعت کے متحمل نہ ہوں گے مگر وہ نہ مانے بالآخر جو ایک گروہ جو اُس کا
طالب تھا اُن کو اپنے ہمراہ کوہ طور پر لے گئے جب خدا کا کلام موسیٰ سے ہونے لگا
تو وہ قوم متحمل نہ ہو کر بیہوش زمین پر گر گئی اور ایک جا دیکھا ہوں کہ جب خدا کا کلام
ہونے لگا تو اُن کے ہر بن مو سے وہ کلام الٰہی سنا جاتا تھا نہ فقط کان سے جو انسان
کا کلام انسان سنتا ہے اُس کا سبب یہ ہے کہ خدا کا کلام مطلق ہے مقید بہ آلہ لسانی

مثل ہمارے کلام کے نہیں ہے پس اُس کلام ذات مطلق کا سننا بھی مقید بہ آلہ گوش ہمارے نہیں ہوا اب دیکھئے کہ ہم عادی ہیں کہ کلام کو ہمارے کان سے سنیں جب یہ غیر عادی امر درپیش ہو کہ ہمارا ہر بن مو کلام سننے لگے تو ہمارا کیا حال ہو اور ہمارے حواس کیسے باقی رہیں اگر کوئی شخص مخلوق میں جلیل الشان ہو اور اس سے کبھی گفتگو کی عادت نہ ہو تو آدمی پر اُس کا کیسا رعب ہوتا ہے اور اُس کے حواس میں خلل پیدا ہوتا ہے جب شہنشاہ ملک الملوک ذوالجلال والاکرام کہ جس کے کلام سننے کے ہم عادی نہیں اُس کے کلام کے ہم کیسے متحمل ہوں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب موسیٰ کی قوم کو ہوش آیا تو کہی کہ اے موسیٰ ہم کو خدا کے کلام سننے کی طاقت نہیں تم ہی واسطہ ہو فیما بین ہمارے اور خدا کے صفات الٰہی کے لیئے کوئی حد و نہایت نہیں تو اُس کے مراتب تجلیات کی بھی کوئی حد و نہایت نہیں ہے ایک مرتبہ تجلیات صفات الٰہی کا دوسرے مرتبہ سے اعلےٰ ہے انبیاء علیہم السلام کے بھی مراتب بسبب استعداد قبول تجلیات اسما و صفات الٰہیہ ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلٰى بَعْضٍ قرآن میں وارد ہے اس وجہ سے جب کہ خدائے تعالیٰ نے موسیٰ پر اس مرتبہ کی تجلی فرمائی کہ جس کے وہ عادی نہ تھے تو بیہوش ہو کر گر گئے جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے پس یہ تجلی بھی تجلی اسما و صفات کی تھی نہ تجلی ذات جیسا کہ علماء فرماتے ہیں پس جب کہ موسیٰ علیہ السلام تجلی صفاتی غیر عادی کے متحمل نہ ہو سکے باوجود اس کے کہ آپ کلیم اللہ تھے تجلیات صفات کلام الٰہیہ سے آپ ہمیشہ مانوس تھے پس عوام جو کبھی تجلیات صفات الٰہیہ سے مانوس ہی نہیں بلکہ مطلقاً عادی نہیں

سبب بیہوشی موسیٰ علیہ السلام

کیونکہ تجلیات صفات الٰہیہ کے متحمل ہوسکیں گے۔ ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
و آلہ و اصحابہ وسلم شب معراج میں مقام قاب قوسین تک پہنچ گئے اور بکثرت آپ کو
اُدْنُ مِنِّی کا ارشاد ہوا اور ہزار حجب نورانی قطع کرکے مقام قرب الٰہی میں پہنچے جہاں
کسی مقرب کا گذر نہیں اور نہ ہوگا اور ذات باری تعالیٰ کو بچشم سر مشاہدہ فرمایا کہ
حضرت ابن عباسؓ اور محققین کا یہی مذہب ہے مگر بایں مشاہدہ آپ کی ذات مبارک
کو نہ جنبش ہوئی اور نہ بصر مبارک نے اس مشاہدہ ذات میں قصور کی قرآن مجید میں
وارد ہے مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی پس آپ کے مراتب اعلیٰ بین الانبیاء
علیہم السلام اس سے ظاہر ہوئے وجہ اُس کی یہ ہے کہ محققین فرماتے ہیں آپ
مخلوق از نور ذات الٰہی سے ہیں اور انبیا علیہم السلام نور صفات سے مخلوق ہیں شیخ جمالی
رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎ موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی ۔ لکھتے ہیں کہ یہ شعر آپ کا بارگاہ نبوی میں مقبول ہوا
اور صلہ میں اُس کے رویت شریفہ سے جو ایک بڑی نعمت عظمیٰ ہے مشرف
ہوئے جس کے مشتاق ملاء اعلیٰ اور انبیا علیہم السلام ہمیشہ رہتے ہیں اور آپ کی رویت
شریف سے ترقی درجات اور مراتب ہوتی ہے جیسا کہ روایت بہجۃ الاسرار
شیخ محمد بلخی سے ہے ظاہر ہے جبکہ احیائے اموات اور علم مغیبات انبیا کا معجزہ
نص قرآنی سے ثابت ہوا اُن کا حال عالم شہادت اور عالم برزخ میں برابر ہے بیان
اُس کا احادیث اور اقوال علمائے کرام سے آئندہ بتفصیل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ پس
اُن سے ملتجی ہونا اس طور پر کہ خدا نے جو آپ کو قوت اور ہمت عطا کی ہے اُس سے
ہماری حاجت روائی فرمائے یا اس طور پر کہ آپ ہماری شفاعت خدا کے پاس

کرتے ہیں سے انجاح حوائج ظاہر ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ مقربان الٰہی کبھی بقوت
وہمت عجیبہ الٰہیہ اور کبھی بدعا در بارگاہ الٰہی انجاح حوائج مخلوق فرماتے ہیں اولیائے کرام
تابعین انبیا علیہم السلام ہیں علم عقائد کا مسئلہ ہے کہ جس چیز کا ظہور معجزہ انبیا علیہم السلام
سے ہو اس کا ظہور کرامت اولیاء اللہ سے ہونا جائز ہے پس جیسا کہ انبیا علیہم السلام
کا حال انجاح مرام خلائق میں ہے ویسا ہی حال اولیاء اللہ کا نیابۃً عن الانبیاء
علیہم السلام ہے یہاں تک ذکر استعانت درباب انجاح حوائج مخلوق از انبیاء
علیہم السلام کا ہوا اب میں یہاں سے بیان استعانت درباب حاجت روائی
خلائق از رحمۃ العالمین سید المرسلین شفیع المذنبین صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ الف
الف مرۃ فی کل لمحۃ ولحظۃ الی یوم الدین عرض کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا
صلوا علیہ وسلموا تسلیما ترجمہ بیشک اللہ اور فرشتے اس کے درود پڑھتے
ہیں نبی پر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ اے ایمان والو تم درود پڑھو اُن پر اور
سلام کرو درست طور سے کتاب نور الانوار اصول میں بحث مشترک میں پہلے معنی
خدا کے درود پڑھنے اور فرشتوں کے درود پڑھنے کے علیحدہ علیحدہ بیان کر کے
پھر لکھے ہیں کہ جامع معنی درود پڑھنے کے جو شامل ہوں خدا کے درود اور فرشتوں
کے درود اور مومنین کے درود کو وہ یہ ہے کہ توجہ بشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی خدا تعالیٰ
اور اس کے فرشتے متوجہ بشان آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں پس
اے ایمان والو تم بھی بشان آنحضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم متوجہ ہو۔ پس جاننا چاہیے کہ

خدائے تعالیٰ اور اُس کے خاص بندوں کی توجہ آپ کی ذات پاک کی جانب متوجہ ہے
تو ہماری توجہ کی آپ کی ذات مبارک کی طرف کیا ضرورت ہے یہ خدا کا حکم ہماری
بہتری کیلئے ہے وہ ارحم الراحمین ہے اسکے سب اوامر و نواہی ہمارے ہی بہتری کیلئے ہیں پس خدا عزوجل
اپنی دریائے رحمت سے ہم بندوں کو ترغیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی طرف متوجہ
ہونے کی کرتا ہے اے بندو ہمارے جب ہم بذات پاک اپنے مع خاص بندوں اپنے حضرت محمد
مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف متوجہ ہیں جو وہ ہمارا حبیب
ہے تو تم بھی آپ کی ذات پاک کی طرف متوجہ ہو تاکہ ہمارا قرب اور ہماری خوشنودی
ہمارے ساتھ موافقت کرنے سے تم کو حاصل ہو اور تم پر ہمارا فیضان خاص فائز ہو
اور فلاح دارین میسّر ہو چونکہ ہماری توجہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم
کی طرف بباعث حکم الٰہی اُس کی کمال رضامندی ہے اس لیئے ایک بار درود
پڑھنے سے دس بار خدا کی رحمت ہم پر نازل ہوتی ہے اسی امر کا ذکر خدا تعالےٰ
نے دوسری آیت میں فرمایا ہے هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ
لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا۔ اسی وجہ
سے خدائے تعالیٰ نے فرمایا قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ - معنی آیت کہو تم اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کہ اگر
تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو تم میرا اتباع کرو خدا تم کو دوست رکھے گا پس اس
آیۂ کریمہ میں شان محبوبیت آپ کی خدائے تعالیٰ کے پاس دو طرح سے ظاہر
ہوئی ایک یہ کہ خدا نے فرمایا کہ اگر تم محب خدا ہو تو تم میرے حبیب کا اتباع کرو تو
اُس کا صلہ تم کو نہ صرف اسقدر ملے گا کہ تم محب صادق خدا کے ہوگے اور تمہاری محبت

خدا کے پاس مقبول ہوگی بلکہ تم کو بہت بڑے درجہ کی ترقی عنایت ہوگی کہ تم جو خدا
کے محب تھے بباعث اتباع اُس کے حبیب کے محبوب خدا تعالیٰ ہوجاؤ گے اور
تمہارے گناہیں معاف ہوجائیں گے دوسری یہ شان محبوبیت آپ کی خدا کے
پاس ظاہر ہوئی کہ خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ اگر تم محب خدا ہو تو میرے حبیب سے
محبت رکھو بلکہ یہ فرمایا کہ میرے حبیب کا اتباع کرو کیونکہ محبت میں معنی تذلل اور
انکسار کے نہیں پائے جاتے ہیں جو منصب عبد کا ہے اُس کے مولا کے ساتھ۔
حاصل معنی یہ ہیں کہ خدا نے فرمایا کہ جب تم میرے محب ہو تو تم میرے حبیب
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے محبت مع تذلل وعجز وانکسار کے
رکھو تو تم میرے محبوب ہوگے اسی وجہ سے بڑے بڑے علمائے کرام اپنا نام
عبد النبی وعبد الرسول وعبد المصطفےٰ رکھتے ہیں معنی عبد النبی کے مثلاً محب النبی
مع العجز والانکسار کالعبد مع مولاہ ہیں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء میں فرماتے ہیں
کہ حقوق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بہت زیادہ ہیں حقوق مولا سے
جو اُس کے بندہ پر ہیں اس لیئے کہ عبد پر واجب نہیں واسطے ابقاء مولا کے بذل نفس
اپنا کرے اور ہم پر واجب ہے کہ ابقائے نفس زکیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کے لیئے بذل نفس اپنا کریں بدلیل قول حق سبحانہ تعالیٰ کے النبی اولی بالمومنین
من انفسہم اسی وجہ سے صحابہ کرامؓ مغازی میں اپنے نفس پر جراحات کے متحمل
ہوئے واسطے ابقائے نفس پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے سر اسمیں
یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ روح عالم ہیں اور سب عالم بمنزلہ اجساد ہے روح کی بچاؤ کے لئے اجساد کا
نقصان زیادہ واجب ہے جیسے انقطاع جسد میں تشتت ہیں جب کہ موت اور خروج روح کا اندیشہ ہوا

امراض ہیں کہ جب قطع نہ کیا جائے تو جسد کو موت عارض ہو مثل مرض آکلہ وغیرہ آں
پس اس سے ثابت ہوا کہ ہم کو تذلل وانکسار عبد سے زیادہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم کے روبرو ہونا چاہیئے اسی وجہ سے ادنی سوء ادب سے آپکی
جناب میں خوف حبط عمل کا ہے جو جہر بالقول اور تقدم بین یدیہ سے جس کا ذکر قرآن مجید
میں ہے ایسا ہی تھوڑی توجہ مومن کی آپ کی جناب میں باعث توجہ اضعاف مضاعفہ
خدا کی مومن کی طرف ہے جیساکہ ایک بار آپ کا پروردگار سے عرض کرنا باعث
دس بار نزول رحمت خدا اور مغفرت گناہاں اور رفع درجات کا ہے۔ حدیث
صحیح میں وارد ہے حصن حصین میں ہے کہ جب بندہ خدا کو تین بار یا ارحم الراحمین
کے نام سے پکارے تو ایک فرشتہ خدا کی طرف سے مقرر ہے وہ تیسرے بار پکارنے
میں کہتا ہے کہ ارحم الراحمین تیری طرف متوجہ ہوا ہے پس تو خدا سے مانگ لے
جو مانگنا ہو اور انسان کامل میں شیخ عبد الکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
جب مومن یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ندا کرے تو خدا بذات پاک خود
جواب دیتا ہے لبیک پس خیال کیا جائے کہ جب بندہ خدا کو بصفت رحمت
اُس کی پکارے تو پہلے ہی دفعہ نہیں بلکہ تیسری دفعہ میں اور بذات خود نہیں بلکہ
بذریعہ فرشتہ جواب دیتا ہے اور جواب دیتا ہے تو کیساکہ ارحم الراحمین تیری طرف
متوجہ ہوا اُس سے تو مانگ لے اور جب آنحضرتؐ کو آپ کا امتی پکارتا ہے تو
نہ بصفت رحمت آپ کی جو رحمۃ اللعالمین ہے بلکہ باسم علم آپ کے جو محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے تو خدا دوسرے بار تک بھی پکارنے کا انتظار
نہیں فرماتا بلکہ اول ہی دفعہ جواب دیتا ہے اور یہ جواب بھی بواسطہ فرشتہ نہیں دیتا

بلکہ بذات خود بندہ کو جواب دیتا ہے اور جواب بھی کیسا لفظ لبیک کے ساتھ
یہ جواب کیسا ہے اور کون کس کو ایسا جواب دیتا ہے جو تصریح اُس کی بے ادبی
ہے فدا ہو جانا چاہیئے ایسے اخلاق پر اور اُس کے حبیب کریم محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر جن کی وجہ سے ہم گنہگار نابکار بندوں کو ایسے
اخلاق قدسیہ اور توجہات نامتناہیہ ربانیہ سے سرفرازی ہوتی ہے پس اس
سے آپ کو کس قدر وضاحت سے ظاہر ہوا کہ آپ کو پکارنا ہمارا خدا کو پکارنے سے
کس قدر زیادہ ہماری حاجت روائی کو مفید ہوا۔ ویسا ہی حال اولیاء اللہ کو پکارنے
کا ہے جو آپ کے نائبین اور وارثین ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ صلوٰۃ الاسرار جو حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امر ہوا کہ اس طریقہ سے استعانت انجاح
مرام میں کیجائے یہ امر قدم بقدم آپ کے جد امجد حضرت سید المرسلین خاتم النبیین
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہے جو آپ نے صلوٰۃ الحاجۃ
تعلیم فرمائی ہے جس میں استعانت آپ کی جناب میں اپنی حاجت روائی میں
ہے جس کا ذکر آئندہ آوے گا اُس سے جواز استعانت اور استغاثہ بجمیع سفر بان
الٰہی بخوبی ثابت ہے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پاک منبع شریعت
علی الکمال ہے علماء کبار اہل شریعت آپ کی استقامت علی الشریعۃ پر متفق علیہ
ہیں آپ کے اقوال شریفہ آپ کے احوال شریفہ اور اعمال مبارک سب کے
سب موافق قرآن وحدیث کے ہیں کسی علمائے شریعت کی مجال نہیں کہ آپ کے
کسی قول پر دم زدنی کریں بلکہ سب کے سب آپ کے مداح اور ثناخوان ہیں
اور جو علمائے شریعت کہ متعصب ہیں مثل ابن جوزی وہ بھی بحصول سعادت اپنی

آپ کے احوال شریفہ میں ایک کتاب تصنیف کی گویا آپ کی ذات پاک مجسم قرآن و احادیث ہے اور آپ کے جد امجد محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تصویر ہے خاکسار نے آپ کے احوال مبارکہ میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جسمیں آپ کی کرامات کو معجزات نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ تطبیق دی گئی ہے انشاءاللہ اس کا محی الکونین رکھا ہے اور روایت آپ سے جو صلوٰۃ الاسرار کی کے ہیں وہ بہت بڑے عالم ہیں وہ رواۃ ہیں مراعات رواۃ حدیث کئے ہیں پس ارشاد آپ کا جو صلوٰۃ الاسرار کے واسطے ہوا یہ بہت بڑی دلیل ہے جواز استغاثہ اور استعانت بمقربان الٰہی سے اور سوائے اس کے ہیں نے جو دلائل نصوص شرعیہ اور اقوال علمائے کبار درباب استعانت اس میں بیان کئے ہیں وہ شامل ہیں جواز استغاثہ و استعانت مقربان الٰہی کو لہذا خاکسار خصیصہ صلوٰۃ الاسرار کو کتاب خصائص غوثیہ صفحہ ۲۴ سے بعینہ نقل کیا وہ یہ ہے۔

ومن خصائص رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا صلوٰۃ الاسرار۔

صلوٰۃ الاسرار بھی آپ کے خصائص شریفہ سے ہے جس کو نماز حاجت وغیرہ بھی کہتے ہیں بہجۃ الاسرار میں باسانید متصلہ شیخ ابوالحسن علی قریشی سے دمشق میں سنہ ۶۱۸ ہجری میں روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آپ فرماتے ہیں جس وقت خدا سے کوئی حاجت چاہو تو میرے وسیلہ سے چاہو۔ ایضاً بہجۃ الاسرار میں باسانید متصلہ شیخ ابوالقاسم عمر بزاز سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آپ فرماتے ہیں جو شخص کسی

سختی میں مجھ سے فریاد کرے اُس کی سختی دور ہو جاوے گی اور جو شخص کہ میرے
نام سے مجھ کو پکارے کسی سختی میں وہ دفع ہو جاوے گی اور جو شخص میرے
وسیلہ سے خدا کے پاس حاجت چاہے اُس کی حاجت روا ہو گی اور جو شخص
دو رکعت ادا کرے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھی
بعد نماز کے درود وسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر عرض کرے
پھر عراق کی جانب گیارہ قدم جاوے اور میرا نام یاد کرے پس اُسکی حاجت روائی
ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ مناقب غوثیہ میں ملفوظ غیاثیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اکثر
بزرگان دین اور مشایخ اہل یقین نے فضائل دوگانہ یازدہ قدمی کو بیان فرماتے
ہیں اور اس کو صلوٰۃ الاسرار اور صلوٰۃ النجم اور صلوٰۃ الحاجت اور صلوٰۃ الہبۃ
الحضرۃ القادریہ کہتے ہیں اور استفادہ اس نماز کا حضرت جناب سید المرسلین
خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے کیا ہے
اور بارگاہ نبویہ سے اس کی ادائی کے لئے مامور ہوئے ہیں حضرت شیخ
یوسف سجاوندی قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور حضرت سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اگر کسی کو موت آئی ہو اُس کا کوئی علاج ہے حضرت
نے فرمایا کہ اس کا علاج میرے فرزند سید عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوگانہ
ہے جو شخص کہ باعتقاد راسخ اس دوگانہ کو ادا کرے اُس کی عمر زیادہ ہو گی انتہیٰ
پھر صاحب مناقب غوثیہ کیفیت اداے صلوٰۃ الحاجت اور صلوٰۃ الاسرار
کی اس طور سے بیان کرتے ہیں کہ نیت دوگانہ مذکور کی ایسی کرے نویت

ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتین صلوٰۃ الاسرار نقربا الی اللہ تعالیٰ وانقطاعاً عن غیرہ متوجھاً الی جہۃ الکعبۃ اللہ اکبر ترجمہ نیت کرتا ہوں میں کہ خدا کے واسطے دو رکعت صلوٰۃ الاسرار ادا کروں واسطے نزدیکی چاہنے اللہ کے اور انقطاع غیر حق سے متوجہ طرف جہت کعبہ کے اللہ اکبر پھر ہر رکعت میں سورۂ اخلاص گیارہ گیارہ بار بعد سورہ فاتحہ کے پڑھے بعد سلام کے سجدہ میں جاوے اور گیارہ بار کہے یا شیخ الثقلین یا قطب الربانی یا غوث الصمدانی یا محبوب السبحان یا محی الدین ابا محمد الشیخ السید عبد القادر جیلانی اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجتی بعد اسکے سیدھا پیر بائیں پیر پر رکھے اول درود شریف گیارہ بار سورہ فاتحہ گیارہ بار سورہ اخلاص گیارہ بار سورہ اذا جاء گیارہ بار پڑھے اور کہے یا جنود اللہ ویا عباد اللہ اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات آمین آمین ثم آمین۔ بعدہ مراقبہ میں جاوے اور جانماز پر بیٹھے اور ذکر لا الہ الا اللہ کا ایک سو آٹھ بار کہے بعد اس کے سجدہ میں جاوے اور کہے یا روح القدس یا جنود اللہ یا عباد اللہ اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات آمین آمین آمین ابتدا میں خوشبوئی جلاوے۔ صلوٰۃ الاسرار کے بہت سے طریق مناقب غوثیہ میں تحریر ہیں صرف ایک ہی وجہ پر اکتفا کیا گیا حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے کوئی ارشادات اور کوئی آپ کے احوال شریفہ ایسے نہیں ہیں جن میں علمائے شریعت کو ذرہ بھی دم زدنی ہو سوائے کور چشم بدمذہبوں کے جو شیعی یا وہابی ہیں ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ صاحب الوسیلۃ الجلیلہ بعد نقل

کرنے صلوٰۃ الاسرار کے لکھتے ہیں کہ اس میں کسی قسم کا محذور شرعی نہیں۔ فقہا نے
حاجت کے لیئے نماز کا پڑھنا تو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے بعد نماز کے درود
وسلام غیر مشروع نہیں بلکہ درود وسلام سے دعا مقبول ہوتی ہے حضرت غوث
پاک رض کا ذکر ناجائز نہیں ہے بلکہ جس وقت اولیاء اللہ کا ذکر ہوتا ہے رحمت الٰہی
نازل ہوتی ہے حدیث میں وارد ہے عند ذکر الصالحین تتنزل الرحمۃ
ابن جوزی نے مقدمہ کتاب صفوۃ الصفوہ میں لکھا ہے اس میں نئی بات یہ ہے
کہ کھڑے ہوکر گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف جانا حضرت غوث پاک رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا ذکر کرنا اور اپنی حاجت کا ذکر کرنا ہم جہاں تک غور کرتے ہیں اُسکے
عدم جواز کی کوئی وجہ پائی نہیں جاتی توسل اور تشفع تو ہر صورت میں جائز ہے
آدمی کھڑا ہو یا بیٹھا البتہ کھڑے ہوکر توسل کرنے میں اہتمام مقصود ہوتا ہے
بغداد شریف کی طرف چلنا اسی خیال سے ہے کہ توسل حضرت غوث اعظم
رضی اللہ عنہ سے ہے جن کا مزار مقدس بغداد شریف میں ہے اگر یہ کہے
کہ یہ عبادت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ گیارہ قدم چلنا نہ داخل عبادت ہے
نہ کسی عبادت کا شبیہ ہے انتہی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
ماوراء آپ کے مقامات باطنی طریقت او حقیقت اور معرفت کے جو آپ
کا مرتبہ علوم شریعت میں کمالیت پر تھا اُس کو بہت بڑے بڑے علماء اور
محدثین مثل شیخ شہاب الدین قسطلانی روضۃ الزاہر میں امام عبد اللہ یافعی نے
خلاصۃ المفاخر میں امام نووی نے بستان العارفین میں وغیرہم رحمۃ اللہ علینا
وعلیہم بیان فرماتے ہیں مگر میں فقط امام نووی جو محدث جلیل القدر مشاہیر علماء

اور محدثین سے ہیں اور انہوں نے جو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مدح آپ کے سوانح اور کمالیت علوم شریعت میں اور آپ کے مقامات باطنی کے بیان فرمائے فقط ان کے ہی بیان کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں قلائد الجواہر میں لکھتے ہیں وقال شیخ الاسلام الشیخ محی الدین النووی رحمۃ اللہ علیہ فی کتابہ بستان العارفین ما علمنا فیما بلغنا من الثقات الناقلین کرامات الاولیاء اکثر مما وصل الینا من کرامات القطب شیخ بغداد محی الدین الشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ عنہ کان شیخ السادۃ الحنابلۃ والشافعیۃ ببغداد وانتہت الیہ ریاسۃ العلم فی وقتہ وتخرج بصحبتہ غیر واحد من الاکابر وانتمی الیہ اکثر اعیان مشائخ العراق وقال بارادتہ جم غفیر من ذوی الاحوال الفاخرۃ وتلمذ لہ خلق لا یحصون عددا وکثرۃ من ارباب المقامات الرفیعۃ وانعقدت علیہ اجماع المشائخ والعلماء رضی اللہ عنہم بالتبجیل والاعظام والاحکام والرجوع الی قولہ والمصیر الی حکمہ وتقصد بالزیارات مع النذورات من کل قطر ورمی بالامال من کل جہۃ واہرع الیہ اہل السلوک من کل فج عمیق وکان جمیل الصفات شریف الاخلاق کامل الادب والمروۃ کثیر التواضع دائم البشر وافر العلم والعقل شدید الاقتفاء لکلام الشرع واحکامہ معظما لاہل العلم مکرما لارباب الدین والسنۃ مبغضا لاہل البدعۃ والاہواء محبا لمریدی الحق مع دوام المجاہدۃ ولزوم المراقبۃ الی الموت وکان لہ کلام عال فی علوم المعارف شدید الغضب

اذا انتھکت محارم اللہ سبحانہ وتعالی سخی الکف کریم النفس علی اجمل طریقۃ وبالجملۃ فلم یکن فی زمنہ مثلہ رضی اللہ عنہ - انتھی کلامہ ملخصًا۔ ف جاننا چاہیئے کہ جہاں امام نووی کے کلام میں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کمالیت علوم شریعت اور آپ کے رسوخ اتباع شریعت کا بیان ہے وہاں اُس کے ترجمہ میں واسطے انتباہ کے خط کھینچوں گا اب ترجمہ شروع کرتا ہوں۔ کہا شیخ الاسلام شیخ محی الدین نووی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب میں جو بستان العارفین ہے نہیں جانا ہم نے اُن اخبار میں جو ثقات ناقلین سے ہم کو پہنچے اولیاء اللہ کے کرامات اکثر اُن سے جو کرامات قطب شیخ بغداد محی الدین عبد القادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ کے پہنچے کہ آپ شیخ تھے علمائے شافعیہ اور علمائے حنبلیہ کے بغداد میں اور آپ کی طرف علم کی صدارت آپ کے وقت میں منتہی ہوئی اور آپ کی صحبت سے بہت سے اکابر تربیت پاکر نکلے اور آپ کی طرف اکثر اکابر ملک عراق منسوب ہوئے اور آپ کی مرید اور معتقد ایک جماعت کثیر صحاب احوال فاخرہ سے ہوئی اور آپ کی شاگردی یعنی علم ظاہر میں ایک مخلوق ہوئی بلند مقام والی کہ جن کی تعداد اور کثرت بیان نہیں ہو سکتی اور مشایخ اور علماء کا اجماع آپ کے علو مرتبت اور تعظیم اور آپ کے قول اور آپ کے حکم پر عمل کرنے اور آپ کے مرجعیت پر ہوا اور آپ کی طرف بقصد آپ کی ملاقات کے ہر طرف سے لوگ نذریں لیکر آنے لگے ف وہابیہ کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی خدمت میں پیش کش کرنے کو نذر نہ کہنا چاہیئے دیکھو کیسے بڑے محدث عظیم الشان نے اس کو نذر کہا ہے انتھی رجعنا الی الترجمہ اہل السلوک دُور دُور گاؤں سے آپکی خدمت میں دوڑے ہوئے آئے آپ کی ذات مبارک نیک صفات بزرگ اخلاق

کامل الادب اور مروۃ تھی بہت فروتنی ہمیشہ کشادہ چہرہ علم اور عقل کی سخت پیروی
کرنے والے کلام شریعت اور احکام شریعت اور اہلِ علم کی تعظیم کرنے والے اہلِ دین
اور سنت کی تکریم کرنے والے اہلِ بدعت اور اہوار کو یعنی بدمذہبوں کو بُرا جاننے والی
طالب راہِ خدا کو دوست رکھنے والے ہمیشہ مجاہدہ عبادت میں اور مراقبہ اپنے پر
لازم کرنے والے رحلتِ شریف تک اور معارف میں آپ کا کلام عالی رتبہ تھا بہت
غصہ ہوتے جس وقت خدا کے اوامر و نواہی کا خلاف کیا جاتا الحاصل آپ کے زمانہ
مبارک میں کوئی آپ کا مثل نہ تھا انتہی پس ایک محدث عالم جلیل القدر کے بیان
سے آپ کے صفات کریمہ معلوم ہوئے کہ آپ کا مرتبہ علومِ شریعت میں اس قدر
رفیع تھا کہ مخلوق بے شمار علومِ شریعت میں آپ سے فیض حاصل کی اور آپ کی
شاگرد ہوئی اور سب علمار میں آپ کو علومِ شریعت میں صدارت حاصل تھی اور آپکی
ذاتِ مبارک فتوے شریعت میں مرجعِ وقت تھی اور اتباع شریعت میں آپ کا قدم
اس قدر راسخ تھا کہ آپ کو کلامِ شریعت اور احکامِ شریعت میں پیروی بشدت تھی اہلِ
دین و سنت سے آپ کو محبت اہلِ بدعت اور اہوا سے آپ کو انکار تھا جب علومِ
شریعت میں آپ کو اس مرتبہ کا کمال تھا اور اتباعِ شریعت میں آپ کا اس قدر قدم
راسخ ہوا آپ کے ارشادات اور احوال شریف پر علمار کو کیا مجالِ دم زدنی اور کیوں
نہ موافقِ شرع شریف ہوں۔ اب اس امر کی تحقیق باقی رہی کہ روایت صلوٰۃ الاسرار
کی جو صاحب بہجۃ الاسرار نے آپ سے کی ہے اُس کو کس درجہ کا اعتبار حاصل ہے
اعتبار روایت کے دو وجہ ہیں ایک تو یہ کہ روایت میں راویوں کی تعداد جس قدر کم
ہو اُسی قدر وہ روایت اعتبار میں زیادہ ہوتی ہے دوسری وجہ اعتبار راوی کا ثقہ

ہوناپس صلواۃ الاسرار کی روایت میں یہ دونوں اعتبار کی وجہ ہیں بیان وجہ اول
یہ کہ فیما بین حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اور صاحب بہجۃ الاسرار کے دوہی
واسطے ہیں یعنی طریقہ اجازت میں اور اس روایت صلواۃ الاسرار میں تین واسطے
ہیں اس لیے صلواۃ الاسرار کی روایت صاحب بہجۃ الاسرار نے شیخ ابو المعالی سے
وہ شیخ ابو الحسن علی خباز سے وہ شیخ ابو القاسم عمر بزاز سے وہ حضرت غوث پاک رضی اللہ
عنہ سے روایت کرتے ہیں تین واسطے سے یہ روایت نہایت معتبر ہے اس لیے
بخاری میں ثلاثیات کو بہت ہی قابل اعتبار سمجھتے ہیں۔ دوسری وجہ اعتبار اس روایت
کی یہ ہے کہ راوی آخر اس روایت کے بہت ہی صاحبِ مرتبہ ہیں پس جو ایک بڑے
مرتبہ کے عالم ہوں وہ انھیں رُواۃ سے روایت کریں گے جو ثقہ ہوں پس یہ ہر دو وجوہ
اعتبارِ روایت کے موجود ہیں صاحب وسیلۃ الجلیلہ لکھتے ہیں کہ صاحب بہجۃ الاسرار
نامی فاضل تھے اس جلیل الشان فاضل کی نسبت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ
مرآۃ الجنان میں فرماتے الشیخ الامام الفقیہ العالم المقری۔ حافظ
ذہبی طبقات القرا میں لکھتے ہیں الامام البارع شیخ القرا۔ بہجۃ الاسرار
کی تعریف علماء نے بہت کی ہے شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تالیف الاطیف
میں لکھا ہے بہجۃ الاسرار کتابیست مقرر معتبر مذکور مشہور بین المشائخ و العلماء صنفہا بعض
عظماء المشائخ المقربین وبینہ وبین الشیخ رضی اللہ عنہ واسطتان اور ما ثبت من السنۃ
میں لکھا ہے قد ذکر فی بہجۃ الاسرار الکتاب المشہور فی بیان احوال ہذا الشیخ الکریم
المختار بروایۃ الثقات من المشائخ الکبار وبین مصنف ہذا الکتاب وبین الشیخ رضی اللہ
عنہ واسطتان فحسب۔ اور انہار مفاخر میں مولوی محمد غوث صاحب مدراسی نے تحریر کیا ہے

واضح رہے کہ بعض اشخاص کتب معتبرہ مثل بہجۃ الاسرار و معدن الانوار تصنیف فقیہہ عالم عامل فاضل
کامل مقری جامع محدث امام شیخ نورالدین ابی الحسن علی لخمی جو صاحب وسیلۃ الجدید
اس امر کے بیان کرنے میں منفرد ہیں اگرچہ صاحب بہجۃ الاسرار جو ایک بڑے مرتبہ کے شخص ہیں
جن کی تصنیف مرتبہ تواتر سے پہنچا ان کا نقل کرنا اس روایت کے معتبر ہونے
کے لیے کافی ہے مگر صاحب بہجۃ الاسرار ہی اس روایت میں منفرد نہیں بلکہ اور
علماء و فقہاء محدثین نے بھی جو خلاصۃ الاسرار کو روایت کیے ہیں تاکہ بدمذہبوں کو
کسی قسم کے کلام کی گنجائش نہ رہے جیسے شیخ مجدالدین فیروزآبادی یعنی صاحب
قاموس روض الناظر میں اور شیخ محمد بن سعید زنجانی نزہۃ الخواطر میں اور شیخ
شہاب الدین سنطانی روض النواظر میں اور امام عبداللہ یافعی خلاصۃ المفاخر میں اور
شیخ ابوبکر بن نصر انوار الناظر میں اور سید عبدالقادر خیبری درر المفاخر میں اور شیخ
محمد بن یحییٰ تنادفی قلائد الجواہر میں اور شیخ عبدالحق دہلوی زبدۃ الآثار مختصر الاسرار
میں اور شاہ ابوالمعالی تحفۂ قادریہ میں اور مولوی محمد صادق انہار المفاخر میں اور [illegible]
مدراسی نشر الجواہر میں اگر کچھ گفتگو ہوتی تو اسے جائز کیوں لکھتے علماء و فقہاء و محدثین کی
ایک جماعت کا اس کو معتبر جان کر نقل کرنا اس کے جواز پر سند کافی ہے انتہی۔
دو امر قابل اظہار ہیں اول یہ کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ جن سے حاجت روائی
میں استمداد اور استغاثہ کیا جاتا ہے اس عالم سے عالم جاودانی میں تشریف فرما ہیں پس
حضرت سے استمداد اور استغاثہ کیا جس کو صاحب الولایۃ الجلیلہ بیان کرتے ہیں شیخ
عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ شرح فتوح الغیب میں لکھتے ہیں کہ سیدنا الشیخ عبدالقادر
جیلانی علیہ السلام را موت نیست حیات و ممات برابر است ملفوظ قاضی شہاب الدین

ملک العلماء میں ہے کہ سیدنا و مولانا شیخ ابو محمد سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ را موت
نیست حیات و موت برابر است انتہی۔ صاحب قلائد الجواہر فرماتے ہیں اقول وقد
انعقد الاجماع من جماھیر الاشیاخ من الفقھاء و الفقراء و تضمنت الکتب
المدونۃ ان اصحاب التصریف التام من السادۃ القادۃ الاولیاء فی
حیاتھم و فی قبورھم بعد وفاتھم کتصرف الاحیاء الی یوم القیمۃ بتخصیص
من اللہ تعالٰی لھم وھم سیدنا و مولانا وقدوتنا الی اللہ تعالٰی الامام
الکمل الشیخ عبد القادر الجیلی و الشیخ الکبیر التریاق المجرب معروف
بن محفوظ بن فیروز ابن المرزبان الکرخی و الشیخ واصل الرحلہ عقیل المنجی
و الشیخ الکامل حیات بن قیس الحرانی رضی اللہ عنھم وان السادۃ البررۃ
اربعۃ ایضا الذین یبرؤن الاکمہ و الابرص ویحیون الموتی باذن اللہ
تعالٰی وھم القطب الغوث الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ
المشار و الشیخ الکبیر سیدی احمد الرفاعی و الشیخ السالک الناسک
علی بن ھیتی و الشیخ القدوۃ الصالح بقا بن بطو رضی اللہ عنھم میں کہتا ہوں
کہ جماہیر مشایخین فقہاء اور فقرا کا اجماع منعقد ہوا اور کتب مدونہ اس بات کے بیان
پر شامل ہوئے کہ صاحبانِ تصرف تام سادات پیشوا اولیاء اللہ کہ اُن کی حیات
میں اور اُن کے قبور میں بعد اُن کی وفات کے مثل تصرف زندوں کے ہر قیامت
تک بوجہ ایک خصوصیت جو خدا کی جانب سے اُن کو عنایت ہے وہ ہماری سردار
اور پیشوا خدا کی طرف امام کامل شیخ عبد القادر جیلی رضی اللہ عنہ اور شیخ کبیر
تریاک مجرب معروف کرخی اور شیخ واصل منزل عقیل منجی اور شیخ کامل حیات بن قیس

جیلانی رضی اللہ عنہم اور سادات ابرار بھی چار ہیں جو خدا کے حکم سے نابینا مادرزاد کو اور کوڑھی کو تندرست کرتے ہیں اور مردوں کو خدا کے حکم سے جلاتے ہیں وہ لوگ جن کا ذکر ہوا قطب غوث شیخ محی الدین عبد القادر جیلی رضی اللہ عنہ اور شیخ کبیر سیدی احمد رفاعی اور شیخ سالک عابد علی بن ہیتی اور شیخ پیشوا صالح بقا بن بطو ہیں رضی اللہ عنہم مقصود اظہار اس معنی کا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا حال مبارک حیات اور وفات میں برابر ہے وہ یہ ہے کہ لوگ بخیال آپ کے وفات کے آپ کے استفاضہ مدد سے اور استغاثہ سے محروم نہ رہیں جیسا کہ آپ سے حالت حیات میں مدد چاہا کرتے تھے ویسا ہی بعد وفات کے بھی مدد چاہا کریں اور جیسے کہ آپ کی مدد حالت حیات میں لوگوں کے حال پریشان میں اکرتی ہے ویسا ہی بعد وفات بھی پہنچا کرتی ہے بیان تساوی آپ کی حالت حیات اور وفات سے یہ غرض نہیں ہے کہ ترقیات مراتب میں بھی آپ کی حالت حیات اور وفات برابر ہے کیونکہ صاحب الوسیلۃ الجلیلہ رسالہ شیخ عابد سندی سے نقل کرتے ہیں وھولاء الموتی من الصالحین بعد انسلاخھم عن الصفات البشریۃ وانقطاع علائقھم عن الدنیاء الدنیۃ وارتیاحھم بلقاء اللہ تعالیٰ المستوجب لھم السعادۃ السرمدیۃ افیضت علیھم انوار الحضرت القیومیۃ حتی اوضحت لھم کل خفیہ ورفعت عنھم الحجب البشریۃ وقد ثبت ذلک لبعض فی حیاتھم الدنیویۃ کما یشیر الیہ یا ساریۃ الجبل فی السیرۃ العمریۃ۔ اور وہ لوگ جو انتقال کئے ہوئے ہیں صالحین سے بعد علیحدہ ہو جانے اُن کے صفات بشریت سے اور منقطع ہو جانے اُن کے علائق دنیا ردیہ سے اور راحت پانے اُن کی

حضوری بارگاہ الٰہیہ کے ساتھ جو مستوجب ہے اُن کے لیے سعادت دائمی کا فائض
ہوئے اُن پر انوار بارگاہ الٰہی کی یہاں تک کہ ہر ایک پوشیدہ امر اُن پر عیاں ہو گیا
اور اُٹھ گئے اُن سے حجابات بشریہ اور تحقیق کہ ثابت ہوئی یہ بات واسطے
بعض اُن کے حیات دنیویہ میں جیسا کہ استشہاد کرتا ہے اس طرف قول یا ساریۃ
الجبل کا یعنی خصلت عمر رضی اللہ عنہ کے انتہی پس اس تحریر شیخ عابد سندی رحمۃ اللہ
علیہ سے جن کی متفق جماہیر علماء اور اہل اللہ ہیں ظاہر ہوا کہ اولیاء اللہ کو ترقیات
مراتب اور درجات اس عالم سے بھی زیادہ اُس عالم میں ہوتے ہیں۔ توضیح امر دوم
وہ یہ کہ توضیح امر اول سے ظاہر ہوا کہ حضرت کی حیات اُس عالم میں ویسی ہے
جیسی کہ اس عالم میں تھی بلکہ ترقیات مراتب حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کو اس
عالم سے بھی زیادہ اُس عالم میں ہیں مگر غائبانہ دور سے حضرت کے اسم پاک کے
ساتھ ندا کرنا کیسا ہے اگرچہ قول شیخ عابد سندی سے یہ امر معلوم ہو گیا کہ اولیاء اللہ
کو دنیا میں اُس سے زیادہ انتقال کے بعد ہر پوشیدہ امر کی اطلاع خدا کی فیضانِ
انوار سے ہوتی ہے پس اس بناء پر ندائے لسانی تو کیا ندائے قلبی سے بھی آپ باطلاع
الٰہی کشفاً مطلع ہو سکتے ہیں بلکہ اس قسم کے کرامات حضرت کے بکثرت مرویات صحیحہ
سے ہیں مگر ایک استفتا اس بارے میں جو پیش ہوا تھا اُس کا جواب لکھا گیا ہے
اس سے اس مسئلہ کی توضیح باحسن وجوہ معلوم ہو جائے گی ۔ استفتاء
سوال اول ندا باسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باسم پاک
حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ واسطے استمداد اور استعانت کے جائز ہے یا نہیں؟
سوال دوم اگر جائز ہے تو اُس کے منکرین کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

بانصاف بیان فرماویں بیّنوا توجروا۔

جواب سوال اول

استعانت اور استمداد اور استغاثہ ساتھ ندا کرنے اسم پاک حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اور باسمار آپ کے تابعین کے جو آپ کے آل کرام اور اصحاب عظام اور اولیار عالی مقام
ہیں خصوصاً باسم پاک صاحبزادہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اعظم
وسائل حصول مقاصد دارین ہیں شرقاً وغرباً خلائق بوجہ ندا باسم مبارک حضرت غوث اعظم
رضی اللہ عنہ جو اپنے مقاصد سے کامیاب ہوئے اور ہوتے ہیں اُس کے بیان میں جو
کتب کثیرہ حضرت کے احوال میں تصنیف ہوئے مملو ہیں علاوہ اُس کے جو لوگوں کو
اس امر کا تجربہ ہوا اور ہوتا جاتا ہے یا سوا اُس کے بھی بعد حاصل کرنے رسوخ عقیدت
کے ندا باسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باسمار مبارک اولیار اللہ
خصوصاً باسم مبارک حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے بوقت حاجت کیا جائے
فوائد اُس کے از قسم بدیہیات کے معلوم ہو سکتے ہیں جواز ندا باسم مبارک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیار اللہ احادیث اور عمل صحابہ و اجماع امت سے
ثابت ہے چنانچہ اُس کا بیان آئندہ تفصیلاً اور تصریحاً کیا جائے گا انشار اللہ تعالےٰ
اب مختصر پہلے اس امر کا بیان کرتا ہوں کہ باوجود جواز ندا اور استعانت و استغاثہ
باسمار مقربان الٰہی از روئے احادیث اور اجماع امت اور اعمال صحابائے کرام
رضی اللہ عنہم کے ابتدائے انکار اس کا کب سے شائع ہوا اور کون شخص اس امر کا بانی ہے
امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب شفار الاسقام میں فرماتے ہیں اعلم

انہ یجوز ویحسن التوسل والاستغاثہ والتشفع بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم الی ربہ سبحانہ تعالی وجواز ذالک وحسن من الامور المعلومۃ لکل ذی دین المعروفۃ من الانبیاء والمرسلین وسیر السلف الصالحین والعلماء والعوام من المسلمین ولم ینکر احد من اہل الادیان ولا سمع بہ فی زمن من الازمان حتی جاء ابن تیمیہ فتکلم فی ذالک بکلام یلبس فیہ علی الضعفاء الاغمار وابتدع مالم یسبق الیہ فی سائر الاعصار۔

ترجمہ جان تو تحقیق کہ شان یہ ہے کہ جائز ہے اور اچھا ہے وسیلہ کرنا اور فریاد چاہنا اور شفاعت چاہنا ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرف پروردگار اُنکے اور جائز ہونا اُس کا اور بہتری اس بات کی اُن امور سے ہے جو ہر دین والے کو معلوم ہے اور جانی گئی یہ بات انبیاء اور مرسلین سے صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم اور کسی نے اہل ادیان سے انکار نہیں کیا اور نہ کسی اہل زمانہ نے اہل زمانہ سے اس بات کو سنا یہاں تک ابن تیمیہ آیا پس اُس نے اس بات میں کلام کیا اور اپنے کلام سے اُن لوگوں کو دہوکا دیا جو ضعیف الاعتقاد اور علم سے نا آشنا تھے اور اور نو ایجاد کیا جو اس سے پہلے کسی نے اس بات پر سبقت کسی زمانہ میں نہیں کیا انتہی۔ پھر بعد اُس کے حال توسل کا ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیان کرکے امام سبکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں وکذالک یجوز مثل ھذا التوسل بسائر الصالحین وھذا شیئ لاینکرہ مسلم بل متدین بملۃ من الملل۔ ایسا ہی جائز ہے مثل اس کے وسیلہ کرنا تمام صالحین کو اور یہ ایک چیز ایسی ہے کہ جس کو کوئی مسلمان انکار نہیں کرتا خواہ وہ کسی کا ہو انتہی۔ اب میں تھوڑا سا حال امام تقی الدین سبکی مصنف کتاب شفاء السقام

کا تحریر کرتا ہوں ہو الشیخ الامام الفقیہ المحدث العلامہ تقی الدین وھو
ابن عبد الکافی الشافعی صاحب التصانیف ولد فی صفر سنۃ
ثلاث وثمانین وستمائۃ وتفقہ فی صغرہ علی والدہ وکان من الورع
والدین وسلوک سبیل الاقدمین علی سنن ویقین صادع بالحق
لا یخاف لومۃ لائم ومن مصنفاتہ ہذا الکتاب وھو الرد علی الحافظ
ابن تیمیہ الحرانی والمصنف قد سماھا ایضا شن الغارۃ علی من انکر
سفر الزیارۃ وصح من طرق عن الحافظ ابن تیمیہ انہ کان لا یعظم من
اھل العصر کتعظیمہ الشیخ تقی الدین السبکی وانہ کان کثیر الثناء
علی تصنیفہ فی الرد علیہ یعنی ھذا الکتاب انتھی ملخصا من ترجمتہ فی
الطبقات الکبری والصغری لابنہ العلامہ تاج الدین سبکی رحمہما اللہ
تعالی انتھی ھذا ما وجدت ترجمۃ المصنف علی کتاب شفاء الاسقام
المطبوعۃ فی مطبع الدائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن
۱۳۱۵ھ **ترجمہ** وہ شیخ امام فقیہ محدث علامہ تقی الدین فرزند عبد الکافی کے
جو صاحب تصانیف ہیں پیدا ہوئے ۶۸۳ھ چھ سو تراسی میں فقہ حاصل کئے ایام
صغر سنی میں اپنے والد سے اور تھے صاحب ورع اور دین اور چلنے والے مسلک
قدما کے اوپر طریقوں یقین کے آشکار کرنے والے امر حق کے بلا خوف
ملامت اور مصنفات سے ان کے یہ کتاب ہے وہ رد ہے حافظ ابن تیمیہ حرانی پر اور
مصنف نے اس کتاب کا نام شن الغارۃ علی من انکر سفر الزیارۃ بھی رکھے ہیں اور
کئی طریقوں سے مجھے یہ بات صحیح پہنچی ہے حافظ ابن تیمیہ سے کہ وہ کسی اہل زمانہ

کی ایسی تعظیم نہیں کرتے جیساکہ شیخ تقی الدین سبکی یعنی مصنف اس کتاب کی تعظیم
کرتے اور ابن تیمیہ شیخ تقی الدین کی بہت تعریف کرتے اور اُس تصنیف کے جو
شیخ نے ابن تیمیہ پر رد کیا یعنی یہ کتاب۔ تمام ہوا حال مصنف کا مختصراً جو شیخ کا احوال
طبقات کبریٰ اور صغریٰ میں اُن کے فرزند علامہ تاج الدین سبکی رحمہما اللہ نے
ذکر فرمائے کتاب مطبوعہ مطبع دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن جو [illegible]
میں طبع ہوئی موجود ہے کتاب شفاء الاسقام کی عبارت سے کئی مضامین مستفید
ہوئے ایک تو یہ کہ قبل ابن تیمیہ کے کسی کو بھی مسئلہ توسل اور استغاثہ سے انکار نہ تھا
بلکہ یہ مسئلہ نو احداث پیدا کیا ہوا ابن تیمیہ کا ہے اور دوسرا امر شیخ نے ابن
تیمیہ کا وصف بیان فرمایا سو ظاہر ہوا کہ اُن کی تقریر دھوکا دینے والی ہے ضعیف الفقہا
کو اور اُن لوگوں کو جو علم سے ناآشنا ہیں پس ایسے امام وقت اور محدث اور صاحب
ورع کا قول فیصلہ کر دیتا ہے اس امر کا مسئلہ توسل اور استغاثہ صحیح اور انکار ابن تیمیہ
کا غلط ہے اور بہت بڑی حجت صحت مسئلہ اور توسل اور استغاثہ پر قائم ہے کہ خدا
نے حقیقت کا اثر اور رعب اور ہیبت ابن تیمیہ کے دل میں ایسا ڈالا کہ ابن تیمیہ کو
سوائے تسلیم بلکہ تعریف کرنے امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ بھی نہ بن پڑا مولانا
روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎ ہیبت حق است ایں از خلق نیست۔ اور یہ
بات بہت درست معلوم ہوتی ہے کہ اگر ابن تیمیہ کو یہ رد اُن کا تسلیم نہ ہوتا تو اس
کے جواب میں کوئی کتاب تصنیف کرتے حالانکہ کوئی کتاب ابن تیمیہ کی جواب
میں کتاب شفاء الاسقام کے مشہور نہیں ہے اگر لکھتے تو ضرور مشہور ہوتی پس
سلیم الطبع انصاف پسند کو اس قدر دلیل جواز استغاثہ اور توسل پر کافی ہے مگر

واسطے تشفی خاطر ناظرین کے ایک اور تقریر شیخ وقت محدث کی نقل کرتا ہوں جو حق میں ابن تیمیہ کے فرماتے ہیں فتاوی حدیثیہ ابن حجر ہیتمی میں لکھا ہے وسئل نفع الله به بما لفظه لابن تيميه اعتراض على متاخري الصوفية وله خوارق في الفقه والاصول فما محصل ذالك. فاجاب بقوله ابن تيمية عبد خذله الله واضله واعماه واصمه واذله وبذالك صرح الائمة الذين بينوا فساد احواله وكذب اقواله ومن اراد ذالك فعليه بمطالعة كلام الامام المجتهد المتفق على امامته وجلالته وبلوغه مرتبة الاجتهاد ابي الحسن السبكي وولده التاج والشيخ الامام العز بن جماعة واهل عصرهم وغيرهم من الشافعية والمالكية والحنفية ولم يقصر اعتراضه على متاخري الصوفية بل اعترض على مثل عمر بن الخطاب وعلي ابن ابي طالب رضي الله عنهما كما ياتي والحاصل ان لا يقام لكلامه وزن بل يرمى في كل وعر وحزن ويعتقد فيه انه ضال ومضل جاهل غال عامله الله بعدله واجارنا من مثل طريقته وعقيدته وفعله آمين ترجمہ کسی نے شیخ ابن حجر ہیتمی سے پوچھا اس بیان کے ساتھ کہ ابن تیمیہ کے متاخرین صوفیہ پر اعتراض ہیں اور اُن کے نئے مسائل ہیں فقہ اور اصول میں پس حاصل اس کا کیا ہے پس اُنہوں نے جواب دیے کہ ابن تیمیہ ایک بندہ خدا ہے جس کو خدا نے راہ راست سے دور کیا اور گمراہ کیا اور نابینا کیا اور بہرا کیا اور ذلیل کیا اور اُس کے ساتھ تصریح کئے ہیں وہ ائمہ دین جو اُس کے فساد احوال بیان کئے اور کذب اقوال کا اُس کے ذکر کئے جو شخص کہ اُس پر اطلاع کا ارادہ کرے تو وہ امام مجتہد جن کی امامت اور جلالت اور مرتبہ اجتہاد کو پہنچنے پر سب متفق ہیں جو ابی الحسن سبکی اور اُن کے فرزند تاج الدین

سبکی ہیں اُن کے کلام کا مطالعہ کرے اور بھی کلام شیخ عز بن جماعہ اور اُن کے اہل عصر
اور سوا اُن کے علمار شافعیہ اور مالکیہ اور حنفیہ کا مطالعہ کرے اور ابن تیمیہ نے فقط
متاخرین صوفیہ پر اعتراض کرنے پر اکتفا نہین کیا بلکہ انہوں نے مثل عمر بن الخطاب
اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما پر بھی اعتراض کئے اور حاصل یہ ہے کہ
اُن کا کلام کچھ بھی قابل اعتبار نہیں بلکہ اس قابل ہے کہ کنکرون مین اور ٹھیکروں میں
پھینکا جائے اور ابن تیمیہ کے حق میں یہ اعتقاد کرنا چاہیئے کہ وہ خود آپ بھی گمراہ ہے
اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے جاہل ہے راہ راست سے تجاوز کیا ہے خدا اُس کے
ساتھ معاملہ عدل کا کرے اور اُس کے طریقہ اور اعتقاد اور فعل سے خدا ہم کو بچاوے
آمین - پھر شیخ ابن حجر نے اقوال ابن تیمیہ کے جو درباب سوء عقیدت بزرگان صادر
ہوے تھے نقل کیے ہیں جس کا حال سوال فتوے ابن حجر میں اجمالی بیان ہوا نقل اقوال
کے بعد شیخ ابن حجر فرماتے ہیں ولا زال یتبع الاکابر حتی تمالا علیہ اہل عصرہ
ففسقوہ وبدعوہ بل کفرہ کثیر منھم وقد کتب الیہ بعض اجلاء عصرہ علما
ومعرفۃ سنۃ خمس وسبعمائۃ من فلان الی الشیخ الکبیر العالم امام عصرہ
بزعمہ اما بعد احببناک فی اللہ زمانا واعرضنا عما یقال فیک اعراض الفضل
احسانا الی ان ظہر لنا خلاف موجبات المحبۃ بحکم ما یقضیہ العقل والحس
وھل یشک فی اللیل عاقل اذا غربت الشمس وانک اظہرت انک قائم
بالامر بالمعروف والنھی عن المنکر واللہ اعلم بقصدک ونیتک ولکن الاخلاص
مع العمل ینتج ظہور القبول وما رأینا آل امرک الی ھتک الاستار والاعراض
باتباع من لا یوثق بقولہ من اہل الاھواء والاغراض فھو سائر زمانہ یسلب

الاوصاف والذوات ولم یقنع بسبب الاحیاء حتی حکم بتکفیر الاموات ولم یکفه التعرض علی من تاخر من صالحی السلف حتی تعدی الی الصحابة الاخیار ومن له اعلی المراتب فی الفضل فیا ویح من هو خصمهما یوم القیمة وهیهات ان لا ینال غضب وانی بالسلامیة وکنت ممن سمعه وهو علی منبر جامع الجبل والصالحیة وقد ذکر عمر بن الخطاب رضی الله عنه فقال ان عمر له غلطات وبلیات وای بلیات واخبرنی عنه السلف انه ذکر علی بن ابی طالب رضی الله عنه فی مجلس آخر فقال ان علیا اخطأ فی اکثر من ثلثمائة مکان فیا لیت شعری من این یحصل لک الثواب اذا اخطأ علی کرم الله وجهه وعمر بن الخطاب رضی الله عنه والآن قد بلغ هذه الحال الی منتهاه والامر الی مقتضاه ولا ینفعنی الا القیام فی امرک ودفع شرک لانک قد افرطت فی الغی ووصل اذاک الی کل میت وحی فلزمنی الغیرة لله ولرسوله ویلزم ذلک جمیع المومنین وسائر عباد الله الصالحین بحکم ما یقوله العلماء وهم اهل الشرع وارباب السیف الذین بهم الوصل والقطع الی ان یحصل منک الکف عن اعتراض الصالحین رضی الله عنهم اجمعین۔ ترجمہ اور ہمیشہ ابن تیمیہ پیچھا اکابر دین کا کرتا رہا یہاں تک کہ متوجہ ہوگئے اُس پر اُس کے علماء اہل عصر پس اُس کو منسوب بکفر کیے اور بتحقیق کہ اُس کی طرف خط لکھ بھیجا بعض اُن لوگوں نے جو ابن تیمیہ سے علم اور معرفت میں زیادہ تھے ۷۰۵ سات سو پانچ میں طرف فلاں شخص کے طرف شیخ کبیر کے عالم امام عصر اپنے زعم میں اما بعد پس ہم نے تجھکو راہ خدا میں ایک زمانہ تک دوست رکھا اور جو تیرے حق میں لوگ کہا کرتے تھے اُس سے

المسلمین

ہم نے اپنے فضل و احسان سے اعتراض کیا یہاں تک کہ ہم کو خلاف موجبات محبت امر
ظاہر ہوا بحکم اُس چیز کے جس کو عقل جس چاہتا ہے کیا شک کرتا ہے کوئی عاقل شب بیں
جس وقت کہ آفتاب غروب ہو جاوے اور تو نے ظاہر کیا تھا تو قائم ہے ساتھ امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر کے خدا خوب جاننے والا ہے تیرے قصد اور نیت کو اور
لیکن اخلاص ساتھ عمل کے قبول کا نتیجہ دیتا ہے اور نہیں دیکھا ہم نے کہ تیرا امر رجوع
کیا مگر ساتھ توڑنے پردوں اور آبروؤں کے ساتھ متابعت کرنے قول اُن لوگوں کے
جو اہل اہواء اور اغراض یعنی بدمذہب ہیں پس وہ لوگ مشہور ہیں اپنے زمانہ میں بسبب
اُن کے اوصاف اور ذاتوں کے اور نہیں اکتفا کیا تو نے ساتھ برا کہنے کے اوپر
زندوں کے یہاں تک کہ حکم کیا ساتھ کفر اموات کے اور نہیں کافی ہوا تعرض اوپر اُن
لوگوں کے جو متاخرین سلف صالحین سے ہیں یہاں تک کہ متعدی ہوا تعرض طرف
صدر اول کے اور طرف اُن لوگوں کے جن کا مرتبہ اعلیٰ ہے فضیلت میں پس کیا
خرابی ہے اُس شخص کے لیے جو وہ لوگ خصم ہو جائیں قیامت میں اور بعید ہے کہ
اُس کو غضب خدا کا نہ پہنچے اور کہاں ہے اُس کے لیے سلامتی اور تھا
میں اُن لوگوں میں جو میں نے اُس سے سنا ہوں اور وہ منبر پر جامع مسجد پہاڑ
کے تھا مقام صالحیہ میں اور اُس نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور کہا
کہ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے کئی غلطیاں ہیں اور کئی بلیات ہیں اور کسقدر بڑی بلیات
ہیں اور مجھکو سامنے سے پہنچا کہ اُس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر دوسری مجلس میں
کیا اور کہا کہ علی رضی اللہ عنہ نے تین سو جاہ سے زیادہ غلطیاں کیے کاش کہ وہ
یہ بات جانتا تو اچھا تھا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تیرے گمان میں غلطیاں کیے

اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی تو پھر میرے لیئے راہ صواب کہاں سے تھی
یہ حال انتہا تک پہنچ گیا اور امر اپنے مقتضی کو پہنچا اب مجھے کوئی چارہ نہیں ہے سوائے
اس بات کے جو ہیں، تیرے امر کی طرف قائم ہوں اور تیرے شر کو دفع کروں کیوں کہ
گمراہی تیری حد سے تجاوز کی اور تیری ایذا ہر زندہ اور مردہ کی طرف پہنچی اور مجھکو لازم ہے
غیرت اللہ اور اُس کے رسول کے واسطے اور تمام مومنین اور اللہ کے عباد صالحین
کو لازم ہے ساتھ حکم اُس چیز کے جس کو علماء نے کہا ہے جو وہ اہل شرع اور صاحبان
سیف ہیں جن کے ساتھ وصل اور قطع ہے یہاں تک کہ حاصل ہووے تجھ سے
رُکنا اعراض صالحین سے انتہی پھر شیخ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے اُن مسائل کا ذکر کیا جو
ابن تیمیہ سے خلاف عقیدہ مُسلمین کے صادر ہوئے جو تاج الدین سکی سے نقل کیا
ہے مسئلہ اولی حاجت غسل جس کو ہووہ شب میں قبل طلوع فجر بلا غسل نماز نفل ادا
کر سکتا ہے۔ مسئلہ ثانیہ حق تعالیٰ محل حوادث ہے مسئلہ ثالثہ خدا فاعل مختار نہیں
ہے مسئلہ رابعہ خدا مرکب ہے۔ مسئلہ خامسہ خدا کو جسم ہے۔ مسئلہ سادسہ
خدا بقدر عرش ہے نہ کم نہ زیادہ۔ مسئلہ سابعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
شفاعت بالوجاہت نہیں ہے۔ مسئلہ ثامنہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ
توسل نہ کیا جائے۔ مسئلہ تاسعہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیئے
سفر کرنا گناہ ہے وغیر ذالک من العقائد الا ما سدۃ اعاذنا اللہ منھا
انتھی۔ ابن تیمیہ نے اپنے کردار کی سزا دنیا میں ہی پالی پس یہ سزا باعث اُن کے
کفارۂ سیات کی ہوجا کر اُن کا خاتمہ بخیر توبہ کے ساتھ ہو تو کوئی عجب کی بات نہیں ہی
جیسا کہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ابن تیمیہ کا حال لکھا ہے ولد فی ربیع الاول

سنۃ احدی وستین وستمائۃ۔ یعنی ابن تیمیہ بانی انکار توسل و استغاثہ وغیرہ کا تولد ۶۶۱ھ چھ سو اکسٹھ ہے پھر ذہبی کہتے ہیں۔ وقد امتحن واوذی مرات وحبس بقلعۃ مصر والقاہرۃ والاسکندریۃ وبقلعۃ دمشق مرتین وبھا توفی فی العشرین من ذی القعدہ سنۃ ثمان وسبعمائۃ فی قاعۃ معتقلا۔ ترجمہ اور بتحقیق محنت میں ڈالا گیا ابن تیمیہ اور ایذا دیا گیا کئی بار اور حبس کیا گیا قلعہ مصر میں اور قلعہ قاہرہ اور قلعہ اسکندریہ میں اور قلعہ دمشق میں دو بار اور اُس میں ہی وفات پائی بیس ذی قعدہ ۷۰۸ھ سات سو آٹھ میں ایک مکان میں بیڑیاں پہنے ہوئے انتہی اس کے بعد ذہبی نے وجہ اُن کی قید اور ایذا کی بیان کی وقد انفرد بفتاوی نیل من عرضہ لاجلھا وھی مغمورۃ فی بحر علمہ فاللہ یسامحہ ویرضی عنہ۔ ترجمہ بتحقیق کہ ابن تیمیہ اکیلے ہوئے چند مسائل جس کی وجہ سے اُن کی آبرو ریزی گئی وہ مسائل اُن کے دریائے علم میں ناآشنا تھے یعنی اُن مسائل میں کوئی عالم پسند نہ کرتا پس حق تعالیٰ اُن کو معاف کرے اور اُن سے راضی ہووے۔ ف۔ بیان اول الذکر سے معلوم ہوا کہ تاریخ تولد ابن تیمیہ کی چھ سو یکسٹھ ۶۶۱ھ ہے اور تاریخ وفات حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ۵۶۱ھ آپ کے احوال شریفہ کی کتابوں میں درج ہے اُس سے ظاہر ہے کہ ابن تیمیہ بانی انکار ندا کا ظہور بعد وفات حضرت غوث اعظم رضی اللہ کے ایک سو برس بعد ہوا پہلے اس کے سوائے فریق معتزلہ وغیرہ کے جو فرقہ ضالہ مشہور تھے کوئی اہل علم خاندان اہل سنت سے دعویٰ اہل سنت ہونے کا کر کے مسئلہ ندا وغیرہا میں خلاف اہل سنت نہیں کیا رجعنا الی المقصود ابن تیمیہ کے قائم مقام قاضی شوکانی ہوئے پھر ابن تیمیہ کے شاگرد رشید ابن قیم اپنے استاد کے سجادہ نشین ہوئے

پھر بعد ایک زمانہ کے عبد الوہاب نجدی اور اُن کے خلف الصدق محمد مسعود نے ابن تیمیہ اور قاضی شوکانی اور ابن قیم سے فیض حاصل کیا علاوہ اُس کے معتزلہ سے چند مسائل اخذ کر کے کتاب التوحید جس میں یہ سب مسائل انکار شفاعت بالوجاہت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انکار توسل انکار استغاثہ انکار ندا انکار سفر زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وغیرہا درج ہیں تصنیف کر کے حرمین شریفین میں فساد عظیم برپا کیا ہزار سادات بنی فاطمہؓ کو قتل کیا سلطان عبد المجید خاں و السلطان حال عبد الحمید خاں نے اُن کا قلع و قمع کیا باینہمہ عبد الوہاب نجدی اور اُن کی فرزند مسعود کو انکار تقلید نہ تھا کیونکہ وہ خود مقلد مذہب حنبلی تھے اب تک بھی عبد الوہاب نجدی کی نسل اور اُن کے تابع مذہب قوم عصیر جو عرب میں باقی ہیں وہ مقلد مذہب حنبلی ہیں اگر کوئی شخص مقلد حنفی یا شافعی اُن کے پاس جاوے سوائے مسائل اختلافیہ کے بوجہ تقلید مذہب اُن کا تعرض نہیں کرتے ہاں سوائے تقلید کے اور مسائل اختلافیہ میں کوئی اگر ان سے خلاف کرے تو البتہ درپے ایذا ہوتے ہیں اور اگر اُن مسائل میں بھی اُن کی ہوں میں اپنی ہاں ملا دے تو اُس کی بہت کچھ خاطر داری اور ضیافت کرتے ہیں ہندوستان میں رواج مذہب عبد الوہاب نجدی کا مولوی اسمعیل سے ہوا اُنھوں نے کتاب التوحید ابن عبد الوہاب نجدی کا ترجمہ کر کر ہندوستان میں شائع کیا مگر بمصداق قول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے ہر کہ آمد برآں مزید بنمود۔ مولوی اسمعیل نے عبد الوہاب نجدی کے مذہب کو اور ایک طرہ لگایا کہ انکار تقلید ائمۂ مجتہدین کیا اُن کے دام میں بہت سے لوگ آگئے جب علمائے وقت کا اُن پر حملہ ہوا اور فتوائے بدمذہبی اُن کا لکھا گیا چنانچہ تفصیل اُس کی

کتاب سوط الرحمن علی قرن الشیطان وغیرہ مصنفات مولوی فضل رسول صاحب علیہ الرحمۃ
میں تحریری مذکور ہے اب اس قسم کے عقائد والے جو ہندوستان میں ہیں وہ مولوی
اسمٰعیل کے تابع ہیں بعضے سب مسائل میں ان کے تابع ہیں بعضے اکثر میں بعضے
اکثر میں بعضے سب مسائل کو مولوی اسمٰعیل کے انکار کی نظر سے دیکھتے ہیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء اللہ سے آداب رکھتے ہیں مگر فقط ایک ہی مسئلہ
ندا میں مولوی اسمٰعیل کے تابع ہیں اب میں اُن دلائل شرعیہ کا ذکر کرتا ہوں جو جواز ندا پر
دلالت کرتے ہیں ندا باسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیث اور
اعمال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اجماع سے ثابت ہے ذکر اُن احادیث کا
جو جواز ندا پر دلالت کرتے ہیں۔ حدیث اول امام بخاری اپنی مسند میں روایت
کرتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا صلی احدکم
فلیقل التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وفی روایۃ اذا جلستم فقولوا التحیات
الی آخرہ ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کہ نماز
پڑھے ایک تم میں کا پس چاہیے کہ کہے التحیات للہ والصلوات والطیبات
السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الی آخرہ اور ایک
روایت میں آیا ہے جس وقت کہ تم جلسہ نماز میں ہو پس کہو التحیات للہ الخ
جب ان احادیث میں التحیات کے پڑھنے کے لیے نماز میں حکم ہوا علماء فرماتے
کہ التحیات کا پڑھنا واجب ہے پس ندا باسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم جو جزو التحیات ہے وہ بھی واجب ہوا جو مافوق جواز ہے۔ الوسیلۃ الجلیلہ میں مرقوم ہے

اس مقام پر دو شبہ وارد ہوتے ہیں پہلا شبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
وفات کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ السلام علی النبی کہتے تھے اس کا
جواب یہ ہے کہ یہ دوسری روایت کے مخالف ہے علاوہ بریں یہ کہ اس تغیر
کے لیے آپ نے حکم نہیں دیا ہمارے استاد مولانا محمد عبد الحلیم ادخلہ اللہ
تعالیٰ فی جنات النعیم نے رسالہ نور الایمان بزیارت آثار حبیب الرحمن میں ایسا ہی تحریر
فرمایا ہے دوسرا شبہ تشہد میں خطاب بغرض اصلی نہیں ہے بلکہ یہ کلمے بطریق قصۂ معراج میں واقع ہوئے
اسی طرح باقی رکھا گیا ہے ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ کلمات جس طرح قصۂ معراج میں وارد ہوئے اسی طرح باقی رکھے گئے
ہیں مگر اس سے حکایت معراجیہ مقصود نہیں ہے بلکہ مصلی کو چاہیے کہ اُن کلمات کی معانی کا قصد کرے یعنی اللہ
پر تحیت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اپنی ذات پر اور اولیاء اللہ پر سلام یعنی انشاء کا قصد
کرے نہ اخبار کا نہر الفائق شرح کنز الدقائق میں ہے لابد ان یقصد فی الفاظ
التشهد معانيها التي وضعت له كانه يحيي الله تعالى ويسلم على نبيه وعلى
اولياء الله تعالى اي انه يقصد الانشاء بهذه الالفاظ لا الاخبار. التحيات
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اس لیے خطاب کیا گیا ہے تاکہ سمجھا جائے
کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ کی امت کے نمازی لوگ مکشوف
ہوتے ہیں بلکہ یہ خیال کیا جائے کہ آپ اُن کے سامنے موجود ہیں اس میں دو فائدے
ہیں پہلا یہ کہ آپ کو اُن کے اعمال حمیدہ کی اطلاع ہو دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس
حضوری کا خیال باعث مزید خشوع اور خضوع ہو چنانچہ شیخ ابن حجر شرح عباب میں اسی مضمون
کو بیان کرتے ہیں وخوطب صلى الله عليه وآله وسلم كانه اشارة الى انه
تعالى يكشف له عن المصلين من امته حتى يكون كالحاضر معهم يشهد لهم

بافضل اعمالہم ولیکون تذکر حضورہ سبباً لمزید الخشوع والخضوع رسائل ابی زید القیروانی شرح فوائد دوانی میں لکھا ہوا ہے کہ مصلی کو چاہیے کہ جب السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو روضۂ شریفہ کا قصد کرے چنانچہ یہ اُس کی عبارت ہے وینبغی اذا قالہ المصلی ان یقصد الی روضۃ الشریفۃ اس تقریر سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ندا کرنا میت کو جائز ہے عام ازینکہ منادی قریب ہو یا بعید دیکھیے تشہد میں اسے حرف ندا سے بے علاوہ اُس کے تشہد میں بعد انتقال حضرت کے بھی خطاب ہے اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ قریب اور بعید خطاب و ندا میں مساوی ہیں جواز کا انحصار اُس پر موقوف نہیں ہے کہ منادی قریب ہو ورنہ مصلی تشہد میں اُن الفاظ کے پڑھنے پر مامور نہ ہوتا چنانچہ اسی مضمون کو شیخ عابد سندھی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے جس کی یہ عبارت ہے ویستفاد من ہذہ الآثار جواز نداء المیت بعد موتہ قریباً کان منہ اوبعیداً عنہ ویؤید ذالک ما ثبت فی الفاظ التشہد السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فان ای من حروف النداء علی ان فیہ مخاطبۃ المیت بعد موتہ ویستفاد انہ لایقتصر علی جوازہ علی اشتراط قربہ من المیت بل القرب والبعد سوائن فی ذالک الحکم وذالک لان المصلی کان مامورا لہذ القول فی تشہدہ این کان۔ انتہی محرر اوراق عرض کرتا ہے کہ قول شیخ عابد سندھی کی وہ روایتیں تائید کرتی ہیں جو قاضی عیاض نے شفا میں لکھے ہیں وعن علقمۃ اذا دخلت المسجد اقول السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ صلی اللہ وملائکتہ علی محمد ترجمہ مروی ہے علقمہ سے کہ جب میں داخل ہوتا مسجد

میں تو کہتا السلام علیک ایہا النبی الخ وقد روی مالک عن ابن عمر کان یقول ذالک اذا فرغ من تشہدہ واراد ان یسلم واستحب مالک وفی المبسوط ان یسلم مثل ذالک قبل السلام قال محمد بن مسلمۃ اراد ما جاء عن عائشۃ وابن عمر رضی اللہ عنہما انہما کان یقول عند سلامہما السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین السلام علیکم اور تحقیق کہ روایت کیا ہے مالک نے ابن عمرؓ سے کہ وہ کہتے تھے اس بات کو جبکہ وہ تشہد سے فارغ ہوتے اور سلام پھیرنے کا ارادہ کرتے اور مستحب جانتے تھے اور مبسوط میں ہے کہ مثل اسکے سلام تشہد کہے قبل سلام پھیرنے کے کہا محمد بن مسلمہ نے کہ امام مالک نے اپنے اس قول سے اس روایت کا ارادہ کیا جو حضرت عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے اپنے وقت السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پس ان روایات سے ثابت ہوا کہ علقمہ صحابی کی عادت تھی کہ جب مسجد میں داخل ہوتے السلام علیک ایہا النبی کہتے اور ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کی یہ عادت تھی کہ قبل سلام نماز کے السلام علیک ایہا النبی کہتے پس ان کسی روایات میں ذکر نہیں کہ یہ بات ان صحابہ کرام جمیعن الخ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں کہا کرتے یا اس وقت یہ کہتے جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم میں تشریف فرما تھے پس جو لوگ کہ شبہہ کرتے ہیں کہ یہ ندا قصۂ معراجیہ ہے اب کہاں رہا کیونکہ قصہ معراجیہ کی نقل کا محل نماز تشہد ہے نہ بعد تشہد اور نہ بوقت دخول مسجد اسی لیے امام مالک نے مستحب جانا ہے کہ قبل سلام نماز کے مصلی ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بلفظ ندا السلام علیک ایہا النبی کہا کرے

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تو تابعین یا تبع تابعین میں ہیں پس زیارت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی رحلت شریف کے بعد ہیں پس امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب جواز ندا کا بعد آپ
کی رحلت شریف کے ہوا دوسری حدیث شریف کتاب مطالع المسرات شرح
دلائل الخیرات میں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نابینا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم آپ خدا سے دعا کیجیے کہ مجھے بینائی عطا کرے حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہارے لیے دعا کروں انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نابینائی مجھ پر شاق ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ جاؤ وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو پھر یہ دعا کہو اللّٰھم انی اسئلک واتوجہ
الیک بنبیی محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ الی ربی بک ان تکشف لی
عن بصری اللھم شفعہ فی نفسہ جب وہ نابینا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ارشاد پر عمل کیا واپس ہوا اس حالت میں کہ وہ بینا ہو گیا صاحب مطالع
مسرات تصحیح میں اس حدیث کے کہتے ہیں کہ مثل اس حدیث کے ترمذی نے روایت
کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ابن ماجہ نے اس حدیث کے
اول نابینا کا قصہ ذکر کیا ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بشرط بخاری اور مسلم روایت
کیا ہے اور بیہقی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے بروایت عثمان بن حنیف کے اور بیہقی کے
الفاظ کے موافق نسائی نے روایت کی ہے انتہی کتاب مطہر الانوار فی الصلوۃ علی النبی
المختار میں امام نمیری نے تصحیح اس حدیث کی کی ہے شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ
علیہ جذب القلوب میں اور قاضی عیاض شفا میں صاحب حصن حصین نے اس حدیث کو

نقل کیا ہے بستان الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں اس مقام پر لکھا ہوا ہے کہ یہہ حدیث مستند اور صحیح ہے اُس کو حاکم اور ترمذی کے سوائے اور محدثین نے بھی روایت کیا ہے عثمان بن حنیف اور اُن کے فرزند اس حدیث کو لوگوں کو تعلیم کرتے اس حدیث کے متعلق بہت سے حکایات ہیں جن میں بیان اس امر کا ہے کہ جس نے اس حدیث پر عمل کیا کامیاب ہوا برہان حلبی نے اس حدیث کو بہت سے طریق سے روایت کیا صحت میں اس حدیث کی کوئی شبہہ باقی نہیں رہا اس کو یاد رکھو انتہی اس مقام پر ایسا نہ خیال کیا جائے کہ یہ امر خاص آپ کی حضوری خدمت کے لیے تھا آپ کا فیض عام تا قیامت باقی ہے امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شفاء السقام میں اس شبہہ کو دفع کیا ہے جس کی یہ عبارت ہے فان اعترض معترض بان ذلک انما کان لان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفع فیہ فلھذا قال لہ ان یقول انی توجہت الیک بنبیک قلت الجواب من وجوہ ترجمہ پس اگر کوئی کہے اعتراض کرنے والا کہ یہ امر اس لیے واقع ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نابینا کے لیے شفاعت فرمائی پس اسوجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نابینا کو ارشاد فرمایا کہ وہ کہے کہ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی کے میں کہتا ہوں کہ اُس کا جواب کئی طرح سے ہے احدھا سیاتی عن عثمان بن حنیف وغیرہ استعملوا ذلک بعد موتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وذالک یدل علی انھم لم یفھموا اشتراط ذالک ترجمہ ایک اُن وجوہ سے یہ ہے عثمان بن حنیف کی اور سوائے اور حضرات نے اس امر کا برتاؤ بعد وفات شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیا اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صحابہ نے حضرت کی حضوری کو اس عمل کی

شرط نہیں سمجھا الثانی انہ لیس فی الحدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بین ذالک دوسری وجہ یہ ہے حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس عمل میں اپنی حضوری کی شرط فرمائی ہو الثالث انہ ولو کان کذالک
لم یضر فی حصول المقصود وھو جواز التوسل الی اللہ تعالی بغیرہ یعنی السوال
بہ کما علمہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وذالک زیادۃ علی طلب الدعاء
فلو لم یکن فی ذالک فائدۃ لما علمہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وارشدہ
الیہ ولیقال لہ انی قد شفعت فیک ویمکن لعلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اراد ان یحصل من صاحب الحاجۃ التوجہ بذل الاضطرار والافتقار
والانکسار مستغیثا بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیحصل کمال مقصودہ ولا شک
ان ھذا المعنی حاصل فی حضرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیبتہ
فی حیاتہ وبعد وفاتہ فانا نعلم شفقتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی امتہ
ورفقہ بہم ورحمتہ لہم واستغفارہ لجمیع المومنین وشفاعتہ فاذا انضم
الیہ توجہ العبد یحصل ھذا الغرض الذی ارشد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم الاعمی الیہ تیسرا جواب یہ ہے کہ اگر ایسا بھی ہو تو حصول مقصود کو مضر نہیں ہے
وہ جواز توسل ہے طرف خدا کے ساتھ غیر خدا کے یعنی صالحین کے ساتھ۔ یعنی سوال کرنا خدا سے
بوسیلہ صالحین جیسا کہ حضرت نے نابینا کو اس امر کی تعلیم فرمائی۔ اور یہ بات آپ سے
دعا طلب کرنے سے زیادہ ہے پس اگر اس میں کوئی فائدہ نہ ہوتا تو ہرگز آپ یہ دعا
نابینا کو تعلیم نہ فرماتے اور نہ راستہ بتاتے حضرت نابینا کو اس طرف اور نابینا کو فرماتے
کہ ہم نے تیرے باب میں شفاعت کی ہے اور ممکن ہے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ارادہ فرمایا ہو اس امر کا کہ حاصل ہو صاحب حاجت کو توجہ ساتھ ذل اضطرار اور
افتقار اور انکسار کے اُس وقت میں کہ وہ فریاد کرتا ہو ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پس اُس کا پورا مقصود حاصل ہو اور نہیں شک ہے کہ یہ بات حاصل ہے حضرت کی
روبرو میں اور حضرت کے غیب میں حضرت کی حیات میں اور حضرت کی وفات کے
بعد میں پس ہم جانتے ہیں حضرت کی شفقت اور مغفرت چاہنے کو تمام مومنین کیلئے
اور آپ کی شفاعت کو پس جس وقت کہ حضرت کی شفاعت کے ساتھ بندہ کا متوجہ
ہونا بارگاہ الٰہی میں مل جائے تو یہہ غرض جو حضرت نے نابینا کو ہدایت فرمائی حاصل
ہو جاتی ہے الحالة الثالثة ان یتوسل بذالك بعد موته صلی الله علیه
وآله وسلم لما رواه الطبرانی رحمة الله علیه فی المعجم الکبیر فی ترجمة عثمان
بن حنیف فی الجزء الخمسین حدثنا طاهر بن عیسی بن یونس المصری المقری
حدثنا اصبغ بن الفرج حدثنا ابن وهب عن ابی سعید المکی عن روح بن القاسم
عن ابی جعفر الخطمی المدنی عن ابی امامة بن سهل بن حنیف عن عمه
عثمان بن حنیف ان رجلا کان یختلف الی عثمان بن عفان رضی الله عنه
فی حاجة له فکان عثمان رضی الله عنه لا یلتفت الیه ولا ینظر فی حاجته
فلقی ابن حنیف فشکا ذالك الیه فقال عثمان بن حنیف رضی الله عنه
ایت المیضاة فتوضأ ثم ائت المسجد فصل فیه رکعتین ثم قل اللهم
انی اسئلك واتوجه الیك بنبینا محمد صلی الله علیه وآله وسلم نبی الرحمة
یا محمد انی اتوجه بك الی ربك لیقضی حاجتی وتذکر حاجتك حتی اروح
معك فانطلق الرجل فصنع ما قال له ثم اتی باب عثمان بن عفان فجاءه

البواب حتی اخذہ بیدہ فادخلہ علی عثمان ابن عفان فاجلسہ معہ علی الطنفسۃ فقال ماحاجتک فذکر حاجتہ وقضاھا لہ ثم قال لہ ما ذکرت حاجتک حتی کان الساعۃ وقال ما کانت لک من حاجۃ فاذکرھا ثم ان الرجل خرج من عندہ فلقی عثمان بن حنیف فقال لہ جزاک اللہ خیرا ما کان ینظر فی حاجتی ولا یلتفت الی حتی کلمتہ فی فقال عثمان بن حنیف واللہ ما کلمتہ ولکنی شہدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واتاہ ضریر البصر فشکا الیہ ذہاب بصرہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او تصبر الی آخر الحدیث **ترجمہ** تیسری حالت یہ ہے کہ اس دعائے ندائیہ کے ساتھ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ توسل کیا جائے بسبب اس روایت کے جسکو طبرانی علیہ الرحمۃ نے معجم کبیر میں عثمان بن حنیف کے احوال میں روایت کی پچاسویں جزمیں کہا طبرانی۔کہ بیان کیا ہمکو طاہر بن عیسیٰ بن قریشی المصری المقری نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہمکو اصبغ بن الفرج نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہمکو ابن وھب نے ابی سعید مکی سے انہوں نے روح بن القاسم سے انہوں نے ابی جعفر خطمی مدنی سے انہوں نے ابی امامہ بن سہل بن حنیف سے انہوں نے اپنے چچا عثمان بن حنیف سے کہ ایک مرد عثمان بن عفان کے پاس آیا جایا کرتا اپنی ایک حاجت کے لیے پس عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نہ اُس کے طرف التفات فرماتے اور نہ حاجت میں اُس کی خیال کرتے پس وہ شخص صاحب حاجت عثمان بن حنیف سے ملاقات کیا اور عدم التفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اُن کے پاس شکایت کیا پس اُس کو عثمان بن حنیف نے کہے کہ آفتابہ لا اور وضو کر پھر مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھ پھر یہ دعا اللھم انی اسئلک واتوجہ

الیک الخ پڑھ اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس جا میں بھی تیرے ساتھ چلتا ہوں پس وہ مرد نے جو کچھ عثمان بن حنیف نے کہا تھا اس پر عمل کیا پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر حاضر ہوا دربان نے اس صاحب حاجت کا ہاتھ پکڑ کر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا حضرت نے اُس کو اپنے ساتھ بستر پر بٹھایا اور فرمایا کہ تیری کیا حاجت ہے پس اُس نے اپنی حاجت بیان کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُس کی حاجت روائی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ مجھے تیری حاجت سے بالکل فراموشی تھی گویا کہ میں ابھی یاد کیا اور ارشاد فرمایا کہ جو تجکو حاجت ہو مجھے کہا کر پھر وہ مرد صاحب حاجت نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکل کر عثمان بن حنیف سے ملاقات کی اور اُن کو کہا کہ حق تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کبھی میری حاجت میں نظر نہیں کی اور نہ میری طرف التفات کیا یہاں تک کہ تم نے میرے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کہا یعنی صاحب حاجت کو خیال ہوا کہ شاید عثمان بن حنیف نے اپنے لیے سفارش کی اسلئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صاحب حاجت کی طرف التفات کیا) عثمان بن حنیف نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہے کہ میں نے تمہارے لیے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سفارش نہیں کی ولیکن میں حاضر ہوا ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اور آپ کے پاس ایک نابینا حاضر ہوا۔ اور اسنے اپنی نابینائی کی شکایت حضرت کی خدمت میں آخر حدیث تک بیان کیا انتہی صاحب کتاب شفاء السقام نے اس روایت کو اور بہت طریقوں سے روایت کی ہے تیسری قسم کے احادیث

جواعمال صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ندا باسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت ہے میرے استاد مولوی عبد الحلیم صاحب مغفور اپنی کتاب میں جو مسمی نور الایمان بزیارۃ حبیب الرحمان ہے جواز ندا کے قائل ہیں اور اس مقام پر لکھا ہے کہ بعض مشائخ نے جس سے مراد شیخ عابد سندہی ہے علیہ الرحمۃ لکھا ہے کہ ابن سنی نے کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں لکھا ہے کہ جب کسی شخص کو پیر میں خدر لاحق ہوجاوے تو وہ کیا کرے فصل خدر ایک کیفیت ہے کہ آدمی کو دیر تک چلنے سے پیر میں عارض ہوتی ہے جس سے پیر بحس ہوجاتا ہے اس کو اس دیار دکن میں چونٹیاں پھرنا کہتے ہیں۔ ابو سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ چل رہا تھا ان کے پیر میں خدر لاحق ہوا ان کو ایک مرد نے کہا کہ تمہارے پاس جو سب سے زیادہ دوست ہو اُن کو یاد کرو تو ابن عمرؓ نے فرمایا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس کھڑے ہوگئے اور چلنے لگے۔ ایضاً عبد الرحمان بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا پس اُن کے پیر میں خدر لاحق ہوا میں نے اُن کو کہا کہ ای ابو عبد الرحمن تمہارے پیر کی کیا حالت ہے انہوں نے کہا کہ میرے پیر کے پٹھے جمع ہوگئے ہیں میں نے کہا کہ جو تمہارے دوست سب سے زیادہ ہیں اُن کو یاد کرو انہوں نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس کھڑے ہوگئے اور اُن کا پیر کھل گیا۔ ایضاً روایت ہے ہیثم سے انہوں نے کہا کہ ہم عبد اللہ بن عمر یعنی ابن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اُن کے پیر میں خدر لاحق ہوا اُن کو ایک مرد نے کہا کہ تم یاد کرو اُن کو جو تمہارے پاس سب سے زیادہ دوست ہیں انہوں نے

کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس کھڑے ہو گئے گویا کہ قید سے چھوٹ گئے
عمدۃ المصنفین بعدۃ المحدثین والمحققین میں شیخ الاسلام برہان الدین مجاہد نے کہا کہ
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک مرد کے پیر میں خدر لاحق ہوا اُن کو
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ جو تمہارے پاس سب سے زیادہ دوست
ہوں اُن کو یاد کرو انہوں نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس وہ گویا قید سے
چھوٹ گئے مجاہد نے کہا کہ اُن کا تمدرجا آثار با انتہی قاضی عیاض کتاب شفا میں عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی روایت کیا ہے جو کتاب عمل الیوم واللیلہ کے مضمون
سے متفق ہے محرر اوراق عرض کرتا ہے کہ اگر اس مقام پر کوئی شخص کہے کہ بعض
مجربات ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے عمل کرنے سے فائدہ ظاہر ہوتا ہے پس حالت
خدر میں سب سے زیادہ دوست کو یاد کرنا تجربہ سے مفید ثابت ہوا اس صورت میں
یہ دلیل جواز ندا باسم خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیونکر ہو سکتی ہے
اُس کا جواب یہ ہے کہ اُس عمل کو تعلیم کرنے والے اور کہنے والے سب صحابہ
تھے زمانہ صحابہ کا تھا سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس کوئی شخص یا
کوئی چیز حضرت سے زیادہ دوست نہ تھی چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت
کی صحبت کی برکت سے ایمان کامل نصیب تھا حدیث میں آیا ہے لا یؤمن احدکم
حتیٰ اکون احب الیہ من مالہ وولدہ والناس اجمعین ترجمہ مومن کامل
نہ ہوگا تم میں کا کوئی شخص یہاں تک کہ میں اُسکے پاس اُسکے مال اور اُس کی اولاد اور تمام
آدمیوں سے زیادہ دوست ہوں اور دوسری روایت میں احب الیہ من
نفسہ آیا ہے یعنی میں اُس کے نفس سے بھی زیادہ دوست ہوں پس جو لوگ کہتے

جو تمہارے دوست سب سے زیادہ ہیں اُن کو یاد کرو وہ کنایہ حضرت کی ذات مبارک سے ہی تھا گویا کہ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد چاہو اور آپ کو پکارو کہ سب صحابہ کرام کے پاس یہ مسئلہ از قسم بدیہیات کے تھا کہ اُن کو سب سے زیادہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی حضرت سے زیادہ اُن کو کسی کے ساتھ محبت نہ تھی وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی جان سے بھی زیادہ دوست رکھتے تھے اسلیئے انہوں نے حضرت کے اسم مبارک کے ساتھ صراحت نہیں کی بلکہ سب سے زیادہ دوست کہکر حضرت کی ذات مبارک کے ساتھ کنایہ کیا الکنایۃ ابلغ من التصریح

بالفرض والتقدیر اگر سب سے زیادہ دوست کا یاد کرنا ہی خدر کے دفع کرنے میں مجرب ہوتا تو یاد کرنے میں آپ کے اسم مبارک کے ساتھ ندا کرنے کی کیا ضرورت تھی بلکہ آپ کا اسم مبارک بلا ندا فقط محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا کافی تھا ندا کرنے کی کیا ضرورت کہنے والوں نے تو ایسا نہیں کہا تھا کہ تمہارے سب سے زیادہ دوست کو ندا کرو بلکہ فقط سب سے زیادہ دوست کو یاد کرنا کہا تھا اور چونکہ عمل مجرب میں تو زیادتی الفاظ یا کمی الفاظ جائز نہیں ہے اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس ندا باسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناجائز ہوتی جیسا کہ منکرین کا مذہب ہے تو صحابہ کرام کیوں حضرت کے اسم مبارک کے ساتھ ندا کرتے حالانکہ دفع خدر میں تو سب سے زیادہ دوست کے ندا کرنے کو نہیں کہا گیا تھا حدیث اول سے ثابت ہوا کہ ندا باسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت نماز میں واجب ہے دوسری حدیث سے ظاہر ہوا کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ندا باسم مبارک بوقت شدت خود تعلیم فرمائی اُس کا فائدہ بھی فوراً ظاہر ہوا تیسری قسم کی احادیث سے عمل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ساتھ ندا باسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوا اُس کے فوائد بھی فوراً معلوم ہو گئے عمل صحابۂ کرام بھی مثل حدیث ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم یعنی میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں اُن میں سے جس کے ساتھ پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ اب حدیث چہارم بیان کرتا ہوں جس سے ظاہر ہو جائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جن لوگوں نے کہ دور سے اپنی فریادرسی چاہی حضرتؐ کی مدد اور اعانت اُن کے حال پر کیسی سرفراز ہوئی شواہد النبوۃ میں مولانا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمۃ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں تاریخ حبیب الٰہ میں لکھا ہے کہ قبیلہ خزاعہ کے لوگ زمانۂ صلح حدیبیہ میں جو عہد میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو گئے تھے اور بنی بکر کے لوگ عہد میں قریش کے ہو گئے تھے آپس میں لڑے اور زیادتی بنی بکر کی تھی کہ شبخون خزاعہ کو مارے بیس آدمی اُن سے مارے گئے قریش نے خفیۃً اُن کی مدد کی بلکہ عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ خود بھی منہ چھپا کر مدد کو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باعلام الٰہی اُسیوقت خبر ہوئی بلکہ خزاعہ کا راجز رات میں اُسی وقت آپ کو پکارا اور مدد چاہی آپ کو خدائے تعالیٰ نے اُس کی آواز پہنچائی آپ نے اُس کا جواب لبیک لبیک دیا اُس وقت آپ وضو کرتے تھے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے جن کے حجرہ میں آپ تھے لبیک آپ کا سن کے پوچھا کہ کس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کہ راجز خزاعہ کا مجھے پکارتا ہے اور مجھ سے فریاد کرتا ہے کہ قریش نے بنو بکر کی مدد کی وہ ہم پر شبخون کرے صبح کو حضرت نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ

رات کو خزاعہ میں ایک بات ہوئی جس پر انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کا گمان ہے کہ
قریش واسطے تکلیف پہونچانے کے جرأت کریں گے سال لاتا ہے جو عہد کیا ہے اسکو توڑ دیا ہے آپ نے فرمایا کہ
انہوں نے عہد توڑا اس سبب سے کہ خداے تعالیٰ کا اُن میں ایک حکم ظاہر ہو پھر تین دن
کے بعد عمرو بن سالم خزاعی نے حضور اقدس میں پہنچکر رو برو اصحاب کے سب حال عرض
ہیں عرض کیا انتہیٰ مدارج النبوۃ میں بھی یہی روایت ہے شواہد النبوۃ میں ایک بات زائد
ہے کہ حضرت کی دعا سے قبیلہ خزاعہ کو جو مغلوب تھے غلبہ ہوا یہہ سب لوگ مکہ میں تھے
اور آپ مدینہ میں تھے انتہیٰ پس اس روایت سے ظاہر ہوا کہ جن لوگوں نے مراحل
بعیدہ سے حضرت کے ساتھ استغاثہ کیا حضرت نے اُن کا جواب بحالت وضو
ادا فرمایا اور کن الفاظ سے ادا فرمایا جیسا چھوٹے رتبہ والا بڑے مرتبہ کے شخص کو
اُس کے پکارنے کا جواب ادا کرتا ہے یعنی کلمہ لبیک سے حضرت نے مستنصرین کا
جواب دیا یہہ کیسی سرفرازی حضرت کی مستغیثین کے حال پر ہے آپ نے اُنکی حاجت روائی
کے لیے دعا فرمائی اور اُن کی حاجت روائی بھی ہوگئی حضرتؐ کی ذات مبارک سراسر
نورِ الٰہی ہے کیونکر نہ احوال بعیدین کا آپ کو منکشف ہو آپ کی ذات مبارک مثل
آفتاب کے ہے جس کی روشنی سے تمام عالم فائز ہے مگر ہم کو کہاں آنکھیں ہیں کہ
اُس نور مبارک کو دیکھیں آپ کو اختیار ہے کہ آپ اپنی قبر مبارک سے برآمد ہوں
اور جس کو چاہیں عالم خواب میں تو کیا بلکہ عالم بیداری میں اپنے جمال مبارک سے
سرفراز فرمائیں اسکی ایضاح کے لیے شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر بیان کرتا ہوں
جو اُنہوں نے ایک مسئلہ کے جواب میں لکھی ہے جو اُن سے پوچھا گیا تھا وہ فتاویٰ حدیثیہ
میں درج ہے یہاں بطور خلاصہ کے لکھتا ہوں اصل عربی ہے ترجمہ لکھا جاتا ہے وہ یہہ ہے

سوال لوگوں نے شیخ ابن حجر مکی سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بحالت بیداری میں دیکھنا ممکن ہے؟ جواب ایک جماعت نے اس کا انکار کیا اور دوسری جماعت نے اسکو جائز رکھا اور یہی مذہب حق ہے اور محققین کہا جن ثقہ نے اس کے ساتھ خبر دی ہے جو لوگ کہ حضرت کے لقاء مبارک عالم بیداری میں ہونے کے قائل ہیں اُن کی دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری میں مروی ہے من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھے خواب میں دیکھے تو قریب ہے کہ وہ مجھے عالم بیداری میں دیکھے گا اُس سے مراد چشم سر سے دیکھنا ہے جو لوگ کہ منکر ہیں اس کے توجیہات کئے ہیں پر شیخ نے اُس کا جو جواب دیا ہے اس مختصر میں لکھنے کی گنجائش نہیں ہے پھر شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ شرح ابن ابی حمزہ میں لکھا ہے جو انہوں نے چند بخاری کی احادیث کی شرح کی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جس نے اس حدیث سے انکار کیا اُس نے مخبر صادق کے قول کی نہیں تصدیق کی اور خدا کی قدرت سے وہ جاہل ہے اور کرامات اولیاء اللہ کا بھی منکر ہے باوجودیکہ اس کا ثبوت احادیث صحیح سے ہے اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہو ضرور ہے کہ وہ حضرت کو بیداری میں دیکھے گا اگرچہ ایک ہی دفعہ بیداری میں دیکھے کیونکہ آپ کا وعدہ سچا ہے وہ پورا ہونا ضرور ہے خواہ عام مومنین سے دیکھنے والا ہو یا وہ خاص مومنین سے ہو اگر وہ عام مومنین سے ہو اور تمام عمر اُس کو حضرت کی رویت بیداری میں نصیب نہ ہو تو وقت سکرات کے تو بھی وہ ضرور دیکھے گا پس اُس کی روح جسد سے اُس کے نکلے گی نہیں یہاں تک کہ وہ حضرت کو بیداری میں نہ دیکھے کیونکہ حضرت نے جو اس سے وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور واقع ہوگا۔

کتاب منقذ من الضلال میں امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ مرح؟؟ میں لکھتے ہیں کہ ہم نے سہ

بیداری میں ملائکہ کو دیکھتے ہیں اور ارواح انبیا علیہم السلام سے فوائد حاصل کرتے ہیں پھر ترقی کرتا ہے حال صورتوں اور اشکال کے مشاہدہ سے طرف اسیے درجات کے جو ان کے بیان سے ناطقہ تنگ ہوتا ہے اور کہا ملہنا حجۃ الاسلام سے اور ابوبکر بن العربی مالکی ہیں دیکھنا انبیاء اور ملائکہ کا اور سننا اُن کے کلام کا ممکن ہے مومن کے لیے از روئے کرامت کے اور کافر کے لیے عقوبتاً اور کتاب مدخل میں بھی جو ابن الحاج مالکی کی ہے کہ دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیداری میں دشوار ہے اور کم وہ شخص ہیں جن کو یہ امر نصیب ہوتا ہے مگر وہ شخص کہ اس صفت پر ہو کہ جس کا پایا جانا کم ہے اس زمانہ میں بلکہ معدوم ہے باوجود اس کے کہ ہم انکار نہیں کرتے اُس شخص کا جس کو یہ امر نصیب ہوتا ہے اکابر دین سے کہ خدائے تعالیٰ اُن کو ان کے ظواہر و بواطن میں محفوظ رکھے۔ پھر شیخ ابن حجر نے جماعت منکرین کا مذہب نقل فرما کے اُس کا جواب تحریر فرمایا اور فرماتے ہیں کہ امام یافعی وغیرہ شیخ بزرگ ابو عبد اللہ قرشی سے نقل کیے ہیں کہ ایک سال مصر میں قحط واقع ہوا پس اُنہوں نے دعا کی تاکہ قحط دفع ہو جائے اُن کو کہا گیا کہ تم دعا نہ کرو تم میں سے کسی کی دعا مقبول نہ ہوگی پس ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں شام کی طرف سفر کیا جب قبر شریف حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے قریب پہنچا میں نے عرض کیا کہ اے خدا کے رسول میری آپ ضیافت کرو وہ یہہ کہ اہل مصر کے لیے دعا فرمایئے پس خلیل اللہ نے دعا فرمائی خدا نے قحط کو دفع کیا اور یافعی کہے کہ اُنہوں نے سنا ایک جماعت سے جو اُن کے اولیا وقت تھے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زندہ ملاقات کیے اور آپ کی وفات ہوگئی تھی پھر شیخ ابن حجر نے طبقات اولیا میں ابن ملقن سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا وہ حال نقل فرمایا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو حالت بیداری میں وعظ کے لیے ارشاد فرمایا جس کا بیان خصیصہ مجلس وعظ میں

بتفصیل مذکور ہے شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن الملقن حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے احوال میں لکھتے ہیں کہ آپ خواب اور بیداری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت دفع شرف یاب ہوئے اور کہتے تاج ابن عطاء اللہ اپنے شیخ کامل عارف باللہ ابو العباس مرسی سے کہ میں نے اپنے اس ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصافحہ کیا اور بیان کرتے ہیں ابن فارس نے سیدی علی وفا سے انہوں نے کہا کہ میں لڑکا پانچ سال کا تھا کہ قرآن پڑھنا ایک شخص سے سیکھتا تھا پس میں نے اُن کے پاس ایک بار آیا پس میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالت بیداری میں دیکھا نہ خواب میں اور حضرت پر قمیص سفید سُوت کی تھی پھر میں نے دیکھا کہ وہ قمیص مجھ پر ہے پس حضرت نے مجکو فرمایا کہ پڑھو میں حضرت کے روبرو سورہ ضحیٰ اور الم نشرح پڑھا پھر حضرت مجھ سے غائب ہوگئے پھر جب میں اکیس سال کی عمر کا ہوا قریہ قرافہ میں نماز صبح کی نیت باندھی پس میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے روبرو دیکھا حضرت نے فرمایا واما بنعمة ربک فحدث پس میں اس کو اس وقت پڑھا پھر شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کیفیت رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جو اقوال وارد ہوئے ہیں اُن کا ذکر فرمایا ہے پھر شیخ ابن حجر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مع الجسد دیکھنا ممکن ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء زندہ ہیں کہ بعد قبض ارواح اُن کے اجساد میں اُن کی ارواحیں پھیری گئیں اور اُن کو اجازت ہے کہ وہ اپنی قبور سے برآمد ہوں اور تصرف عالم علوی اور سفلی میں کریں اور کوئی چیز اسکی مانع نہیں ہے کہ وقتِ واحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت سے لوگ دیکھیں کیونکہ آپ کی مثال مثل آفتاب کے ہے اور جب قطب تمام عالم کو بھر دیتے ہیں جیسا کہ تاج ابن عطاء اللہ

سے کہا ہے پس تمہارا خیال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیسا ہے اور اس رویت سے
لازم نہیں آتا کہ دیکھنے والا صحابی ہو جاوے کیونکہ صحابی ہونے کے لیے شرط ہے کہ آپ کی صحبت
اس عالم میں ہو اور یہ رویت آپ کی اس حالت میں ہے کہ آپ عالم ملکوت میں تشریف فرما ہیں
یہ صحبت صحابیت کو مفید نہیں ہے ورنہ ثابت ہو جاوے گا کہ تمام امت آپ کی صحابی ہو جاوے
کیونکہ آپ کی امت عالم ارواح میں آپ کے روبرو پیش ہو چکی ہے اور آپ نے ملاحظہ
فرمایا اور امت مرحومہ آپ کے جمال باکمال سے مشرف ہو گئی ہے جیسا کہ اس مضمون میں
احادیث وارد ہوئی ہیں انتہی الشیخ عبد الکریم جیلی اپنی کتاب انسان کامل کے ساٹھویں باب
میں جو اس باب کا نام بھی مصنف نے انسان کامل رکھا ہے فرماتے ہیں وہ کتاب عربی ہے
میں اس کا ترجمہ بطور خلاصہ کے لکھتا ہوں وہ یہ کہ افراد نوع انسان کی کمال انسانی میں ہر ایک
فرد دوسرے کا نسخہ ہے جو کمال کہ ایک فرد انسانی میں ہو دوسرے میں معدوم نہیں بلکہ موجود
ہے مگر باعتبار عوارض جیسا کہ کسی شخص کا ہاتھ یا پیر کٹا ہو یا نابینا پیدا ہوا ہو بسبب ان عوارض
کے جو شکم مادر میں اس کو لاحق ہوئے اور جب عارض نہ ہو تو وہ مثل دو آئینہ مقابل کے ہیں
کہ جو کمال ایک میں پایا جاوے دوسرے میں بھی موجود ہے لیکن بعض انسان میں یہ کمالات
بالقوہ ہیں اور بعض انسان میں بالفعل موجود ہیں وہ کمل انبیاء اور اولیاء سے ہیں پھر وہ کمال
میں متفاوت ہیں پس بعض ان میں سے کامل ہیں اور بعض اکمل ہیں نہیں متعین ہوا کوئی ان کمالات
کے ساتھ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وجود میں کمالات انسانی کے ساتھ متعین
منفرد ہیں حضرت کے اخلاق اور احوال اور بعض اقوال اس امر کے گواہ ہیں پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم انسان کامل ہیں اور باقی انبیا اور اولیاء اللہ اکمل صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم ملحق ہیں
حضرت کے ساتھ مثل لاحق ہونے کامل کے ساتھ اکمل کے اور حضرت کے ساتھ منتسب ہیں

مثل انما صاحب فاضل کے عرف اخص کے اور جس بات کہ میرے مولفات میں مطلق لفظ انسان کا واقع ہوا ہے اُس سے ارادہ کرتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک کے ساتھ بسبب ہونے آپ کے مقام اعلیٰ کے اور محل اکمل اسنیٰ کے اور مجھے یہ آپ کا نام عرض کرنے میں اشارات اور بینات ہیں اوپر مطلق انسان کامل کے کہ نسبت اُن اشارات کی اور اسناد اُس عبارت کی جائز نہیں ہے مگر واسطے اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلیے کہ آپ ہی انسان کامل ہیں بالاتفاق اور کسی اکمل انسان کے لیے وہ اخلاق نہیں ہیں جو آپ کے لیے ہیں پھر کئی صفحوں کے بعد شیخ فرماتے ہیں کہ انسان کامل کے لیے قدرت ہے کہ اپنے نفس سے خطرات کو منع کرے خواہ وہ خطرات بڑے ہوں یا باریک ہوں پھر اُسکو تصرف کا اختیار ہے اشیاء میں کہ وہ تصرف نہ اتصاف سے ہے اور نہ آلہ سے اور نہ رسم سے اور نہ اسم سے بلکہ جیسا کہ ہم میں کا کوئی شخص اپنے کلام میں اور اپنے اکل میں اور شرب میں تصرف کرتا ہے اور انسان کامل کے لیے تین برزخ ہیں کہ بعد ان برزخوں کے ایک مقام ہے جس کا نام ختام ہے۔ برزخ اول کا نام بدایت ہے اور وہ تحقق ہے ساتھ اسماء اور صفات کے یعنی انسان کامل میں جلوہ گری اسماء اور صفات الٰہیہ کی ہونا۔ برزخ دوم کا نام توسط ہے وہ فلک حجابات انسانیہ کا ہے ساتھ حقائق رحمانیہ کے یعنی حجابات انسانیہ میں حقائق رحمانیہ کا متجلی ہونا پس جس وقت کہ یہ مشہد کمال کو پہنچے تمام پوشیدہ چیزوں کو انسان کامل جان لیتا ہے اور جب چاہے اشیاء غائب کو جان لیتا ہے۔ برزخ سوم معرفت انشاء حکمت الٰہی پیدا کرنے میں امور مقدرات کے یعنی اس برزخ میں انسان کامل کو معرفت اس بات کی حاصل ہو جاتی ہے کہ امور مقدرات کے پیدا کرنے میں کیا کیا حکمت الٰہیہ ہیں اور ہمیشہ انسان کامل کے لیے ملکوت قدرت میں خرق عادات ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ

خرق عادت ملکہ ہوتا ہے اُس کی عادت ہو جاتی ہے پس اس وقت اس کو اجازت
دی جاتی ہے کہ وہ ظاہر اکو ان میں قدرت الٰہی کو ظاہر کرے پس جس وقت کہ وہ متمکن ہووے
اس مرتبہ میں تو وہ اترتا ہے اس مقام میں جس کا نام ختام ہے اور موصوف ساتھ جلال
اور اکرام کے ہے اور نہیں ہے بعد اس کے مگر کبریا۔ وہ نہایت ہے کہ اس کی انتہا
معلوم نہیں ہوتی اور آدمی اس مقام میں مختلف ہیں کامل ہیں، اکمل ہیں، فاضل، افضل
ہیں انتہیٰ شیخ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کی تقریر سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اپنے لقائے مبارک سے جس کو چاہیں حالت بیداری میں سرفراز فرما سکتے ہیں بہت لوگ
اس سعادت عظمیٰ سے فائز بھی ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں قیامت تک۔ اور حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی مثال آفتاب کی ہے جس کی روشنی سب عالم پر فائز ہے مگر جب تک کہ
چشم بصیرت نہ کھل جائے چشم سر حالت چشم شپرہ رکھتی ہے جو آفتاب کی روشنی کے دیکھنے
سے محروم ہے جن کی چشم بصیرت کشادہ ہے وہ حضرت کے مراتب عالیہ سے موافق اپنے
مبلغ علم کے مشاہدہ کرتے ہیں جیسا کہ شیخ عبد الکریم جیلی علیہ الرحمہ کی تقریر سے ظاہر ہوا کہ
انسان کامل اصالۃً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور بہ تبعیت آپ کے انبیاء علیہم السلام
اور اولیاء اللہ ہیں انسان کامل کے تین مقام ہیں دوسرا مقام وہ ہے جس میں انسان کامل
جب چاہے اشیاء مغیبات کو معلوم کر سکتا ہے پس یہ دو تقریر دو علمائے کرام کی جو نقل
ہوئی بمنزلہ شرح اُس حدیث کے واقع ہوئی جس حدیث میں بیان ہوا کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے مستغثین کے حال پر امداد فرمائی جو آپ سے کئی مراحل بعیدہ پر تھے کتاب
جذب القلوب اور کتاب مصباح الظلام میں روایات بکثرت موجود ہیں جن میں تصریح ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستغثین کی فریادرسی بوقت ندا باسم مبارک آپ کے فرمائی ہیں

بعض اشخاص نے ضیفک یا رسول اللہ عرض کی بعض یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ ندا کی بعض نے انا مستجیر بک یا رسول اللہ کے ساتھ ندا کی اور فریاد چاہی اور ان سب کی فریادرسی حضرت نے بوقت مصیبت اُن کی کس سرعت سے فرمائی ہے اور کیسی کیسی سخت مصیبتیں اُن کی آپ کی فریادرسی سے آسان ہوگئیں۔ مصنفین ان کتابوں کے محدثین سے ہیں کہ باسانید صحیحہ اُن روایات کو بیان کیے ہیں۔ جب جواز ندا پر احادیث بیان ہو گئے اب بیان اجماع کا کرتا ہوں کہ اجماع امت سے جواز ندا باسم مبارک آپ کے کیسا ثابت ہوسکتا ہے توضیح اُس کی یہ ہے بنا بر حدیث التحیات کے جس کا بیان اوپر ہو گیا عمل صحابہ کرام سے آجتک نماز میں التحیات پڑھنے کا چلا آیا کہ کسی کو اُس میں انکار نہیں ہوا پس یہ صریح اجماع قولی اور عملی ہے دوسرا بیان اجماع کا یہ ہے کہ تمامی ممالک عرب میں خصوصاً حرمین شریفین بعد ہر اذان کی نصف ساعت بنجومی تک موذنین صلوٰۃ وسلام حضرت پر بلفظ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ عرض کرتے ہیں کوئی علماء عرب سے یا علماء حرمین شریفین سے اس امر کا انکار نہیں کرتے بلکہ اس کو ایک امر مستحسن سمجھتے ہیں۔ دُرِ مختار میں لکھا ہے کہ التسلیم بعد الاذان حدث

فی ربیع الآخر سنۃ سبعمائۃ واحدی وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین احدث فی الکل سوی المغرب ثم فیہا مرتین وھو بدعۃ حسنۃ

انتہی شرح میں اُس کے غایۃ الاوطار میں لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہنا پیدا ہوا ربیع الآخر ۷۸۱ھ سات سو کاسی ہجری میں عشا کی نماز میں دوشنبہ کی رات میں پھر جمعہ کے دن پھر دس سال کے بعد پیدا ہوا سب نمازوں میں سوائے مغرب کے پھر مغرب میں بھی دو بار کہنا رائج ہوا اور یہ امر بدعت حسنہ ہے یہ فائدہ شارح نے حضرت جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حسن المحاضرہ سے نقل کیا ہے اور سخاوی سے کے

قول ہدیہ میں ہے کہ اُس کی ابتدا سلطان صلاح بن المظفر کے حکم سے ہوئی سنہ ۷۹۱ سات سے اکانوے ہجری میں طحطاوی نے کہا کہ مغرب کا سلام ہمارے وقت میں رائج نہیں ہوا اور نہ پیچھے کی اُس عبارت میں ہے جو نہر الفائق میں منقول ہے انتہی بدعت حسنہ وہ ہے جو بدعت کہ قواعدِ شریعت کے خلاف نہ ہو یہاں تک کہ عبارت غایۃ الاوطار کی تمام ہوئی

سلطان صلاح الدین بن ایوب سلاطین دولتِ ایوبیہ مصر سے ہیں شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ سلاطین دولتِ ایوبیہ صلاح وغیرہ کے ساتھ مشہور تھے

صاحبِ دُرِ مختار نے اُن الفاظ کی تصریح نہیں کی کہ جن الفاظ سے سلام بعد اذان کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عرض ہوتا ہے اور کن ملک میں عرض ہوتا ہے سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ساتھ لفظ ندا کے ان الفاظ میں عرض کیا جاتا ہے الصلوٰۃ والسلام

علیک یا سیدنا ونبینا وشفیعنا یا سیدی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راقم بگوش خود سنا ہے چونکہ دولت ایوبیہ مصر میں قائم تھی پہلے مصر میں غالباً اُس کا رواج ہوا ہوگا بعد اُس کے حرمین شریفین اور سب ملک عرب کے رواج ہوا ابتک وہی رواج باقی ہے صاحب دُرِ مختار نے تو صریح الفاظ میں اُس کو اچھا کہدیا اور امام سخاوی اور طحطاوی اور شیخ جلال الدین رحمہ سیوطی نے اس بات کو بلا انکار کے نقل کیا ہے پس اس سے

یہ امر ظاہر ہوا کہ ان چاروں علمار کبار کا اجماع اور اتفاق جواز ندا پر ہوا کتاب فتح المبین تصنیف مولوی منصور علی خاں صاحب اُس کے ضمیمہ دبوس المقلدین مطبوعہ اصح المطابع لکھنو کے صفحہ ۹۲ میں لکھا ہے کہ یا رسول اللہ کہنے کو شرک اور کفر قرار دینا تمام جہان اور تمام سلف اور خلف اور اساطین دین کی تکفیر ہے بُنیان شرع کا اصل سے منہدم کر دینا ہے انتہی جب جواز ندا باسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باحادیث وعمل صحابہ وباجماع امت

ہو گیا تو اُس سے ہی جواز ندا باسمار اولیار اللہ ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ اولیار اللہ تابعین
اور مقتبسین انوار نبوت ہیں مگر علاوہ اُس کے اور بھی دلائل شرعیہ بیان کرتا ہوں جو جواز ندا
باسمار اولیار اللہ پر دلالت کرتے ہیں دلیل اول مولانا عبد الرحمن صوفی لکھنوی کی تقریر
کتاب انوار الرحمن لتنویر الجنان میں لکھی ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ندا باسم
پاک انبیار علیہم السلام یا اولیار اللہ کے شرک ہے مثل یا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے
لیجن واسطے رد زعم اُن لوگوں کے دو حدیث نقل کرتا ہوں جو واسطے تمام امت کے
مقرر کیا ہوا التقیہ ہے حدیث اول طبرانی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت
کی ہے کہ آپ نے فرمایا اذا ضل احدکم دابۃ او اراد عونا وھو بارض لیس
بھا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ عبادا لا ترونھم
ترجمہ جس وقت کہ کوئی تمارا اپنے چار پائے کو گم کرے یا کوئی اور قسم کی مدد چاہے اور وہ
ایسی زمین میں ہو کہ اُس کا کوئی غمخوار نہ ہو پس وہ کہے اے بندگان خدا مدد کرو اور اے
بندگان خدا مدد کرو پس خدا کے ایسے بندے ہیں جو تم اُن کو دیکھتے نہیں بلو میرک شاہ
بعض علمائے ثقات سے نقل کرتے ہیں کہ یہہ حدیث حسن ہے جس کے محتاج ہیں
تمام مسافرین اور مشائخین سے روایت ہے کہ اس مقدمہ میں یہ عمل مجرب ہوا اُسکے
ساتھ فتح متصور ہے ایسا ہی ذکر کیا ہے اُس کو فخر رازی اور ملا علی قاری نے انتہی صاحب
الوسیلۃ الجلیلہ کتاب بلاغ المبین سے جو اُس کا مصنف اہل مذہب مخالف سے
ہے چند اعتراضات نقل کر کے پھر اُس کا جواب دیتا ہے جن اعتراضات کا خلاصہ
یہ ہے۔ اول یہ کہ یہ حدیث صحاح میں مروی نہیں ہے اس لیے اُس کی صحت میں گفتگو
ہے۔ دوم یہ کہ اس حدیث سے ندا طرف اُن بندوں کے ہے جو خدا کی جانب سے اس

کام کے لیے مقرر ہیں۔ سوم یہ کہ اس قدر استعانت بھی مشروط ہے کہ اُس جائے کوئی دوستانہ ہو زندہ لوگوں سے۔ چوتھا یہ کہ یہ استعانت خاص اُس امر میں ہے کہ آدمی ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے ہیں۔ پانچواں یہ ہے کہ اگر یہ حدیث بروایت ثقات مروی ہوئی ہو تو یہ استعانت خاص ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوئی اگر بروایت صحیحہ ثابت نہ ہوئی ہو تو عمل اس حدیث پر بھی دوسری حدیث سے ممتنع ہوا اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو تقلید فرمایا واذا استعنت فاستعن باللہ اور قرآن شریف میں ایاک نعبد وایاک نستعین ہے یہ آیت غیر منسوخ الحکم ہے جو مفید حصر کو ہے پس استفادہ قبر سے جو اہل زمانہ کلمہ اعینونی یا عباد اللہ سے سمجھتے ہیں قیاس غائب کا حاضر پر ہے اور قیاس مع الفارق ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی اُن بندوں کی بلکہ خدمت معینہ اور حاضر ہونا اُن کا واضح فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ خدا کے بندے ہیں کہ اُن کو وہ لوگ نہیں دیکھتے اور انتقال اہل قبور کا اس عالم سے متیقن ہے انتہی پس بعد نقل کرنے اعتراضات صاحب بلاغ المبین کے صاحب الوسیلۃ الجلیلہ نے اُن کے جوابات کی طرف توجہ کی پہلا اعتراض جو اُن کو درباب صحت حدیث اعینونی یا عباد اللہ کے تھا اُس کے جواب میں صاحب وسیلۃ الجلیلہ کی یہ عبارت ہے ہم کہتے ہیں اگر یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں ہے تو اُس سے یہ لازم نہیں آتا کہ موضوع ہو احادیث صحیحہ کا انحصار انہیں احادیث میں نہیں ہے جو صحاح ستہ میں مذکور ہیں اس حدیث کے نسبت جامع الدرر شرح حصن حصین میں لکھا ہے قال بعض العلماء الثقات ھذا حدیث حسن بزار نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کو مرفوع روایت کیا ہے حافظ ابو الحسن الہیثمی

نے مجمع الزوائد میں اُس کو ذکر کرکے لکھا ہے ورجالہ ثقات اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے زوائد
میں اُس کی تحسین کی ہے حافظ شمس الدین جزری کا حصن حصین میں اس حدیث کا ذکر
کرنا دلیل اس حدیث کی صحیح ہونے کی ہے اس لیے کہ حافظ جزری نے حصن حصین میں
اُس کا التزام کیا ہے ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے اس کو موقوف بھی روایت کی ہے اور طبرانی نے کبیر میں اس کو عتبہ بن غزوان رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے ابن سنی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے
جس کی سند ضعیف ہے لیکن اگر کوئی حدیث ایک طریق سے ضعیف ہوئی تو اس سے
یہ لازم نہیں آتا کہ بلحاظ جمیع طرق کے ضعیف ہو جائے خصوصاً جب حدیث طرق متعددہ
سے مروی ہو تو اُس کا ضعف جاتا رہتا ہے وہ حدیث قابل احتجاج سمجھی جاتی ہے
سوائے اُس کے فضائل اعمال میں حدیث ضعیف قابل احتجاج سمجھی جاتی ہے جب
امام نووی اور حافظ جلال الدین سیوطی اور حافظ جزری اور ملا علی قاری نے اسکو
قابل احتجاج تسلیم کیا ہو تو پھر وہ قابل جرح نہ رہی۔ دوسرا اعتراض صاحب بلاغ المبین
کا یہ ہے کہ خدا کے بندگان حاضرین سے مدد لی جاتی ہے نہ غائبین سے اُس کا
جواب صاحب الوسیلۃ الجلیلہ یوں ادا کرتے ہیں کہ وہ بندگانِ خدا جن سے مدد
چاہی جاتی ہے گو حاضر ہوں لیکن ہماری بصر سے اور بلحاظ ہمارے علم کے تو لامحالہ
غائب ہیں پھر ندائے غیب چہ معنی۔ تیسرا اعتراض صاحب بلاغ المبین کا یہ ہے کہ یہ مدد
چاہنا اُس وقت ہے کہ جب کوئی انیس کا عدم تحقیق نہ ہمارے لیئے مضر ہے
نہ تم کو مفید معلوم نہیں اس میں کیا فائدہ سوچا گیا۔ چوتھا اعتراض صاحب بلاغ المبین
کا یہ ہے کہ یہ استعانت ایسی ہے جیسا کہ لوگ باہم استعانت کیا کرتے ہیں اُس کا

جواب صاحب الوسیلۃ الجلیلہ یوں ادا کرتے ہیں کہ اگر یہ استعانت خاص ایسے امر میں ہے
جس میں لوگ باہم استعانت کرتے ہیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے ہمارے مقصود کو مضر نہیں ۔
کہ ندا و غائب جب بھی ثابت ہے پانچواں اعتراض صاحب بلاغ المبین کا یہ ہے
کہ یہ امر خاص بحکم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے الخ اُس کا جواب صاحب الوسیلۃ الجلیلہ
یوں ادا کرتے ہیں کہ جب تم خود ہی کہتے ہو کہ یہ استعانت خاص بحکم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہے الخ تو اس قسم کی استعانت کا ثبوت ہو گیا اگر یہ حدیث بروایت صحیحہ ثابت نہیں
تو عدم صحت حدیث اُس حدیث کے قابل عمل نہ ہونے کے لیے کافی ہے اور اس
میں صرف اس قدر بیان کافی ہے کہ اس باب میں کوئی حدیث صحیح وارد نہیں اُس کے
لیے کچھ ضرور نہیں کہ دوسری حدیث یا آیت سے اُس فعل کا منع ثابت کیا جائے علاوہ بریں
اذا استعنت فاستعن باللہ کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ایسے امور میں استعانت ممنوع
ہے جس میں استعانت کا معمول ہے علی ہذا ایاک نستعین سے بھی یہ بات
پائی نہیں جاتی کہ ہر قسم کی اعانت کا حصر اللہ تعالی میں ہے چنانچہ اُس کے معنی
سابقاً لکھ چکا ہوں قیاس غائب علی الحاضر یا قیاس مع الفارق کا جو دعوی کیا گیا اس کے
لیے دلیل مطلوب ہے صاحب بلاغ المبین نے شاید کبھی حجۃ اللہ البالغہ کو نہیں دیکھا
یا اُس کے سمجھنے کی لیاقت اُس کو نہ تھی شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ میں تحریر فرماتے
ہیں کہ جب علاقے ٹوٹ جاتے ہیں تو ارواح اپنے مزاج کی طرف رجوع کرتے ہیں اور
فرشتوں میں مل جاتے ہیں اُس پر الہام ہوتا ہے اور اللہ کے گروہ کی مدد کرتے ہیں
جب یہ کیفیت ہو تو پھر شاہد اور غائب میں کیا فرق رہا انتہی حاصل جواب یہ ہے کہ
جب شاہ ولی اللہ صاحب کے بیان سے یہ امر ظاہر ہوا کہ روح بعد علاقہ ٹوٹنے کے

صاحب ... الجلیلہ ... کہ ... میں کم ... نستعین ... جواب ... نہیں

فرشتوں میں مل جاتی ہے اور اُس پر الہام ہوتا ہے پس ارواح طیبہ بھی بعد وفات کے
انہیں کا حکم پیدا کیئے جو ہماری نظر سے غائب ہیں ندا کرنے والوں کا حال کشف یا حضوراً
معلوم کر سکتے ہیں پس اُن کی حضوری اور غیبت یکساں ہے پھر صاحب الوسیلۃ الجلیلہ
صواعق الٰہیہ سے پانچ اعتراضات بنسبت حدیث اعینونی یا عباد اللہ کی نقل
کیئے۔ اعتراض اول یہ حدیث ضعیف ہے اُس کا جواب صاحب وسیلہ نے یوں ادا کیا
یہ حدیث اس قسم کی نہیں ہے جو قابل احتجاج نہ ہو تذکرۃ الموضوعات میں ہے وھو
صحیح وان شئت قلت متواترۃ المعنی یقطع بوجود الابدال ضرورۃ اعتراض دوم
حکم اس حدیث کا مخصوص ساتھ بھاگنے چارپائے کے ہے۔ جواب صاحب وسیلہ کا
بلحاظ الفاظ کے اس حدیث کا مورد خاص نہیں برتقدیر تسلیم ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث
سے یہ بات ثابت ہوئی کہ غائب کو ندا کر استغاثہ جائز ہے اور اُس پر سے معلوم ہوا
کہ اموات کے ارواح طیبہ ہیں اور اُن میں کچھ فرق نہیں انتہی محررا اور اق عرض کرتا ہے
کہ اس اعتراض دوم کا جواب دوسری طرح پر بھی ہو سکتا ہے کہ اس باب میں دوسری
حدیث بھی وارد ہے جس میں ذکر ہے کہ جب دابہ بھاگ جائے یا اور کسی قسم کی اعانت
مقصود ہو تو اعینوا یا عباد اللہ پکارے پھر اس حدیث کا مورد خاص بندگان خدا
سے استغاثہ کرنے کے لیئے مورد خاص چارپائے کا بھاگ جانا کہاں رہا۔ اعتراض
سوم اجنہ یا ملائکہ اس کام کے انصرام کے لیئے خدا کی جانب سے صحرا میں مامور ہیں جواب
اُس کا عبارت حجۃ اللہ البالغہ سے ظاہر ہے کہ ارواح طیبہ فرشتوں کے گروہ میں
مل جاتے ہیں اور اللہ کے گروہ کی مدد کرتے ہیں پس ملائکہ میں اور ارواح طیبہ میں کیا فرق
بلکہ ارواح انسان کامل کو قدرت اور تصرف اور کشف میں ملائکہ پر بھی فضیلت ہے

جنّات تو کیا۔ اعتراض چہارم یہ ہے حدیث اعینونی یا عباد اللہ مقابل حدیث
صحیح اذا استعنت فاستعن باللہ و آیۂ کریمہ ایاک نعبد و ایاک نستعین ہے جواب
اس کا صاحب سویلہ سے یہ ہے کہ ہر قسم کی استعانت کا حصر خدائے تعالیٰ میں نہیں
جیسا کہ پہلے بیان ہوا انتھی محرر اوراق عرض کرتا ہے کہ صاحب بلاغ المبین اور صاحب
صواعق الٰہیہ نے حدیث اعینوا یا عباد اللہ کو ضعیف کہکر اس کے مقابلہ میں دوسری
حدیث صحیح اذا استعنت فاستعن باللہ اور آیت ایاک نعبد وایاک نستعین
لاکر حدیث اعینوا یا عباد اللہ کو غیر قابل عمل ٹھہرایا ہے مگر جب دوسری حدیث صحیح
مقابلہ میں حدیث اذا استعنت فاستعن باللہ کے آجائے اور دوسری آیت
معارضہ میں آیۃ ایاک نستعین کے ہوجائے تو دفع تعارض فیما بین حدیثین اور
آیتین کے صاحب بلاغ المبین اور صاحب صواعق الٰہیہ سے کیا چارہ جوئی ہوگی
اور وہ اس جائے کیا دست وپا زنی کریں گے دیکھیے مشکوٰۃ میں بروایت مسلم یہ حدیث
آئی ہے وعن ربیعۃ بن کعب قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فاتیتہ بوضوءہ وحاجتہ فقال لی سل فقلت اسئلک مرافقتک
فی الجنۃ قال اوغیر ذالک قلت ھو ذالک قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود
ترجمہ مروی ہے ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے کہ شب باشی کیا تھا
میں ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس حاضر کیا میں نے حضرت کے
پاس آب وضو اور اشیاء ما یحتاج یعنی مسواک وغیرہ کو پس حضرت نے مجھ کو فرمایا کہ
مجھ سے تو کچھ مانگ لے پس میں نے عرض کیا کہ میں آپ کی رفاقت جنت میں آپ سے
چاہتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ کیا سوائے اس کے میں نے عرض کیا کہ وہی چاہتا ہوں

پس حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تو میری مدد کثرتِ سجود کے ساتھ کریں اس حدیث سے کئی
مسائل مستنبط ہوئے۔ مسئلہ اولی یہ کہ خدمت مقربانِ خدا باعث حصول مقاصد ہے جیسے ربیعہ
بن کعب کی خدمت وضو کرانے کی معرض قبول خدمت نبوی میں ہوئی حضرتؐ کا ارشاد ہوا
کہ تو کچھ مانگ لے۔ مسئلہ ثانیہ یہ ہے کہ خدا سے طلب کرنے کی چیز مقربانِ الٰہی سے طلب
کرنا جائز ہے کیونکہ مقصود طلب کرنے والے کا اُس وقت یہی ہوتا ہے کہ آپ خدا سے
دعا اور شفاعت کرکے ہم کو یہ چیز دلوا دیجئے دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت
جنت میں جو وہ اعلیٰ درجہ کی جنت کی طلب ہے یہ امر خاص باختیار خدا ہے اس کو سائل
نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا اور اپنے سوال میں اس امر کی تصریح نہیں
کی کہ آپ خدا سے شفاعت کیجیے کہ مجھکو آپ کی رفاقت جنت میں حاصل ہو اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی سائل کی عدم تصریح پر عتاب نہیں فرمایا کہ تو خدا کی اختیاری چیز
کو مجھ سے کیوں طلب کرتا ہے بلکہ سوال سائل کا معرض قبول ہوا اور نیت ہر مومن کی بوقت
اس قسم کے سوال کے جو وہ خاصانِ الٰہی سے کرتا ہے یہی ہوتی ہے کہ خاصانِ حق اُس کے
حصول مقصود کے لیے بارگاہ الٰہی میں بدعا و شفاعت وسیلہ ہوں پس اس قسم کا سوال خاصانِ
خدا سے ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص طبیب کو کہے کہ ہم کو مرض سے شفا دیجئے یا وزیر کو کہے کہ
آپ ہمیں نوکر رکھ لیجیے یا کوئی خدمت دیجئے پس اس جاے مقصود سائل یہی ہوتا ہے کہ
طبیب ہو یا وزیر جس سے سوال کرتا ہے حصول مقصود میں اپنے سبب اور وسیلہ ہیں
کیونکہ ہر مومن خوب جانتا ہے کہ شفا دینا خدا کا کام ہے اور ہر عالم شخص جانتا ہے کہ خدمت
دینا سلطان کا اختیار ہے پس یہ اسناد مجازی ہے جو قرآن شریف میں اس قسم کی اسناد
بہت جا واقع ہے اس وجہ سے علم بلاغت جو موضوع واسطے ایضاح معانی قرآنی کے

ہوا ہے پچیس علاقے مجاز کے علم بلاغت میں مذکور ہیں کیا آپ نہیں دیکھتے ہو کہ اہل بلاغت انبت اللہ البقل کو اسناد حقیقی اور انبت الربیع البقل کو اسناد مجازی کہتے ہیں اور ہر دو اسناد کو جائز فرماتے ہیں ایسا ہی خدا نے اگانے کی نسبت دانہ کی طرف کی ہے اور فرمایا کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل اور خلق یعنی پیدا کرنے کی نسبت طرف بندون کے کی ہے اور فرمایا فتبارک اللہ احسن الخالقین حالانکہ اگانا اور پیدا کرنا یہ خاص خدا کے کام ہیں ورنہ بے جان میں کیا قدرت کہ اگاوے اور بندہ عاجز میں کیا قدرت کہ وہ پیدا کرے کہ یہ اسناد مجازی بباعث سببیت کے ہے ایسا نہیں ہے کہ بندہ مومن اس قسم کے سوال کے وقت فاعل مستقل سوائے خدا کے مقربان الٰہی کو سمجھے جو یہ اعتقاد منافی توحید ہے جو ہر بندہ مومن کو حاصل ہے بالفرض اگر کوئی شخص براہ جہالت ایسا سمجھے تو وہ ناجائز ہے۔ مسئلہ ثالثہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ربیعہ سے مدد طلب فرمائی جس سے یہ امر ثابت ہوا کہ استعانت غیر حق سے جائز بلکہ فعل مسنون ہے شیخ عبد الحق دہلوی علیہ الرحمہ لمعات میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ مدد چاہنا حضرت کا ربیعہ سے کیسا ہے جیسا کہ کوئی مریض طبیب سے شفاء مرض چاہے طبیب مریض کے سوال کو قبول کرکے براہ شفقت اور لطف مریض کو فرمائے کہ میں تیرے علاج کی طرف متوجہ ہوں لیکن تو میری مدد کر کہ دوا اچھی طرح سے استعمال کر اور پرہیز کر پس یہ مسئلہ ثالثہ جو از استعانت بالغیر کا اس حدیث سے ثابت ہوا جو مسئلہ نا نحن فیہ ہے۔ دوسری حدیث جو ثبوت استعانت بالغیر پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کتاب الدرر المنتثرہ فی الاحادیث المشتہرہ میں شیخ جلال الدین سیوطی طبرانی سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے استعن بیمینک علی حفظک یعنی مدد چاہ اپنے سیدھے ہاتھ سے اپنی محافظت پر۔ تیسری حدیث کتاب مذکور میں سیوطی نے

ثعلبی سے کتاب لطائف اللطف سے جو اسناد مرفوع روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ارشاد فرمایا استعینوا فی الصناعات باھلھا یعنی حرفہ میں صاحب حرفہ سے مدد
چاہو پس یہ احادیث نبویہ حدیث اذا استعنت فاستعن باللہ کے مقابلہ میں جولائی گئی معترض
صاحب شاید فرمائیں گے کہ اگرچہ تم نے ہماری حدیث صحیح اذا استعنت الخ کے مقابلہ میں احادیث
صحیحہ تو لائے مگر حدیث صحیح اذا استعنت الخ کے رتبہ کو تمہاری احادیث صحیحہ نہیں پہنچ سکتیں
تو ہم معترض صاحب کی خدمت میں باادب عرض کریں گے کہ ہمارے احادیث صحیحہ بھی مؤید بآیت
قرآنی ہیں جو افادہ جواز استعانت بالغیر میں وارد ہے وہ یہ آیہ کریمہ واستعینوا بالصبر
والصلوٰۃ ہے خدا نے مدد صبر وصلوٰۃ سے طلب لینے کا حکم فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے جو ربیعہ کو کثرت سجود کے ساتھ حکم فرمایا غالباً عمل اسی آیت شریفہ پر کرنے کا
حکم ہو پس یہ آیت مفید استعانت بغیر اللہ ہے آیت ایاک نستعین سے جو مفید حصر استعانت
ہے ایک نکتہ فاضل ہے وہ یہ کہ آیت استعینوا بالصبر والصلوٰۃ میں بصیغہ امر ارشاد
ہے اور آیت ایاک نستعین بصیغہ امر نہیں ہے بلکہ مصلی اپنا حال بیان کرتا ہے پس معترض
صاحب کے خیال میں صبر وصلوٰۃ جو افعال مخلوق ہیں جن سے مدد چاہنے کا حکم ہوا غیر حق
ہیں یا نہیں جب فیمابین اذا استعنت فاستعن باللہ اور حدیث اعینونی یا عباد اللہ
وغیرہ کے اور بھی فیمابین آیہ ایاک نستعین اور استعینوا بالصبر والصلوٰۃ کو بظاہر
تعارض ہوا تو دفع تعارض کے لیے تقریر صاحب الوسیلۃ الجلیلہ کی مناسب ہوئی وہ یہ کہ
معنی حدیث اذا استعنت فاستعن باللہ یا آیہ ایاک نستعین کے یہ نہیں ہیں کہ ایسے
امور میں استعانت ممنوع ہو جس میں استعانت کا معمول ہے اور اس سے یہ امر ثابت
نہیں ہوتا کہ ہر قسم کی استعانت کا حصر حق تعالیٰ کی ذات میں ہو انتہی تحریر اور اق عرض کرتا ہے

یہ جواب صاحب وسیلہ کا دفع تعارض کے بیان میں حسب قواعد اہل مناظرہ تھی سبیل المنع تھا
یعنی صاحب وسیلہ آیہ ایاک نستعین اور حدیثہ استعنت سے حصر استعانت بہ قسم کی معمولی
امور میں تسلیم نہیں کرتے پس دعا چاہنا بھی معمولی اور عادی امور سے ہے محرر اوراق
حدیثین اور آیتین کی دفع تعارض کا بیان علی تقدیر التسلیم عرض کرتا ہے یعنی بر افادہ معنی
حصر آیہ ایاک نستعین اور حدیث فاستعن باللہ کی پھر تعارض فیما بین حدیثین اور آیتین نہیں
ہے اور دفع تعارض کا بیان علی تقدیر التسلیم بھی ایک حدیث سے ہے جس سے فیما بین
آیتین وحدیثین کی تعارض رفع ہوتا ہے وہ حدیث یہ ہے جس کا ترجمہ مثنوی شریف میں مولانا
روم رح فرماتے ہیں ؎ گفت پیغمبر بآواز بلند ٭ بر توکل زانوے اشتر بہ بند تفصیل اس کی یہ ہی
کہ جب خدائے تعالیٰ نے کئی جا قرآن شریف میں اپنی ذات پر ہی توکل اور بھروسہ کرنے کا
حکم فرمایا ہے بعض صحابہ رض نے خیال فرمایا کہ ہم اپنے انجاح مرام کے لیے اسباب ظاہر کی
طرف متوجہ ہوتے ہیں پس یہ ہماری توجہ اسباب ظاہر کی طرف خلاف امر الٰہی اور منافی
توکل تو نہیں ہے اسی خیال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی
یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کیا ہم اونٹ کو کھلا چھوڑ کر حفاظتِ الٰہی پر بھروسہ
کریں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اونٹ کے پیر باندہ کر حفاظتِ الٰہی پر بھروسہ کرو
پس ارشاد نبویؐ سے اُن صحابہ کو اس بات کی تربیت ہوئی کہ اسباب کو ترک نہ کرو
بلکہ اسباب میں فعل الٰہی کو مشاہدہ کرتے رہو کہ اسباب کو اُسی نے پیدا کیا تاثیر قضاء
حوائج کی تمہارے اسباب میں اُسی نے دی اُسی نے اسباب کے استعمال پر تم کو
قادر کیا اگر خدا اسباب پیدا نہ کرتا یا اسباب میں تمہاری قضاء حوائج کی تاثیر نہ دیتا یا تم کو
اُس پر قادر نہ کرتا تو تم کہاں سے اسباب سے مدد لے سکتے پس تمہارا اسباب سے

مدد لینا بھی خدا کی مدد دینے سے ہے پس جب کہ حسب تربیت نبوی مشاہدہ مسبب کا اسباب میں نصیب ہوا اور شہود اسباب کا نظر میں جم گیا کہ استعانت بالاسباب بھی درحقیقت استعانت الٰہی ہے پس حصر استعانت بذات خدائے تعالیٰ معنی بلا تکلیف صادق آگیا اب تکلفات کی ضرورت نہ رہی مشاہدہ مسبب بوقت اختیار عام اسباب کے اُن لوگوں کو حاصل ہے جن کو تصفیہ باطن عنایت ہوا مثل ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مگر بوقت اختیار خاص اسباب کے جو وہ عبارت توسل اور دعا اور شفاعت خاصان الٰہی سے چاہنا ہی مشاہدہ مسبب وہ ہر عام وخاص کو حاصل ہے کیونکہ دعا اور شفاعت خاصان خدا سے اس لیے چاہی جاتی ہے کہ وہ مقربان بارگاہ الٰہی ہیں۔ پانچواں اعتراض صاحب صواعق الٰہیہ کا یہ ہے کہ یہ استعانت یعنی ساتھ لفظ اعینوا یا عباد اللہ کے اسباب مسبب الاسباب سے ہے جو محل نزاع نہیں ہے محل نزاع وہ استعانت ہے جو اموات سے کرتے ہیں کہ اُن کا اختیار اُس میں ثابت نہیں ہے جواب اُس کا صاحب الوسیلۃ الجلیلہ یوں ادا کرتے ہیں کہ ہم ارواح طیبہ کو بھی مظہر عون الٰہی اور مسبب کا ایک سبب سمجھتے ہیں اُن سے بھی اس قسم کا سوال یعنی دعا اور شفاعت چاہنا نامشروع نہیں ہے نہ اُن کے اختیار سے دعا اور شفاعت چاہنا خارج ہے انتہی۔ تشریح جواب صاحب وسیلہ کی خدمت میں صاحب صواعق الٰہیہ کی یہ ہے کہ جب آپ کو استعانت اور اسباب مسبب الاسباب میں نزاع نہیں ہے تو آپ اس وقت میں آیہ کریمہ ایاک نستعین اور حدیث اذا استعنت فاستعن باللہ کے مفید حصر نہ ہونے کے قائل ہو گئے کیونکہ مسبب الاسباب کے سبب سے استعانت کرنے میں نزاع نہ کرنا خلاف ہے قول حصر ایاک نستعین کا جس کے پہلے آپ قائل تھے اور اسی قول پر آپ اڑے ہوئے

تھے کیونکہ ایاک نستعین میں استعانت بالاسباب کا استثناء ہے نہ حدیث اذا استعنت فاستعن باللہ میں استثناء استعانت باسباب مذکور ہے جبکہ آیہ ایاک نستعین اور حدیث اذا استعنت فاستعن باللہ میں استثناء استعانت باسباب کا ذکر نہیں ہے اور آپ قائل ہیں کہ حصر استعانت بذات باری تعالیٰ ہے پس آپ کو اس صورت میں استعانت باسباب میں محل نزاع ہونا چاہیے تھا کیوں نہیں ہے جب آپ کو اب استعانت باسباب میں محل نزاع نہیں ہے تو ہم آپ کو پوچھتے ہیں کہ باوجود آپ کے پہلے قائل ہونے اس بات کے کہ استعانت بذات الٰہی محصور ہے اب آپ کو استعانت باسباب میں محل نزاع نہ ہونا دو حال سے خالی نہیں کیا آپ اسباب کو خدا سمجھتے ہو یا غیر خدا جانتے ہو اگر اسباب کو خدا جانتے ہو تو البتہ قول اول آپ کا جو حصر استعانت بذاتِ حق تعالیٰ تھا قائم رہا مگر آپ کا دعوائے توحید جس میں آپ اپنے کو عالم بالا سمجھ رہے تھے اور دعوائے توحید کی وجہ سے آپ کا قول حصر استعانت بذات باری تعالیٰ تھا اور اسی کے باعث دلائل آیت وحدیث حصر استعانت کے پیش کر رہے تھے وہ دعوائے توحید برعالم بالا ہوا پس عالمِ بالا میں آپ کی توحید کی بہت کچھ قدر و منزلت ہو گی اگر آپ اسباب کو غیر خدا جانتے ہو تو ہم کہیں گے کہ اس وقت میں آپ بھی جواز استعانت از غیر خدا کے قائل ہوئے جس کے ہم قائل ہیں اور اب آپ ہمارے ساتھ متفق ہو گئے اور قولِ اول سے آپ نے جو حصر استعانت باریتعالیٰ تھا رجوع کیا اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ باوجود قائل ہونے جواز استعانت از غیر حق تعالیٰ کے جو استعانت باسباب ہے کیا وجہ ہے کہ استعانت از ارواح طیبہ کے قائل نہیں بیان فرما دیں کیا ارواح مقربانِ الٰہی کی دعا خدا کی بارگاہ میں مقبول نہیں اگر دعا اور شفاعت ان کی

بارگاہِ الٰہی میں مقبول اور مستجاب ہے تو یہ کہنا کیوں درست نہیں کہ دعا اور شفاعت ارواح طیبہ کی سبب انجاح مرام ہے پس باوجود آپ کے قائل ہونے اس بات کے کہ استعانت از سبب مسبب الاسباب جائز ہے استعانت اس سبب خاص میں کیوں آپ کو گفتگو ہے اور آپ یہ جو کہتے ہو کہ نزاع ہماری استعانت اموات سے اُن امور میں ہے جو اُن کے اختیار میں ہو ثابت نہیں ہے ہم یہ کہیں گے کہ استعانت ہماری دعا اور شفاعت ارواح طیبہ سے ہے جو یہ بھی استعانت از سبب مسبب الاسباب ہی ہمارے انجاح مرام کے لیے پس یہ دعا اور شفاعت بے شک امر اختیاری ارواح طیبہ کا ہے نہ غیر اختیاری ماحصل جواب صاحب الوسیلۃ الجلیلہ کا بخدمت صاحب صبح اعتقادیہ کے یہ ہے کہ حدیث اذا استعنت فاستعن باللہ عام ہے جس سے ہر طریق استعانت بغیر اللہ ممنوع سمجھی جاتی ہے خواہ استعانت باسباب ظاہری عادی ہو خواہ استعانت باسباب شرعی ہو یعنی استدعاء دعا وغیرہ ہو کیونکہ اس حدیث میں کوئی ایسا لفظ مذکور نہیں ہے جس سے استعانت باسباب ظاہری عادی یا استعانت باسباب شرعی کا استثناء یا تخصیص سمجھی جا سکے جب کہ آپ کہتے ہو کہ اس حدیث سے استعانت باسباب ظاہری طبعی مستثنیٰ ہے اور استعانت باسباب ظاہری عادی طبعی کو یہ حدیث مانع نہیں ہے تو ہم اولاً اُس میں یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اُس صورت میں اُس قسم کے نصوص سے ہو گئی جس کو اصطلاح اصول میں عام مخصوص منہ البعض کہتے ہیں اور نصوص عام مخصوص منہ البعض اگرچہ قطعی مثل آیات قرآنی کے بھی ہوں تو وہ ظنی ہیں اُن کا مرتبہ نصوص قطعیہ سے کم ہی جیسا کہ آیۃ فلیوفوا نذورھم عام مخصوص منہ البعض ہونے کی وجہ سے ظنی ہو گئی

جس کا علم اصولِ فقہ میں تشریحاً اور تفصیلاً بیان ہے ثانیاً ہم کہیں گے کہ جب آپ نے
اس حدیث کے حکم سے استعانت باسباب ظاہری طبعی کو خاص کر لیا اور کہا کہ استعانت
باسباب ظاہری طبعی جائز ہے پس دعا چاہنا صالحین سے جو یہ استعانت باسبابِ
شرعی ہے اُس کو یہ حدیث کیوں مانع ہے۔ دعا چاہنا تو سنت صحابہ اور سلف صالح
ہے وہ ہمارے انجاح مرام کے لیے سبب ہے ہم اولیاء اللہ کے اسماء سے
جو اُن کو غائباً ندا کرتے ہیں تو اُن سے یہ دعا و شفاعت مدد چاہتے ہیں کشفِ
غیب اولیاء اللہ کو ہونا یہ مسئلہ مسلمہ اہل سنت وجماعت ہے اور صالحین کی دعا
خدا کے پاس قبول ہونا یہ بھی احادیث میں وارد ہے جبکہ حدیث اذا استعنت الخ
اختیار اسباب ظاہری کو مانع نہ ہووے تو دعا صالحین سے چاہنا جو عمدہ ذریعہ ہمارے
انجاح مرام کا ہے اُس کو حدیث اذا استعنت کیوں مانع ہوئی یہ تقریر تفسیر میں
قول صاحب وسیلہ کے جو انہوں نے جواب میں صاحب صواعق الٰہیہ کو کہا ہے
کی گئی بطور حجۃ الزامی کے تھی جو مانعین ندا پر قائم کی گئی لیکن تحقیق مقام
اور تقریب مرام یہ ہے کہ جو لوگ ندا کو بلا قید اور تخصیص کسی صورت کے منع
کرتے ہیں اور عدم جواز ندا کا حکم مطلقاً اور عموماً دیتے ہیں اُن کے وجوہ استدلال میں
کئی غلطیاں واقع ہوئی ہیں۔ پہلی غلطی یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجوزین ندا اولیاء اللہ
کو مثل خدا کے سب جگہ ہر وقت حاضر ناظر سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے خدا
کی ذات بے مثل و بے نظیر ہے لیس کمثلہ شیئ خود اُس کا ارشاد ہے سب
مجوزین ندا کا یہ اعتقاد نہیں ہے نہ اولیاء اللہ ایسے عقیدہ سے خوش ہیں نہ جس کو
تھوڑا بھی عقائد اسلامیہ میں تمیز ہوگا ایسا عقیدہ رکھے گا بلکہ مجوزین ندا کا یہ عقیدہ ہے کہ

بر وقت ندا خدا کی جانب سے کشفاً یا الہاماً اولیاء اللہ کو اطلاع ہوتی ہے اولیاء اللہ
ندا کرنے والوں کی جانب بہ دعا وشفاعت متوجہ ہوتے ہیں پس یہ عقیدہ اُن کا مجرد خیال
نہیں ہے بلکہ تصریحات علماء کی جو مؤید بتجربات کثیرۂ اہل مقاصد ہیں اُس کے دلائل ہیں
اگر مانعین ندا کے خیال میں یہ بات بس گئی ہے کہ مجوزینِ ندا ایسا عقیدہ رکھتے ہیں
جو اُن کے خیال میں آگیا ہے تو صورت جواز اور عدم جواز کو بہ تفصیل بتا دینا چاہیے تھا
کہ اگر بخیال کشف غیب اور الہام کے جو خدا کی جانب سے اولیاء اللہ کو ہوتا ہے
ندا کی جائے تو جائز ہے ورنہ ندا نا جائز ہے بلا تفصیل حکم عدم جواز طریقہ علماء کے
خلاف ہے مثالِ مانعینِ ندا کی جو حکم عدم جواز ندا کا عموماً بلا تفصیل دیتے ہیں ایسی
ہے کہ جیسا کسی شخص کو کسی عالم نے دیکھا کہ وہ سر کھلا نماز پڑھ رہا ہے وہ عالم بمجرد
اُس کے بلا غور و تامل اور بلا استفسار نیت اور حال مصلی کے جھٹ پٹ فتویٰ دی
کہ یہ نماز تمہاری جو ترک سنت عمامہ سے مکروہ ہوگئی وہ عالم فقیہی سنے نہ دریافت کیا
کہ آیا مصلی عالم ہے یا جاہل عامی ہے نہ مصلی کی نیت معلوم کی کہ اس حالت سے نماز ادا
کرنے میں مصلی کی نیت کیا ہے آیا وہ مصلی سستی سے سر برہنہ نماز ادا کر رہا ہے یا کوئی
اور نیت سے اُس مفتی کو ضرور تھا کہ پہلے مصلی کا حال دریافت کرتا کہ وہ عالم ہے یا
جاہل عامی ہے اگر وہ مصلی عالم ہے تو جھٹ پٹ کوئی بات ایسی جو اُس کی شان کے
خلاف ہو کہہ دینا بالکل نامناسب ہے اگر وہ مصلی جاہل عامی ہے تو بلا غور کچھ کہہ دینا بھی
مناسب نہیں بلکہ اُس مصلی سے اُس کی نیت دریافت کرنی ضرور ہے کیونکہ نماز میں
عمامہ رکھنا ہر کوئی عالم و جاہل جانتا ہے پس بعد دریافت نیت اگر وہ مصلی کہدے کہ
میں سستی سے عمامہ سر پر نہیں رکھا اُس وقت فتویٰ دینا چاہیے کہ یہ نماز مکروہ ہوئی اگر

وہ مصلی بیان کردے کہ میں براہ عجز و انکسار عمامہ سر پر نہیں رکھا تو وہ نماز بغیر کراہت
ادا ہو گئی اگرچہ وہ مصلی عامی کیوں نہ ہو اس پر بھی اگر اس عالم کو خیر خواہی مصلی کی منظور
ہو تو احتیاطاً کہدینا چاہیے کہ اے برادر اگر تم سمجھتے ہو کہ مکشوف الراس نماز ادا
کروگے تو تمہاری نماز مکروہ ہوگی ایسا ہی حال مانعین ندا کا ہے کہ جب وہ دیکھتے
ہیں کہ لوگ اولیاء اللہ کو غائبانہ بلفظ یا ندا کرتے ہیں نحو کا مسئلہ اُن کو تو بہت یاد ہے
کہ لفظ یا واسطے نداء حاضر کے ہے اور عقائد ضروریہ کا یہ مسئلہ اُن کو بخوبی
حفظ ہے کہ سب جگہ حاضر و ناظر سوائے خدا کے کوئی نہیں ہے پس نظر بظاہر لفظ یا
جو واسطے نداء حاضر کے ہے بلا تفصیل حکم لگا دیا کہ یہ ناجائز ہے بلکہ شرک ہے اُن
کو یہ کچھ بھی خیال نہ ہوا کہ مجوزین ندا نہ فقط عامی اور جاہل ہیں بلکہ صحابہ کرام اور اکابر
سلف بھی ہیں پس مانعین ندا کو اس محل پر دو امر کا لحاظ ضرور تھا ایک تو یہ کہ حکم عدم جواز
میں ایک قید ایسی لگا دیتے کہ خاص لوگ جو ندا کے مجوز ہیں وہ بالکل اس سے
علیحدہ ہو جاتے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ عالم لوگ جو بہ نیت صالحہ ندا کرتے ہیں
اُن کی نیت عدم جواز کی حد تک نہیں پہنچتی ہے یعنی وہ بایں نیت ندا کرتے ہیں
کہ ہماری ندا کی اطلاع خدا کی جانب سے کشفاً و الہاماً اولیاء اللہ کو ہوتی ہے
پس ایسی نیت سے ندا کرنے والے عامی کو بھی حکم عدم جواز سے علیحدہ کرنا ضرور
تھا۔ دوسری غلطی مانعین ندا کی یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مجوزین ندا مقربان الٰہی
کے علم غیب کے قائل ہیں جو علم غیب خاص صفت الٰہی ہے یہ بھی غلط ہے
علم غیب جو خاص صفت الٰہی ہے وہ علم غیب بالاستقلال یعنی بلا ذریعہ اسباب
ہے اور علم بجمیع مغیبات ہے اگر باطلاع الٰہی انبیاء علیہم السلام کو وحیاً اور اولیاء اللہ کو

دوسری غلطی

کو کشفاً و الہاماً جزئیات مغیبات پر اطلاع ہو تو وہ علم غیب نہیں ہے جو خاص صفت الٰہی ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اشیاء غائب اور احوال غائب پر آدمی کو بذریعہ اخبار جو اطلاع ہوتی ہے وہ کیا علم غیب ہے جو خاص صفت الٰہی ہے ایسا ہی خواص بندگان الٰہی کو باطلاع الٰہی بعض مغیبات پر اطلاع ہو جاتی ہے تو وہ کیوں علم غیب ہوا جو خاص صفت الٰہی ہے۔ تیسری غلطی مانعین ندا کی یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجوزین ندا خدا کے تمام قدرتی کام مثل عطار اولاد وغیرہ کو باستقلال بندوں سے چاہتے ہیں یہ بھی غلط ہے مجوزین ندا جانتے ہیں کہ اولاد دینا اور اس کے مانند خدا کے ہی خاص قدرتی کام ہیں پس وہ لوگ خدا کے قدرتی کام خدا ہی سے چاہتے ہیں اور بندوں کے کام جو دعا اور شفاعت ہے خاص بندوں سے چاہتے ہیں اگر مانعین کے خیال میں کوئی ایسے لوگ ہوں تو وہ لوگ بوجہ فساد عقیدت کے خاص منع کے قابل ہیں اس صورت میں حکم عدم جواز میں تفصیل اور تخصیص ضروری ہے جبکہ مجوزین ندا خاص لوگ اکابر علما سے ہیں تو مقتضائے احتیاط مانعین ندا کو یہ تھا کہ صورت مسئلہ کے جواب میں وہ طریقہ اختیار کرتے جو فقہا نے صوم یوم شک میں اختیار فرمایا ہے اور خواص کو عوام سے علیحدہ کر دیا اور ارشاد فرمادیا کہ خواص لوگ جن کو نیت میں سلیقہ و تمیز ہے اُن کو روزہ یوم شک کا جائز ہے اور عوام کو ناجائز جیسا کہ صاحب الوسیلۃ الجلیلہ نے ردالمحتار شرح درمختار سے نقل کیا ہے اور باب یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کہنے کے کہ اگر اس جملہ کو صحیح معنی سے لئے جائیں یعنی مراد اس جملہ سے طلب شفاعت اور دعا حضرت کی درباب انجاح مرام اپنے لیجائے تو درست اور جائز ہے۔ چوتھی غلطی مانعین ندا کی یہ ہے کہ حدیث اذا سئلت فاسئل اللہ و اذا استعنت فاستعن باللہ سے جو حکم منع سوال اور استعانت بغیر اللہ سمجھا جاتا ہے اُس کو مانعین ندا ہر خاص و عام پر فرض عین سمجھتے ہیں یہ بھی غلط ہے تشریح اس کی یہ ہے کہ

بیان غلطی سوم

بیان غلطی چہارم

بعض اوامر شرعیہ کا اتباع ہر خاص وعام پر فرض عین ہے اور تارک اُس کا مستحق عقاب
اور مرتکب مناہی شرعیہ کا سمجھا جاتا ہے اُس کی دو قسمیں ہیں بعض اعمال جوارح ہیں مثل
صلوٰۃ و زکوٰۃ جو امر اقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ سے مستنبط ہے بعض اعمال قلوب سے ہیں
مثل توحید اور تصدیق رسالت کے جو قول لا الٰہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ سے
مستنبط ہے پس اتباع ان اوامر شرعیہ کا ہر انسان پر فرض ہے خواہ خاص ہو یا عام عاقل بالغ اور امر
شرعیہ ایسے ہیں جن کی تربیت بعد استقامت فرائض عین کے ہے پس اتباع اُنکا باعث ترقی
مدارج مومنین کا ہے اگر نہ کرو تو نہ کرنے والوں پر اطلاق مرتکب محارم اور منہیات شرعیہ کا نہیں
کیا جا سکتا وہ اوامر شرعیہ یعنی زہد و ترک و تجرید و تقوی ہیں اُس کی بھی دو قسمیں ہیں بعض اُن سے
متعلق باعمال جوارح ہیں جیسا کہ خدا نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا
وسبحوہ بکرۃ واصیلا ترجمہ اے ایمان والو خدا کا بہت ذکر کرو اور اُس کی تسبیح صبح و شام
کرو۔ دوسری آیت میں فرمایا کہ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم یعنی یاد کرو تم اللہ
کو کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے حدیث میں آیا ہے کہ لا یزال لسانک
رطبا من ذکر اللہ یعنی ہمیشہ تیری زبان خدا کے ذکر سے تر رہے اور بھی حدیث میں آیا ہے
اکثروا ذکر ہادم اللذات الموت بہت کرو تم ذکر ڈھانے والے لذتوں کے جو موت
ہے بعض اُن اوامر شرعیہ سے متعلق بقلب ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں خدا نے فرمایا ہے
وفی انفسکم افلا تبصرون اور اپنی ذاتوں میں شان الٰہی کو کیوں نہیں دیکھتے حدیث میں
وارد ہے کن فی الدنیا کانک غریب او کعابر سبیل وعد نفسک من اصحاب القبور
یعنی دنیا میں ایسا رہو گویا کہ تو مسافر ہے یا راہرو اور اپنے نفس اصحاب قبور سے شمار کر یعنی
دنیا سے اپنے دل کو بے تعلق کر دے خدا نے قرآن میں فرمایا ہے وعلی اللہ فتوکلوا

ان کنتم مومنین تقدیم جار مجرور پر مفید حصر ہے یعنی خدا ہی پہ بھروسہ کرو غیر خدا پر بھروسہ نہ کرو
اگر تم مومن ہو پس یہ سب اوامر شرعیہ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اگرچہ بصیغۂ امر مذکور ہیں مگر مامورین ان
کے وہ خاص لوگ ہیں کہ جنہوں نے مقام ترک و تجرید میں بعد استقامت فرائض عین کے قدم رکھا
ہے نہ کہ ہر خاص وعام پر ترک و تجرید واجب ہے جو نہ کرے گا وہ مستحق عقاب اور مرتکب
منہیات شرعیہ نہ ہوگا اور نہ یہ اوامر شرعیہ عام فتوے دینے کے قابل ہیں اور نہ ان اوامر
کے ترک پر مواخذہ شرعیہ ہے۔ ایک صاحب کو خیال ہوا کہ خدا نے بصیغۂ امر اپنے ہی پر
بھروسہ کرنے کے لیے کئی جائے قرآن میں حکم فرمایا ہے پس خلاف امر الٰہی کرنا گناہ
ہے بسا اوقات ہم لوگ اسباب پر بھروسہ کرتے ہیں اور خدا سے غافل رہتے ہیں انہوں
نے بمجرد اس خیال کے جھٹ پٹ کوئی کتاب میں اپنی نہیں لکھا کہ کوئی فتویٰ جلدی سی
مرتب نہیں کیا کہ خدا کا حکم اپنے ہی بھروسہ کا ہے غیر خدا پر بھروسہ کرنا ناجائز ہے اور نہ اپنے
چند ہم خیالوں کی مہریں وثوق کے واسطے جلدی سے فتوی پر ثبت کرا لیں بلکہ ایک
شیخ وقت جو جامع بین الحقیقت والشرعیہ شیخ ابن حجر ہیثمی ہیں ان سے اس باب میں
بفحوائے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون پوچھا کہ ترک توکل گناہ کبیرہ ہے یا
نہیں شیخ ابن حجر نے پہلے معنی توکل کے بیان فرمائی جو علمائے عارفین نے فرمایا ہے
بعد اس کے ارشاد فرمایا کہ یہ بات بتمام وکمال اس کو حاصل ہے جو دائم الشہود اور دوام الاستحضار
ہو خدا جانتا ہے دیکھتا ہے اس حالت کو کہ بندہ جس حالت میں ہے پس خصوصیات
کمالات خاصان الٰہی کو ترک کرنا گناہ نہیں چہ جائے کہ حرام و کبیرہ ہو ایسا ہی طول امل کا
بھی حال ہے کہ اگر خلاف شرع ہو تو ناجائز اور موافق شرع جائز ہے جس کی تفصیل فتاوی حدیثیہ
میں مذکور ہے اختصارا حذف کیا گیا جب آپ نے جان لیا کہ قرآن و حدیث میں ترغیب

مقام ترک و تجرید زہد و ورع کے بصیغہ امر واقع ہے جو وہ فضیلت سے ہے نہ فرض عین تو اب جان لیجئے کہ حدیث اذا سئلت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ بھی از ین قبیل ہے یعنے اس حدیث میں جو سوال اور استعانت بغیر اللہ منع ہے خاص اُن لوگوں کو ہے جو بعد استقامت فرائض عین کے مقام ترک و تجرید و تفرید میں قدم رکھے ہیں مثل ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بعد غور خود سیاق یعنی ما قبل حدیث سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے مشکوٰۃ میں اس حدیث کو ملاحظہ فرمالیجیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا ہے یا غلام احفظ اللہ یحفظک احفظ اللہ تجدہ تجاھک واذا سئلت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ اے لڑکے تو خدا کے ذکر کو یا مشاہدہ کو نگہ رکھ خدا غفلت سے تجھ پر نگاہ رکھے گا خدا کے مشاہدہ پر نگاہ رکھ تو خدا کو اپنے روبرو پاوے گا۔ اور جس وقت سوال کرے خدا ہی سے سوال کر جس وقت مدد چاہے خدا ہی سے مدد چاہ اب یہاں خیال کیا جائے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو پہلے تو محافظت مشاہدہ یا ذکر الٰہی کی تلقین ہوئی اور اُس کے دو درجے بیان ہوئے ایک ابتدائی دوسرا انتہائی مرتبہ ابتدائی یہ کہ جب تو محافظت ذکر یا مشاہدہ الٰہی کا کرے گا تو تجھکو بھی خدا غفلت سے نگاہ رکھے گا۔ دوسرا مرتبہ انتہائی یہ کہ جب تو محافظت ذکر الٰہی کرے گا تو خدا کو اپنے روبرو پاوے گا۔ یعنی تجھکو ایسی محویت اور غیبوبیت شہود الٰہی میں حاصل ہوگی کہ گو یا خدا تیرے روبرو ہے پس تو سوائے خدا کے غیر سے سوال نہ کرے اور غیر حق سے مدد نہ چاہے کیونکہ جب شہود حق میں مستغرق ہوا تو خدا کی غیر سے سوال اور غیر خدا سے مدد کیوں چاہی جائے پس اب آپ کے ذہن میں بخوبی آگیا ہوگا کہ یہ حدیث مقام ترک و تجرید کی تربیت میں خاص لوگوں کے لئے ہے نہ یہ کہ عام فتوے کے قابل ہے مجھے بہت حیرت ہے کہ

جو لوگ اس حدیث سے فتویٰ عام سوال اور استعانت غیر حق سے عدم جواز کا دیتے ہیں تو ہم انہیں حدیث جو محافظت ذکر الٰہی کا حکم بصیغہ امر ہے اس پر بھی کیوں نہیں عام فتویٰ دیتے اور کیوں نہیں کہتے کہ محافظت ارشادہ ذکر الٰہی کا ایسا کرو کہ خدا کو اپنے روبرو دیکھو جو ایسا نہ کرے گا وہ ناجائز امر میں مبتلا ہوگا۔ اب میں ایک اور حدیث مانعین ندا کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو وہ مثل حدیث اذا سئلت فسئل باللہ و اذا استعنت فاستعن باللہ کے جملہ شرطیہ پر مشتمل ہے جس کی جزا میں امر واقع ہے مشکوٰۃ میں امام احمد ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ایک شخص کو ارشاد فرمایا اذا قمت فی صلوٰتک فصل صلوٰۃ مودع یعنی جس وقت کہ تو اپنی نماز کی ادائی کے لئے کھڑی ہو تو ایسا سمجھ لے کہ میں اب دنیا کو چھوڑتا اور رخصت کرتا ہوں پس اس حدیث میں بھی مثل حدیث اذا سئلت فاسئل اللہ الخ کے بروقت ادائی نماز ترک دنیا کا خیال رکھنے کا حکم ہے پس جس سے اس خیال کے ساتھ نماز ادا نہ ہوسکے تو کیا وہ ناجائز امر کا مرتکب ہوا یا اُس کا فرض ادا نہیں ہوا یا اُس کی نماز باطل ہوگئی یا یہ امر جو ترک و تجرید کا حدیث میں بصیغہ امر ارشاد ہوا کہ عام فتویٰ دینے کے قابل ہے۔ انبیا علیہم السلام اطباء روحانی ہیں ہر شخص کو علاج امراض قلب و روح کا اُس کے حسب حال فرماتے ہیں جس کو دیکھتے ہیں کہ اُس کو فرائض میں ابھی استقامت حاصل نہیں ہے اُسکو فرائض عین کی تربیت فرماتے ہیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے کہ جو لوگ تازہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اُن کو فرائض خمسہ کی تربیت فرماتے جو ہر مومن پر فرض عین ہے جن کو فرائض عین میں استقامت ہوتی اُن کو تصفیہ اور تزکیہ قلب اور ترک و تجرید

پانچویں غلطی

کی تربیت فرماتے۔ پانچویں غلطی مانعین ندا کی یہ ہے کہ وہ لوگ حدیث اذا سألت
فاسئل اللہ الخ کے معنی یہ سمجھ کر اس کو بے محل ندا کے لیے حجت قائم کرتے ہیں
بیان اس کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہ کو اس حدیث میں مقام توکل کی تربیت کی جیسا کہ اوپر کو بیان میں ماقبل
اس حدیث سے گذرا کہ جب محافظت ذکر الٰہی کی انتہائی یہ حالت حاصل ہوئی کہ
شہود حق حاصل ہوا پھر سوال غیر حق سے اور استعانت غیر کی کیا ضرورت رہی
اور استعانت غیر حق سے اُن کے مرتبہ کا تنزل ہے ایسے لوگوں کو چاہیے کہ
سب کام اپنے خدا پر رکھہ دیں اور خدا پر توکل کریں اپنے سب کام اُسی کو تفویض
کریں نہ کسی سے اپنی حاجت کا سوال کریں نہ کسی سے اپنے کاموں میں مدد چاہیں
جیسا کہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں بروایت سہل بن عبد اللہ رضی
معنی توکل کے بیان فرماتے ہیں کہ علامت متوکل کی تین ہیں ایک یہ کہ نہ سوال کرے
یعنی کسی مخلوق سے اور نہ روکا جائے یعنی کسی مخلوق کی طرف اُس کا تعلق نہ رہے
اور نہ کسی مخلوق کے دروازہ سے رد کیا جائے یعنی سوال نہ کرے کسی مخلوق سے
تاکہ وہ اپنے دروازہ سے رد نہ کرے پس مراد کسی مخلوق سے سوال نہ کرنے سے
یہ ہے کہ لوگ جو آدمیوں سے اُن کاموں کا سوال کرتے ہیں جس کا انجاح اُن کی
قدرت اور اختیار میں ہے ویسے کاموں کو بھی آدمیوں سے طلب نہ کرے بلکہ
خدا سے ہی چاہے نہ یہ کہ خدا سے دعا کرنے میں بندگان خاص خدا کو اپنا وسیلہ
نہ کرے جیسا کہ مانعین ندا کہتے ہیں کہ اپنے مطالب کا سوال آدمیوں سے جو خدا
کی عام مخلوق ہیں کرنا جائز ہے اس محل پر محمل حدیث اذا سألت فاسئل اللہ

علامت متوکل کی

کو بالائے طاق رکھدیتے ہیں مگر خاصانِ الٰہی سے دعا چاہنے کو اسی حدیث سے منع کرتے ہیں یہ توجیہ ما لا یرضی بہ القائل ہے خدا اور رسولؐ اس توجیہ سے کبھی راضی نہیں بلکہ منع سوال از مخلوق جو اس حدیث سے مستنبط ہے مراد شارع کی اس سے وہ سوال ہے جو لوگ فیمابین ایک دوسرے سے اُن کے اختیاری کاموں کا سوال کیا کرتے ہیں کہ یہ امر منافی مقام توکل ہے لیجیے دوسرے احادیث اسباب میں روایت کرتا ہوں جس سے مقصود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واضح ہوتا ہے مشکوٰۃ میں بروایت امام احمد رضی اللہ عنہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ابوذر فرماتے ہیں امرنی

خلیلی ان لا اسأل احدا شیئاً حکم فرمایا مجکو میرے دوست نے کہ میں کسی سے

کوئی چیز نہ چاہوں۔ پس اس حدیث سے متبادر یہی ہے کہ جو عادت سوال کی فیمابین آدمیوں کے جاری ہے اس کو ترک کریں اور کسی سے کچھ نہ چاہیں نہ یہ کہ آدمیوں سے سب کچھ چاہیں مگر دعا اور شفاعت نہ چاہیں چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا یہی حال تہا کہ انہوں نے گوشہ نشینی اور تنہائی اختیار کی تھی۔ آدمیوں سے میل جول نہیں رکھتے تھے۔ دوسری حدیث عرض کرتا ہوں جس میں مقصود کی تصریح کسی قدر زیادہ ہے مشکوٰۃ میں ابوداؤد اور نسائی سے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من تکفل لی ان لا یسأل الناس شیئاً فاتکفل

لہ بالجنۃ فقال ثوبان انا فکان ثوبان لا یسئل احدا شیئاً ترجمہ کہا ثوبانؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ ذمہ دار ہو اس بات کا کہ آدمیوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرے پس میں اُس کے لیے جنت کا ذمہ دار ہوں گا پس ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں پھر ثوبان کسی چیز کا سوال کسی سے نہ کرتے لیجیے اس حدیث میں حکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عمل صحابی کا کسی سے کوئی چیز سوال نہ کرنے پر مذکور ہے کیا اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ ہر شخص سے خواہ کس ملت اور قوم کا ہو ضروریات میں اپنے سوال کرنا جائز ہے مگر صالحین سے دعا چاہنا منع ہے اس سے زیادہ اور تصریح مقصود ہو تو اور ایک حدیث عرض کرتا ہوں مشکوٰۃ میں بروایت امام احمد مروی ہے کہ

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال دعانی رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وھو یشترط علی ان لا تسال الناس شیئاً قلت نعم قال ولا سوطک ان یسقط منک حتی تنزل الیہ فتاخذہ۔ ترجمہ۔ روایت ہے ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا انھوں نے کہ بلایا مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حالانکہ حضرت مجھ سے شرط فرماتے تھے کہ تم آدمیوں سے کسی قسم کا سوال مت کرو میں نے کہا ہاں فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور نہ کوڑا تیرا یعنی جو گھوڑے سے گرے یہانتک کہ تو اترے اور لیوے پس خیال کرنا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوڑا گراہوا لوگوں سے سوال کرنا جو منع فرمایا تو کیا یہ معمولی کاموں کا سوال ہے جو لوگ ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہیں اور مدد چاہا کرتے ہیں یا آنکہ خدا کے خاص قدرتی کاموں سے ہے کہ حضرت نے اس کو آدمیوں سے چاہنا منع فرمایا ہے ایک حدیث سے دوسری حدیث کی تفسیر ہوجاتی ہے اب آپ کو بخوبی معلوم ہو گیا ہوگا کہ حدیث اذا سئلت فاسئل اللہ امر بترک تجرید ہے نہ یہ منع دعا از صالحین ہے دیکھو جن صحابہ نے کہ قدم مقام ترک و تجرید میں رکھا ہے اُن میں سے اصحاب صفہ ہیں باوجود فاقہ کشی کے وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرتے تھے جن کی شان میں آیت قرآنی نازل ہے اور ان کے سوال نہ کرنے کا بیان قرآن میں مذکور ہے آیت مذکورہ کو مع تفسیر جلالین

نقل کرتا ہوں للفقراء خبر مبتداء محذوف ای الصدقات احصروا فی سبیل اللہ
ای حبسوا انفسہم علی جہاد نزلت فی اہل الصفۃ وھم اربعمائۃ من المہاجرین
ارصدو التعلیم القرآن والخروج مع السرایا لا یستطیعون ضربا سفرا فی الارض
للتجارۃ والمعاش لشغلہم عنہ بالجہاد یحسبہم الجاہل اغنیاء من التعفف
ای لتعففہم عن السوال وترکہ تعرفہم یا مخاطبا بسیماہم علامتہم من التواضع
واثر الجہد لا یسئلون الناس الحافا شیئا فیلحفون الحافا ای لا سوال لہم اصلا
فلا یقع عنہم الحاف وھو الالحاح خلاصہ ترجمۂ آیت مع تفسیر یہ ہے کہ صدقات
کے مستحق وہ فقرا ہیں کہ وہ لوگ خدا کی راہ میں روکے گئے ہیں یہ آیت اصحاب صفہ
کی شان میں نازل ہوئی ہے وہ چار سو ہیں مہاجرین سے کہ جنہوں نے اپنے نفسوں کو واسطے
جہاد اور تعلیم قرآن کے روکا تھا نہیں نہیں طاقت رکھتے ہیں وہ زمین پر سفر کرنے کی
واسطے تجارت اور فکر معاش کے بسبب مشغول ہونے اُن کے جہاد میں جو اُن کے
حال سے ناواقف ہے اُن لوگوں کو غنی سمجھتا ہے بباعث اُن کے سوال نہ کرنے
کے اے لوگو تم اُن کے علامات سے اُن کا حال معلوم کر سکتے ہو کہ اُن سے اثر
مشقت اور محنت کا کس قدر ظاہر ہے وہ لوگ کسی سے کوئی چیز مانگتے نہیں ہیں تو
الحاح کی نوبت کہاں آوے۔ انتہی ابوہریرہؓ کا حال کتب احادیث میں منقول
ہے کہ جب خدا نے اسلام کو شوکت دی اور غنائم آنے لگے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
ایک روز وضو کر رہے تھے بعد وضو کے اپنا ہاتھ ریشمی رومال سے پونچھا اور بہت روئے
اور فرمایا کہ کیا حال ہے ابوہریرہؓ کا کہ ایک وقت اُس کے لیے وہ تھا کہ متواتر فاقوں سے
اُس کو غش آتا اور بے ہوش ہو کر گر جاتا لوگ جو اُس کے حال سے ناواقف ہوتے

کہتے کہ اُس کو جنون ہوا ہے اب حال یہ ہے کہ وہ ریشمی رومال سے مُنہ پاک کرتا ہے مجھکو خوف ہے کہ میرے اعمال کا بدلہ خدا مجھکو دنیا میں ہی نہ دیدے۔ پس سوال اپنے حوائج کا آدمیوں سے اگرچہ عام لوگوں کے لیے جائز ہے مگر اُن کو جائز نہیں جو کہ مقام توکل اور ترک و تجرید میں قدم رکھتے ہیں جیسا کہ اور بعض امور عام لوگوں کے لیے جائز ہیں مگر مقام توکل اور ترک و تفرید کے لیے ناجائز بلکہ اُن کے حق میں اُن امور کے کرنے میں وعید وارد ہے جیسا اہل صفہ جو اہل مقام تجرید و توکل ہیں اُن کو ایک دینار یا دو دینار بھی ترکہ چھوڑنا ناجائز ہے جو عام لوگوں کو لاکھوں روپیہ بعد ادائی زکوٰۃ کے میراث چھوڑنا جائز ہے چنانچہ امام احمد بیہقی نے اس حدیث کو شعب ایمان میں روایت کی ہے جو مشکوٰۃ میں ہے عن ابی امامۃ ان رجلا من اھل الصفۃ توفی وترک دینارا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیۃ قال ثم توفی آخر وترک دینارین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیتان ترجمہ۔ روایت ہے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص اصحاب صفہ سے وفات پائی اور ایک دینار چھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک داغ یعنی اُن پر اُس کا ایک داغ دیا جائے گا پھر دوسرے مرد نے وفات پائی اور دو دینار چھوڑے حضرت نے فرمایا کہ وہ داغ لمعات میں شرح میں اس حدیث کے تحریر ہے قولہ من اھل الصفۃ فی النھایۃ اھل الصفۃ فقراء المھاجرین ومن لم یکن لھم منزل یسکنہ فکانوا یاوون الی موضع مظلل فی مسجد المدینۃ ومن الکرمانی ھو بضم الصاد وتشدید الفاء وھم زھاد من الصحابۃ فقراء غرباء وکانوا سبعین ویقلون حینا ویکثرون

وقولہ کیۃ تغلیظ وتشدید وھو فی الحقیقۃ عقاب علی الدعوی الکاذبہ
بالفقر اشار الیہ بقولہ رجل من اصحاب الصفہ ترجمہ قول راوی حدیث
کا جو من اہل الصفہ ہے نہایت میں اہل صفہ فقرا مہاجرین ہیں اور وہ لوگ جنکو رہنے کا
کوئی مقام نہیں تھا پس مسجد نبوی کی ایک سایہ دار جگہ میں رہتے کرمانی سے روایت
ہے کہ صفہ بضم صاد اور تشدید فا کے زاہدین صحابہ فقرا غربا ہیں اور وہ لوگ ستر تھے کبھی کم
ہوتے کبھی زیادہ اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو ایک داغ یا دو داغ ہے
سختی اور شدت ہے اور وہ درحقیقت عذاب ہے جھوٹے دعوے فقر پر یعنے
جب مقام ترک وتجرید میں قدم رکھا جاوے تو ایک دینار یا دو دینار میراث چھوڑنا خلاف
مقام ترک وتجرید ہے یہ حکم ہر شخص کے لیے عام نہیں اشارہ کیا اس مضمون کی طرف
راوی نے اپنے قول کے ساتھ جو رجل من اصحاب الصفہ ہے یعنی اصحاب صفہ
کے لیے خاص یہ اشارہ ہے انتہی انبیا علیہم السلام جو طبیبان امراض قلوب و
ارواح ہیں موافق احوال مریضوں کے علاج فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اُن لوگوں کو جن کو ابھی استقامت فرائض عین میں حاصل نہ تھی اُن کو محض فرائض
عین کی تربیت وتعلیم فرمائی اور جن کو فرائض عین میں استقامت ہو گئی تھی اور اہلیت
ترقی مقام ترک وتجرید کے پائے گئے حضرت نے اُن کو مقام تجرید کی تربیت
فرماتے حضرت کے قائم مقام اور وارث علوم جو علما ربانی ہیں اُن کا بھی ایسا ہی
حال ہے کہ حسب حال لوگوں کے تربیت فرمائی دیکھو امام قشیری نے اپنے
رسالہ میں لکھا ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب ایک مسئلہ کا جو ایک سائلہ کو
دیا ہے اُس سے بخوبی واضح ہوگا وہ یہ ہے قیل لجاء ت اخت بشر الحافی

الی احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ وقالت انا نغزل علی وسط سطوحنا فتمر بنا مشاعل الطاہریۃ ویقع الشعاع علینا ا فیجوز الغزل فی شعاعہا فقال احمد من انت عافاک اللہ تعالیٰ فقالت اخت بشر الحافی فبکی احمد ابن حنبل وقال من بیتک یخرج الورع الصادق لا تغزلی فی شعاعہا ترجمہ روایت ہے کہ ہمشیرہ بشر حافی احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور کہی کہ ہم اپنے چھتوں کی وسط پر دھاگا کاتتے ہیں اور ہم پر سلاطین طاہریہ کے مشعلیں گزرتے ہیں اور ہم پر ان شعلوں کی روشنی پڑتی ہے کیا ہم کو ان کی روشنی میں کاتنا جائز ہے پس امام احمد نے کہا کہ تم کون ہو حق تعالیٰ تم کو عافیت دے سائلہ نے کہا کہ میں ہمشیرہ بشر حافی کی ہوں پس امام احمد روئے اور کہا کہ تمہارے گھر سے ورع صادق نکلتا ہے تم ان شعلوں کی روشنی میں مت کا تو دیکھئے امام احمد مجتہد وقت ہیں راستہ کی روشنی میں کاتنا شرعاً بلاشک جائز ہے اگر کوئی عامی پوچھتا تو آپ بیشک جواز کا حکم فرماتے اس لیے آپ نے جو آپ کے پہلے پوچھا کہ تم کون ہو جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ سائلہ خاندان اہل ورع سے ہے اُس وقت آپ نے عدم جواز کا حکم فرمایا ایسا ہی شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلیفہ خاص شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو مقام تفرید اور توکل کی تربیت فرمائی اور مخلوق سے سوال کو منع فرمایا اور اس پر بہت کچھ وجوہات قائم فرمائے چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ نے شرح فتوح الغیب میں تشریح حدیث اذا سئلت فاسئل اللہ الخ کی لکھی ہے پس مراد شیخ علی متقی علیہ الرحمۃ کی یہ ہے کہ کسی مخلوق سے معمولی چیزوں کا سوال نہ کریں جو عادتاً لوگ ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہیں نہ یہ کہ صالحین سے بارگاہ الٰہی میں دعا نہ چاہو اگر ایسا ہوتا تو شیخ عبدالحق

علیہ الرحمۃ کا مذہب جو جواز ندا اور توسل کا ہے کیا اپنے شیخ اور مرشد سے خلاف ہیں ہے دیکھیے شیخ نے اپنی تصانیف میں مثل کتاب جذب القلوب وغیرہ کیسے فوائد ندا کے تحریر فرماتے ہیں ہاں اختیار اسباب منافی توکل نہیں توکل حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور کسب جو بمعنی اختیار اسباب ہے سنت آنحضرت صلعم ہے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے فقط حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کیا مثل اصحاب صفہ ومن مثلہم کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم تابع حال اور سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں مثل خلفائے راشدین ومثلہم کے اولیائے امت مرحومہ کا بھی حال ایسا ہی ہے کہ بعض نے بہ تبعیت اصحاب صفہ کے محض مقام تجرید اور توکل کو اختیار کیا بعض اولیاء اللہ تابع حال خلفاء راشدین ہوئے۔ اور جامع درمیان حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت ہوئے جو اولیاء اللہ کہ محض مقام توکل اور تجرید کو اختیار فرمایا اور عامل حدیث اذا سئلت فاسئل اللہ الخ ہیں اُن کے ایک دو حال نمبر کا ضمناً عرض کرتا ہوں امام قشیری علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ میں باب توکل میں فرماتے ہیں سمعت محمد ابن الحسین یقول سمعت محمد بن الحسین المخزومی یقول حدثنا احمد ابن محمد بن صالح قال حدثنا محمد بن عبدون قال حدثنا الحسین الخیاط قال کنت عند بشر الحافی فجاء نفر فسلموا علیہ فقال من این انتم قال انحن من الشام جئنا نسلم علیک ونرید الحج فقال شکر اللہ تعالی لکم فقالوا تخرج معنا قال بثلاث شرائط لا نحمل معنا شیئا ولا نسأل احدا شیئا وان اعطانا احد شیئا لا نقبل قالوا اما ان لا نحمل معنا شیئا فنعم واما ان لا نسأل فنعم واما ان لا نقبل ان اعطینا فہذا لا نستطیع فقال خرجتم متوکلین علی زاد الحجاج ترجمہ امام قشیری اپنی اسانید متصلہ سے حسین خیاط سے روایت کرتے

ہیں کہ ایک وقت میں بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا پس چند لوگ اُن کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور اُن پر سلام کہے بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو
اُنھوں نے کہا شام سے آپ پر سلام عرض کرنے حاضر ہوئے اور ہم ارادہ حج کا رکھتے
ہیں بشر حافی نے فرمایا کہ خدا تمہارا حج قبول فرمائے انہوں نے کہا کیا آپ ہمارے
ساتھ حج کو چلتے ہیں بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ تین شرط سے میں تمہارے
ہمراہ چلتا ہوں وہ یہ کہ ہم اپنے ساتھ توشہ نہ رکھیں اور کسی سے سوال نہ کریں اگر کوئی
کچھ دے تو نہ لیں لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے ہمراہ توشہ نہ رکھیں تو ہاں ممکن ہے اور کسی
سے سوال نہ کریں تو بھی ممکن ہے اور اگر کوئی ہم کو دے تو قبول نہ کریں۔ یہ ہم سے
ممکن نہیں بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم توشہ حجاج پر بھروسہ کرکے نکلے ہو۔ دوسری
روایت سمعت محمد بن عبد اللہ الصوفی یقول سمعت نصر بن ابی النصر العطار
یقول سمعت علی بن محمد المصری یقول سمعت ابا سعید الخراز یقول دخلت البادیۃ
مرۃ بغیر زاد فاصابتنی فاقۃ فرایت المرحلۃ من بعید فسررت بانی قد وصلت
ثم فکرت فی نفسی انی سکنت واتکلت علی غیرہ فالیت ان لا ادخل المرحلۃ الا
ان احمل الیہا فحفرت لنفسی فی الرمل حفرۃ و واریت جسدی فیہا الی صدری
فسمعوا صوتا عالیا فی نصف اللیل یا اھل المرحلۃ ان للہ ولیا حبس نفسہ فی
ھذا الرمل فالحقوہ فجاء فی جماعۃ فاخرجونی وحملونی الی القریۃ ترجمہ امام
قشیری اپنے اسانید متصلہ سے ابو سعید خراز سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ
ایک بار صحرا میں بغیر توشہ کے داخل ہوا پس مجھکو فاقہ پہنچا پس میں نے قریہ فرودگاہ کو دور
سے دیکھا اور خوش ہوا کہ میں پہنچ گیا پھر اپنے میں فکر کیا کہ میں غیر خدا پر بھروسہ کیا پس

قسم کھائی میں نے کہ اس قبرستان میں نہ داخل ہوں گا باختیار خود مگر کوئی مجھے یہاں سے اٹھا کر لیجائے پس میں نے ریت میں گڑا کھود کر اپنے جسد کو اس میں سینہ تک چھپایا۔ پس اہل قبر نے نصف شب میں ایک بلند آواز سنی کہ اے اہل مقام خدا کا ولی اپنے نفس کو اس ریت میں قید کیا ہے اس سے جاکر لو پس میرے پاس ایک جماعت آئی اور ریت سے نکال کر مجھکو قبر میں اٹھا لے گئی۔ تیسری روایت سمعت الشیخ ابا عبدالرحمن السلمی یقول سمعت محمد بن الحسین الخزرمی یقول سمعت ابن المالکی یقول قال ابو حمزۃ الخراسانی حججت سنۃ من السنین فبینما انا امشی فی الطریق اذ وقعت فی البیر فنازعنی نفسی ان استغیث فقلت لا واللہ لا استغیث فما استتمت ھذ الخاطر حتی مر براس البیر رجلان فقال احدھما للآخر حتی نسد راس البیر لئلا یقع فیھا احد فاتوا بقصب وباریۃ وطمسوا راس البیر فھممت ان اصیح ثم قلت فی نفسی اصیح الی من اقرب منھما وسکنت فبینما ان بعد ساعۃ اذا بشئ جاء وکشف عن راس البیر وادلی رجلہ وکانہ یقول لی تعلق بی فی ھمھمۃ لہ کنت اعرف ذالک منہ فتعلقت بہ فاخرجنی فاذا ھو سبع فمر وھتف بی ھاتف یا حمزۃ الیس ھذا احسن من التلف بالتلف ترجمہ امام قشیری رحمۃ اللہ لیا اپنے اسانید متصلہ سے ابو حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک سال میں نے حج کا ارادہ کیا راستہ میں چل رہا تھا کہ یکایک ایک کنوئے میں گر گیا پس میرے نفس نے مجھ سے جھگڑا کیا کہ کسی سے فریاد چاہوں میں نے کہا کہ قسم خدا کی میں فریاد نہ چاہوں گا۔ پس یہ خطور میرا ابھی تمام نہیں ہوا تھا کہ دو مرد کنوئے پر پہنچے اور ایک دوسرے سے کہا کہ ہم اس کنوئے کو بند کر دیں تا کوئی شخص اس میں نہ گرے پس انہوں نے بوریا اور

سے اور کفن کے سر کو اُس سے بند کر دیا۔ پس میں نے قصد کیا کہ چیخوں اور فریاد
چاہوں پھر میں نے کہا کہ جو ذات کہ اُن دو مردوں سے زیادہ نزدیک ہے اُس سے کیوں نہ
فریاد کروں یعنی ذاتِ خدا۔ اور مجھے تسکین حاصل ہو گئی پس ایک ساعت کے بعد میں نے
دیکھا کہ ایک شئے آئی اور بادلی کے سر کو کھولی اور اپنا پیر بادلی میں لٹکایا اور زمزمہ اور آواز میں
گویا کہ مجھ سے وہ کہتا ہے کہ مجھکو پکڑ لے پس یہ مطلب اُس کا میں سمجھ گیا اور اُس کے
ساتھ لٹک گیا وہ مجھکو نکال لیا پس کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شیر درندہ ہے پس وہ چلا گیا اور
ہاتف نے آواز دی کہ اے ابو حمزہ کیا نہیں ہم نے تجھ کو اچھی طرح کی نجات دلائی ہلاکت
سے اُس چیز کے ساتھ جو وہ خود ہلاک کرنے والی ہے انتہیٰ ناظرین خیال فرمائیں کہ
ہیں کہ جن لوگوں کے احوال کا ذکر ہوا یہ کیسے لوگ ہیں کہ باوجود وقوع شدائد مصائب
کے معمولی امور میں کسی مخلوق سے سوال نہیں فرمایا کہ جس میں عادت ایک دوسرے
سے مدد چاہنے کی ہے کسی سے مدد نہیں چاہی بلکہ ایسی بات کا خطرہ بھی اپنے
دل میں آنے نہیں دیا خدا نے اُن کو مقامِ توکل اور تفرید میں کس قدر استقلال اور ثبات
عنایت کیا پس حدیث اذا سئلت فاسئل اللہ الخ سے تربیت ایسے مقام حاصل کرنے
کی ہوئی یا یہ لوگ حدیث مذکور کے معنی سمجھے اور خدا نے اُن کو توفیقِ عمل حدیث مذکور پر
عنایت فرمائی اور وہ لوگ معنی بھی سمجھے اور عمل بھی کیئے یا آنکہ جو لوگ ہر قسم کی مخلوق سے
بلا تمیز قوم و ملت بضرورت خواہ بے ضرورت مدد چاہتے ہیں اور دستِ سوال اُن کے
روبرو دراز کرتے ہیں اور ان امور کو منافی حدیث مذکور نہیں جانتے مگر صالحین سے
دعا چاہنے کو منع کرتے ہیں اور اس حدیث کو اپنے مدعا پر پیش کرتے ہیں تیسری غلطی
مانعین ندا کی یہ ہے کہ صالحین سے دعا بہ ندا اُن کے اسماء کے چاہنا منافی حدیث

مذکور سمجھتے ہیں یہ بھی غلط ہے توضیح اس کی یہ ہے کہ اس میں شک نہیں کہ خدا سے
دعا کرنا عین عمل حدیث اذا سألت الخ پر ہے اور صالحین سے دعا چاہنا اپنے انجاحِ
مرام کے لیے بارگاہ الہی میں یہ بھی خدا سے دعا کرنا ہے اور عمل حدیث مذکور سے ہے
کیونکہ یہ دعا بہ بارگاہِ الہی بواسطہ و وسیلہ صالحین ہے اور وہ دعا بلا واسطہ ہے اولیاء اللہ
کو کشفِ غیب ۔۔۔ کے متکلمین قائل ہیں۔ اور اموات اور احیاء اولیاء اللہ ہر دو برابر بلکہ
اموات کو بہ نسبت احیا ترقیاتِ مقام ہے جس کی تفصیل عنوانِ باب میں بخوبی کی گئی۔
تتمیم فوائد کے لیے شاہ ولی اللہ صاحب کا قول اس جگہ نقل کرتا ہوں جو انھوں نے اپنے
رسالہ فوائد مجربہ میں نقل کیا ہے جو مولوی عنایت علی صاحب کے پاس سے مجھ
پاس پہنچا ولقد فہم للطریقۃ القادریۃ والنقشبندیۃ والجشتیۃ خاصۃ
علیحدۃ فالقادریۃ قریبۃ من الاویسیۃ والروحانیۃ وان کان التعلیم
من الشیخ الظاہر ولہا تقدم فی الارتباط بالشیوخ وتوجہ المشائخ الی الطالب
لیست بغیرہا وذلک لان الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ لہ شعبۃ من السریان
فی العالم وذلک انہ لما مات صار بہیئۃ الملاء الاعلی وانطبع فیہ الوجود انساری
فی العالم کلہ فحصل من ہذا الوجہ روح فی طریقۃ ترجمہ یہ تحقیق کہ جانا گیا واسطے
طریقہ قادریہ اور نقشبندیہ اور چشتیہ کے خصوصیت علیحدہ ہے پس طریقۂ قادریہ قریب ہے
طریقہ اویسیہ اور روحانیہ سے اگرچہ ہو تعلیم شیخ ظاہر سے اور طریقۂ قادریہ کے لیے تقدم
ہے ارتباط میں ساتھ شیوخ کے اور توجہ طرف مشایخ کی طرف کے جو غیر طریقۂ قادریہ
میں نہیں اس لیے کہ شیخ عبد القادر رضی عنہ کے لیے شعبہ ہے سریان سے عالم میں اور
یہ امر اس واسطے ہے کہ جب آپ نے وفات پائی بہیئت ملاء اعلی ہو گئے اور آپ کی ذات

ہیں وہ وجود جم گیا جو تمام عالم میں ساری ہے پس اسی وجہ سے روح آپ کے طریقہ میں
حاصل ہوئی ساتویں غلطی مانعین ندا کی یہ ہے کہ وہ لوگ اولاً آیت ایاک نستعین سے
حکم عدم جواز استعانت بغیر اللہ نکالتے ہیں یہ غلط ہے اوامر و نواہی الٰہی سے حکم جواز
یا عدم جواز وغیرہ نکلتا ہے ایاک نستعین نہ امر ہے نہ نہی ہے پس اس سے حکم عدم جواز
استعانت بغیر اللہ سمجھنا غلط ہے بلکہ تمام سورۂ فاتحہ خالی ہے اوامر و نواہی اور احکام سے
پس سورۂ فاتحہ سے کوئی حکم اور مسئلہ مستنبط نہیں صاحب وسیلہ تفسیر احمدی سے نقل کرتے
ہیں سورۃ الفاتحۃ فانہا خالیۃ عن تعیین المسائل یعنی سورۂ فاتحہ میں کوئی مسئلہ جواز یا عدم جواز کا یا وجوب
وغیرہ کا نہیں ہے۔ ثانیاً یہ ہے کہ حالت صلوٰۃ میں بندہ خدا کی حمد اور شکر میں بارگاہ الٰہی میں
عرض کرتا ہے کہ اے باری تعالیٰ ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں تیری ہی مدد ہمارے
ہر حال میں شامل ہے اگر اس کے معنی ایسے کیے جائیں جو مانعین ندا کرتے ہیں کہ ہم
خاص تیرے ہی سے بلا وسیلہ و واسطہ مدد چاہتے ہیں تیرے سوا کسی مخلوق سے مدد
نہیں چاہتے تو اپنے اس بیان میں خاص وہی مصلی لوگ صادق ہوں گے جو لوگ کہ
مقام ترک و تجرید اور توکل میں استقامت رکھتے ہیں عام مصلی اپنی راست بیانی سے
محروم رہینگے حالانکہ سورۂ فاتحہ کی قرأت کا حکم ہر خاص و عام کے لیے ہے پس حالت
صلوٰۃ جو مقام عبادت الٰہی ہے اور قیام بین یدی اللہ تعالیٰ ہے خلاف بیانی کرنا
نازیبا ہے خصوصاً وہ بیان کہ جس بیان کا حکم حق تعالیٰ نے حالت صلوٰۃ میں ہم کو کیا ہے
مگر اس وقت ہر خاص و عام اپنے بیان میں راست ہوں گے جب کہ استعانت کے
بارہ میں ہمارا و تیرہ اختیار کیا جائے اور استعانت بالوسائل کو بھی خدا سے استعانت
سمجھے اور ایاک نستعین کی معنی بدین وجہ کی جائے کہ بندہ بارگاہ الٰہی میں بہ مقام

ساتویں غلطی

عہ صاحب الوسیلۃ الجلیلہ مولوی محمد سلیمان احمد سلطان پوری ۱۲

حمد و شکر عرض کرتا ہے کہ اے باریتعالیٰ ہم تیرے ہی سے مدد چاہتے ہیں تیرے سوا ہمکو
مدد ملنا کہاں ممکن ہے کیونکہ اگر ہم کو اسباب ظاہری سے بھی مدد ملتی ہے تو وہ حقیقت میں
تیری ہی مدد ہے اسباب ظاہری سے مدد چاہنا تیرے ہی سے مدد چاہنا ہے اگرچہ
بوجہ اختیار اسباب کے ہم کو اس بات سے غفلت اور ذہول رہتا ہے اسلیے
کہ اگر تو اسباب ظاہری کو پیدا نہ کرتا یا آنکہ پیدا کرتا مگر ہماری مدد کی اُس میں تاثیر نہ دیتا
اور اگر تاثیر بھی دیتا مگر ہم کو معلوم نہ کرتا اگر معلوم بھی کرتا مگر اسباب ظاہری کو ہم تک نہ پہنچاتا
اگر ہم تک پہنچتے مگر اُن سے مدد لینے پر ہم کو قادر نہ کرتا تو ہم اسباب ظاہری سے کیونکر
مدد لے سکتے پس اسباب ظاہری کی مدد تیری ہی مدد ہے اور اسباب ظاہری سے مدد
چاہنا بھی درحقیقت تجھ سے ہی مدد چاہنا ہے پس شہود مسبب اسباب میں ہمکو
نصیب فرما اور اس صراط مستقیم کی ہم کو ہدایت کر اور غیریت اور غفلت جو ہمارے
اذہان میں سمائی ہے اُس کو دور کر اپنا شہود ہم کو عنایت فرما جیساکہ خدا نے دوسری
جا سے قرآن مجید میں ہم کو اس امر کی تعلیم فرمائی ہے وجعل لکم من الفلک والانعام
ما ترکبون لتستوا علی ظہورہ ثم تذکروا نعمۃ ربکم وتقولوا سبحان الذی
سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین ترجمہ اور گردانا تمہارے لیے کشتی اور چارپایوں
سے وہ جو تم سوار ہوتے تاکہ تم اُن کی پیٹھوں پر سوار ہو اور کہو کہ پاک ہے وہ ذات جسنے
ہمارے لیے اس کو مطیع کیا اور نہیں تھے ہم اُس کے نزدیک ہونے والے جب
معلوم ہوا کہ استعانت بارباب بھی درحقیقت استعانت بخدا ہے پس اولیاء اللہ سے
مدد چاہنا اُن کی دعا اور شفاعت کے ساتھ کیوں کر استعانت بغیر خدا ہوئی دلیل آخر جواز استعانت
باولیاء اللہ تعالیٰ یہ ہے کہ شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے تاریخ الخلفا میں لکھا

۔ ہے کہ روایت کی بیہقی سے نے اور ابونعیم دلائل النبوۃ میں اور لالکائی نے شرح السنۃ میں اور دیر عاقولی نے اپنے فوائد میں اور ابن اعرابی نے کرامات الاولیاء میں اور خطیب نے رواۃ مالک میں نافع سے وہ روایت کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک بار سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ ایک لشکر کو جہاد کے لیے ایک جانب میں روانہ فرمایا اس کا سردار ایک شخص کو بنایا جس کا نام ساریہ تھا جب لشکر روانہ ہو گیا اور اپنے مقام پر جا کر جہاد میں مصروف ہوا ایک روز خطبہ جمعہ آپ ادا فرمارہے تھے کہ یکایک آپ نے باواز بلند فرمایا کہ یا ساریۃ الجبل تین بار بعد اس کے ایلچی لشکر کی جانب سے حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت عمر نے اس سے جنگ کا حال پوچھا اس نے کہا اے امیر المومنین ہم کو جنگ میں ہزیمت ہو گئی تھی جس وقت ہم حالت ہزیمت میں تھے یکایک ہم نے آواز سنی یا ساریۃ الجبل تین بار اسوقت ہم نے اپنی پشت پہاڑ سے لگا دی حق تعالی نے ہم کو مظفر و منصور کیا اور فریق مخالف کو ہزیمت دی ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے کہا کہ آپ نے یہاں سے ان لوگوں کو پکارا جو ملک نہاوند میں تھے جو زمین عجم سے ہے ابن حجر نے اپنی کتاب اصابہ میں لکھا ہے کہ اسناد اس حدیث کی حسن ہے۔ اس روایت سے تین امور مستنبط ہوئے اول یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو حال ساریہ کا منکشف ہوا باوجودیکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساریہ سے بمراحل بعید تھے۔ دوسرا یہ کہ آواز حضرت عمر رض کی ساریہ کو منبر نہاوند تک پہنچ گئی۔ تیسرا یہ کہ حضرت عمر رض کی تائید سے انقلاب ہو گیا یعنی ہزیمت لشکر ساریہ کی ساتھ فتح و نصرت کے مبدل ہو گئی اب خیال کرنے کا مقام ہے کہ کشف حال ساریہ اور تائید ساریہ اور ان کے لشکر کی اس وقت اور اس حالت میں ہوئی

کہ ساریہ کی توجہ حضرت عمرؓ کی طرف نہیں تھی اگر ہوتی تو ساریہ ایلچی سے ضرور بیان کرتے اور
ایلچی حضرت عمرؓ کی خدمت میں یہ حال ضرور عرض کرتے وہ بھی روایت حدیث میں درج
ہوتی پس جب حالت بے توجہی میں ساریہ کا حال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مکشوف
ہوا اور حضرتؓ کی امداد ساریہ کے حال پر مبذول ہوئی اگر حالت توجہ میں امداد اولیاء اللہ
کی مستغیثین کے حال پر ہو اور ان کا حال اولیاء اللہ پر مکشوف ہو تو کیا کوئی تعجب کی بات
ہے جبکہ حالت توجہ کو حالت بے توجہی پر خصوصیت اور مزیت حاصل ہے اب ایک
حدیث عرض کرتا ہوں جس سے واضح ہوگا کہ مومن کا ذکر کرنے سے مومن پر کیا اثر ظاہر
ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حصن حصین میں ابن ابی شیبہ سے روایت موقوف ہے اذا
طنت اذن احدکم فلیذکر النبی ولیصل علیہ ولیقل ذکر اللہ بخیر من ذکرنی یعنی
کسی کے کان میں آواز مثل آواز مگس آنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
یاد کرے اور آپ پر درود عرض کرے۔ اور کہے کہ خدا یاد کرے اس شخص کو جس
نے مجھ کو نیکی سے یاد کیا۔ شرح فارسی میں اس مقام پر لکھا ہے کہ معجم کبیر میں اور کتاب
عمل الیوم واللیلہ میں یہ حدیث بروایت ابورافع آئی ہے جو صحابی ہیں پس اس حدیث
کا بروایت ابورافع آنا دو احتمال رکھتا ہے ایک یہ کہ ابورافع نے اس حدیث کی اسناد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائی ہے تو یہ حدیث مستند ہوگئی ورنہ یہ حدیث
ابورافع پر موقوف رہی مسئلہ اصول فقہ کا ہے قول صحابی اس مسئلہ میں کہ خلاف قیاس
ہو مثل حدیث کے ہے کیونکہ اگر موافق قیاس کے ہو تو احتمال ہے کہ صحابی اپنی رائے
اور اجتہاد سے یہ بات فرمائی ہو جب وہ مسئلہ خلاف قیاس ہے تو سوائے اسکے
چارہ نہیں کہ صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی سنا ہو پس ایسے

قول صحابی کے مقابلہ میں مجتہد کو لازم ہے کہ اپنا قیاس چھوڑ دے اور اسی قول صحابی پر عمل
کرے پس یہ قول ابورافع کا بھی خلاف قیاس ہے حکم میں حدیث کے ہے جناب غوث اعظم
رضی اللہ عنہ نے کتاب غنیۃ الطالبین میں اس حدیث کی نسبت صاف وصریح آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تک فرمائی ہے اس کی یہ عبارت ہے واذا طنت اذناہ یصلی
علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویقول ذکر اللہ من ذکرنی بخیر لانہ مروی
عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الحاصل اس روایت سے چند امور مستنبط ہوے
اول تو یہ کہ مومنین کو یاد کرنے سے اُن کے کان میں ایک قسم کا اثر پیدا ہوتا ہے جو
مثل آواز مکھی کے محسوس ہوتا ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے
کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ باداے نوافل میرا قرب ڈھونڈھتا ہے تو میں اسکی سماعت
ہو جاتا ہوں الخ جس کا ذکر تفصیلاً آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ یاد کرنے والوں کی آواز بطور پوری
سے نہ آنا اس وجہ سے ہے کہ یہ حالت مومنین کی جو حدیث میں وارد ہے ابتدائی
ہے ابھی اُن کا تصفیہ قلب بطور کمال کے نہیں ہوا نہ اُن کا قلب علائق کونیہ سے
پورا صاف اور پاک ہوا ہر مومن گو کہ وہ کیسا ہی علائق میں مبتلا کیوں نہ ہو مگر یہ برکت
ایمان کے قلب اُس کا مرتبہ ایمان کے موافق کبھی نہ کبھی نورانی ہو جاتا ہے اس
حالت میں اگر اُن کو کوئی یاد کرے تو یہ اثر اُس کے کان میں بفیضان سمع الٰہی پیدا ہو جاتا
ہے۔ دوسرا امر اس روایت سے یہ واضح ہوا کہ امت مرحومہ کو تربیت اس امر کی
ہوئی کہ اگر ایسا اثر مومنین کے کان میں محسوس ہونے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو یاد کرے اور درود پڑھے اگر مراد اس سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر درود کرنا ہی یاد کرنا ہے تو جملہ ثانیہ عطف تفسیر جملہ اولیٰ کا واقع ہوا

آنے یہ اثر کے پائے جانے کے بعد حضرت کو یاد کرنا اور آپ پر درود عرض کرنا اس کی دو وجہ
ہیں اول یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ مبارک امت مرحومہ کے حال زار
پر مائل رہتی ہے سب مسلمانوں کے کان میں یہ اثر پیدا ہو تو خیال کرے کہ یہ اثر شاید حضرت
کی توجہ کا ہو لہذا اس سبب ہو کہ بپاس ادب اور یادوری کے شکریہ یاد فرمانے کے حضرت پر
درود عرض کرے۔ دوسری وجہ کہ یہ حالت جو مومن کو حاصل ہوئی بسبب ایمان کے
حاصل ہوئی اور ایمان بطفیل حضرت کے ملا پس اس حالت کا حصول بطفیل حضرت
کے ہوا علاوہ مراتب اخروی کے دنیا میں ہی یہ کیسا مرتبہ سرفراز ہوا دور دور کی آواز
کا اثر مسلمان کے کان میں پڑنے لگا جس کا کچھ شکریہ ادا نہیں ہوسکتا مگر اس قدر تو
ہو کہ مسلمان حضرت پر درود عرض کرے تاکہ بوجہ ادائی شکریہ نبویہ کے بتوجہ مبارک
آنحضرت یہ حالت مومن کی جو حالت ابتدائی کشف غیب ہے کمال کو پہنچے خدا
فرماتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم تیسرا امر جو یہ روایت میں ہے کہ بعد درود عرض
کرنے کے دعائے خیر یاد کرنے والے کے حق میں کرے اس کی وجہ یہ ہے کہ سوائے
حضرت کے اگر اور کوئی مسلمان یاد کرتا ہے تو اس کے یاد کرنے کا شکریہ یہی ہے کہ اس کے
لیے دعائے خیر کرے اب یہاں خیال کرنے کی جائے ہے کہ جن کو ابھی تصفیہ قلب
پوری طہارت حاصل نہیں اور ان کا قلب علائق دنیہ سے بے تعلق نہیں ہوا تو
محض ان کے ایمان کی برکت سے ان میں یہ بات پیدا ہوگئی کہ ان کے یاد کرنے
والوں کا اثر ان کے کان میں پہنچنے لگا اور فقط اسی قدر حالت اور مرتبہ میں ان کو
تربیت ہونے لگی کہ تم اپنے یاد کرنے والوں کے حق میں دعائے خیر کیا کریں اور
ان کی دعائے خیر سے غافل نہ ہوں پس جن کو تصفیہ قلب بطور کمال حاصل ہو گیا ہو

اور وہ مظہر اسماء و صفات ربانیہ بطور کمال ہو گئے ہوں تو کیوں اُن کو پورے طور سے اطلاع اُن کے پکارنے والوں کے حال کی خدا کی طرف سے نہ ہو اور خدا کی جانب سے اُن کو کیوں نہ تربیت ہو کہ وہ اپنے مستغیثین کے حق میں دعائے خیر کریں اور اُن کی حاجت روائی اور حل مشکل خدا سے چاہیں پس خدا نے جن کو کشف غیب عنایت فرمایا اور حاجت روائی خلائق کا وسیلہ اپنی بارگاہ کا کیا ہم کیوں اُن کو بوقت شدت اور مصیبت کے نہ پکاریں بعضے علماء جو ندا کو منع کرتے ہیں اُن کی تقریر ایسی بنی گئی کہ اولیاء اللہ کو اگرچہ کشف غیب ہوتا ہے مگر ہر وقت نہیں ہوتا بلکہ بعض وقت اور جس وقت اُن کو کشف ہوتا ہے وہ ہم کو معلوم نہیں پس ہم اولیاء اللہ کو کیا پکاریں یہ کیونکر معلوم ہو کہ مثلاً ہم اس وقت اُن کو پکاریں تو اُن کو کشف غیب ہے خاکسار اُس کا جواب بطور معارضہ بالقلب کے دیتا ہے یعنی جو وہ دلیل عدم جواز کی پیش کیے وہی دلیل بعینہ جواز ندا پر قائم ہو گئی یعنی عدم جواز ندا پر اُنہوں نے یہ دلیل قائم کی تھی کہ اولیاء اللہ کو کشف غیب ہر وقت نہیں ہوتا اور اُن کے کشف کا وقت ہم کو معلوم نہیں پس یہ دلیل بعینہ جواز ندا پر قائم ہو سکتی ہے ہم نے مان لیا کہ اولیاء اللہ کو ہر وقت کشف نہیں ہوتا۔ اور اُن کے کشف کا وقت ہم کو معلوم نہیں کہ ہماری مدعا اور پکارنے کا کشف اُن کو کب ہوتا ہے بلکہ اُن کے کشف کا حال مبہم ہے تو ہم کو چاہیے کہ ہر وقت اُن کو اپنی قضاء حاجت کے لیے پکارا کریں جس وقت اُن کو ہمارے پکارنے کا کشف ہو جائے اور وہ ہماری حاجت روائی کے لیے خدا سے دعا کریں اُن کی دعا ہماری حاجت روائی میں حکم اکسیر ہے جیسا کہ جمعہ کی ساعت اجابت مبہم ہے بدیں وجہ اہل حاجت کو چاہیے کہ تمام دن جمعہ کے حق تعالیٰ

جواب عذر علماء

سے اپنی حاجت روائی کے لیے دعا کریں کہ اگر دعا ساعت اجابت کے موافق ہو تو
حاجت روائی ہو جائے ایسا ہی شب قدر عشرہ اخیر رمضان شریف میں مبہم ہے۔ پس
چاہیئے کہ تمام عشرۂ اخیر شہر رمضان شب بیداری کرے تاکہ شب قدر کو پائے اور اُسکے
فوائد حاصل کرے یہ جواب علی التقدیر تسلیم قول سائل ہے ورنہ جن کو خدا نے خلائق
کی حاجت روائی کے لیے مقرر فرمایا ہے مثل غوث قطب اوتاد اور ابدال کے بلکہ
جملہ اولیا کہ انکا وجود رفاہ خلائق کے لیے ہے اُن کو ہر وقت خدا کی جانب سے اُن
کے مستغیثین کے حال سے اطلاع ہوتی ہے جیسا کہ حدیث اذا طنت اذنہ الخ سے
معلوم ہو گیا حق سبحانہ ہم کو اولیاء اللہ کی جناب میں رسوخ عقیدہ عنایت فرمائے
ازانجملہ خصیصہ میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد بروات ثقات
باسانید متصلہ نقل کیا گیا کہ حضرت نے فرمایا جو شخص میرے نام سے سختی کیوقت
مجھکو پکارے وہ دفع ہو جائیگی اگرچہ حضرت کی امداد اور اعانت فریادیوں کے
حال پر جو ہوئی ہے اور ہوتی جاتی ہے اُس سے حضرت کے احوال شریف کی
کتابوں کے دفتر کے دفتر مملو ہیں اور بہت ایسے ہیں کہ وہ لکھے بھی نہیں گئے
بلکہ لکھا جانا حضرت کی امداد اور اعانت کا بہت مشکل ہے مگر حق سبحانہ حضرت کی
جناب میں اعتقاد راسخ نصیب کرے آدمی حضرت کی امداد اور اعانت کو فی البدیہہ
دیکھ سکتا ہے اس جائے تبرکاً وتیمناً دو روایات نقل کیے جاتے ہیں جو باسانید متصلہ
مروی ہیں۔ بشر القرظی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک صحرا خوفناک
میں اترے وہ صحرا ایسا خوف والا تھا کہ بھائی اپنے بھائی کی خبر گیری نہیں کر سکتا
بسبب خوف کے جبکہ اوائل شب میں اپنے اونٹوں پر روانگی کے لیے بوجھ لادے

میرے چار اونٹ بوجھ لدے ہوئے تھے گم ہو گئے ہم نے بہت تلاش کیا مگر نہیں ملے اور
قافلہ چلا گیا میں اونٹوں کے ڈھونڈنے میں قافلہ سے علیحدہ ہو گیا مجھ کو شتربان
نے بہت سخت سست کہا اور میرے ساتھ جھگڑا کیا پھر میں اونٹوں کی طلب میں تھا
کہ صبح ہونے لگی اور مجھے قول شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا یاد آیا کہ آپ
فرماتے ہیں کہ اگر تو کسی سختی میں پڑ جائے تو مجھ کو پکار وہ سختی دور ہو جائیگی پس
میں نے کہا یا شیخ عبد القادر میرے اونٹ جاتے رہے یا شیخ عبد القادر میرے اونٹ
چلے گئے پھر میں نے مشرق کی جانب سے صبح کی روشنی میں دیکھا کہ ایک مرد
اُن کے کپڑے بہت ہی سفید اور اپنی آستین سے میری جانب اشارہ کرتے
ہیں یعنی وہ اشارہ سے آؤ آؤ کہتے ہیں پھر جب میں نے ٹیکری پر چڑھا کسی کو
نہیں دیکھا پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ چاروں اونٹ ٹیکری کے نیچے بیٹھے ہوئے
ہیں پھر ہم نے اُن اونٹوں کو لے لیے اور قافلہ سے بھی مل گئے۔ ابو المعالی
جو اس روایت کے اوپر کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابو الحسن
خباز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور یہ حال اُن سے بیان کیا اُنہوں نے کہا کہ
میں شیخ ابو القاسم عمر بزار سے سنا ہوں وہ کہتے تھے کہ میرے سردار شیخ
عبد القادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص میرے ساتھ کسی مصیبت میں استغاثہ
کرے وہ دور ہو جائے گی الخ ایضاً بہجۃ الاسرار میں باسانید متصلہ شیخ ابو عمر
و عثمان صریفینی اور شیخ ابو محمد عبد الحق حریمی رحمۃ اللہ علیہما سے بغداد سنہ ۵۵۶ھ میں
روایت ہے ہر دو شیخ کہتے ہیں کہ ہم حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
مدرسہ میں روز یکشنبہ تیسری صفر سنہ ۵۵۵ھ میں حاضر تھے پس حضرت کھڑے ہوئے

اور کھڑاواں پہنے اور وضو فرمائے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی جب نماز سے فارغ ہوئے
تو آپ نے ایک آواز بہت زور سے دی اور ایک فرد کھڑاواں سے کہ ہوا میں پھینک دیا
پس وہ کھڑاواں ہماری نظر سے گم ہوا پھر حضرت نے دوسرے بار ایک آواز بہت زور
سے دی اور دوسرا کھڑاواں بھی ہوا میں پھینک دیا وہ بھی ہوا میں اڑتا ہوا ہماری
آنکھوں سے گم ہوگیا پھر حضرت بیٹھ گئے اور کسی کو جرات نہ ہوئی کہ حضرت سے
پوچھیں۔ پھر بعد تیئیس ۲۳ دن کے بلاد عجم سے قافلہ آیا اور کہا کہ ہمارے پاس شیخ
کی نذر ہے ہم نے اُس نذر کی بابت حضرت سے اذن چاہا ارشاد ہوا کہ لے لو
اُنہوں نے کچھ ریشمی کپڑے اور خز کے حضرت کی نذر کئے۔ اور دونوں فرد
کھڑاویں بھی دیئے جو حضرت نے پھینکے تھے ہم نے اُن سے پوچھا کہ یہ کھڑاویں
تمہارے پاس کہاں سے آئے اُنہوں نے کہا کہ ہم لوگ تیسری صفر یکشنبہ کے
روز چل رہے تھے کہ ہم پر عرب ظاہر ہوئے اُن کے ساتھ دو سردار اور وہ لوٹے اور
ہمارے بعض شخصوں کو قتل کئے اور ایک نشیب کی جگہ اُترے اور ہمارا مال تقسیم
کرنے لگے اور ہم لوگ اُس نشیب گاہ کے کنارے پر تھے پس ہم نے کہا کہ
اگر ہم شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کو اس وقت یاد کریں تو اچھا ہے پس ہم آپکی
نذر اپنے مالوں سے مان لئے کہ اگر ہم سلامت رہیں پس جس وقت کہ ہم آپ کا
ذکر کر رہے تھے کہ دو بلند آوازیں ایسی سنیں کہ جس سے وہ نشیب گاہ پھر گئی اور
اُن راہزنوں کو دیکھا کہ وہ بہت پریشان ہیں ہم نے گمان کیا کہ اُن کے پاس اور
دوسرے عرب آگئے ہیں پھر بعض اُن کا ہمارے پاس آیا اور کہا کہ آؤ تمہارا مال
لے لو اور دیکھو کہ ہم پر کیا مصیبت گزری ہے پھر اُنہوں نے ہم کو اپنے سرداروں

کے نزدیک گئے۔ پس ہم کیا دیکھتے ہیں کہ وہ مردہ پڑے ہیں اور ہر ایک کے پاس ایک فرد کھڑا اور پانی میں تر پڑا ہے پس انہوں نے ہمارا مال ہم کو واپس دیا اور کہا کہ یہ واقعہ ہم کو امر عظیم سے خبر دیتا ہے انتہی پس یہ ہر دو کرامات حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہے کہ احوال غائبین سے جو آپ کو ندا کی تھی اپنی مدد کے لیے اطلاع ہوئی۔ اور یہ کرامات آپ کے قدم بقدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقع ہوئے کہ جو شواہد النبوت سے روایت گذرے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو استغاثہ غائبین سے اطلاع ہوئی اور آپ نے غائبین کی مدد فرمائی اور ان کرامات کو مناسبت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت سے ہوئی جس کا ذکر اوپر ہوا کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو احوال ساریہ سے اطلاع ہوئی جو آپ سے بمراحل بعید اور غائب تھے اور آپ نے ان کی تائید مراحل بعید سے فرمائی خصوصاً روایت ثانیہ کو زیادہ مناسبت اور مشابہت ہے کہ علاوہ ان دو وجہ سابق کے جو مناسبت فیما بین ذکر ہوئی دو وجہ مناسبت اس میں زائد ہیں جیساکہ ساریہ کا حال کہ آواز حضرت عمرؓ کی ان کی سماعت میں دور سے آئی ویسا ہی حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی آواز قافلہ والوں نے دور سے سنی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تائید سے ہزیمت لشکر ساریہ کی بفتح و نصرت مبدل ہوئی ویسا ہی حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تائید سے قافلہ کو بعد نقصان پہنچنے کے فتح و نصرت ملی۔ اور ان کا مال و اسباب واپس ملگیا۔ اب میں تصریحات علما نقل کرتا ہوں جس سے ظاہر ہوگا کہ اولیاء اللہ کے ذوات سے کیونکر حاجت روائی مخلوق کی ہوتی ہے شیخ ابن حجر ہیتمی کا قول فتاوی حدیثیہ میں منقول ہے کہ طبرانی کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابدال میری

امت میں تیس ہیں انہیں کے سبب سے زمین قائم ہے اور انہیں کے باعث لوگ پانی پلائے جاتے ہیں۔ اور انہیں کی وجہ سے لوگ فتح مند ہوتے ہیں اور ابن عساکر کی یہ حدیث ہے کہ ابدال شام میں ہوتے ہیں اور وہ چالیس ہیں انہیں کی وجہ سے تم پر بارش ہوتی ہے انہیں سے تم کو دشمنوں پر فتحمندی ہوتی ہے انہیں کی وجہ سے بلا اور غرق اہل ارض سے پھیرے جاتے ہیں ایضاً طبرانی کی حدیث ہے کہ ابدال شام میں ہیں انہیں کی وجہ سے تم کو نصرت ہوتی ہے انہیں کے باعث سے تم کو رزق ملتا ہے امام احمد رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ابدال شام میں ہیں وہ چالیس مرد ہیں جو کوئی ایک مرد ان میں کا مرجائے حق تعالیٰ اُن کی جائے پر دوسرے کو بدل دیتا ہے انہیں کی وجہ سے تم پانی برسائے جاتے ہو انہیں کے باعث تم مدد دیئے جاتے ہو دشمنوں پر اور اہل شام سے عذاب انہیں کی وجہ سے دور ہوتا ہے شیخ جلال الدین سیوطی کراماتُ الاولیاء میں روایت کرتے ہیں اور دیلمی نے بھی روایت کی ہے کہ ابدال چالیس مرد اور چالیس عورتیں ہیں جب کوئی مرد یا عورت اُن میں کی مرجائے اُن کی جگہ دوسرے کو خدا قائم فرماتا ہے ابن حبان کی حدیث ہے کہ نہیں خالی رہتی زمین تیس مرد اور اسی مرد سے جو مثل ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کے ہوتے ہیں انہیں کی وجہ سے تم پر بارش ہوتی ہے انہیں کی وجہ سے تمھاری فریاد رسی ہوتی ہے انہیں کے باعث تم رزق دیئے جاتے ہو ف دیکھئے اس حدیث میں صاف وصریح لفظ فریاد رسی کا موجود ہے کہ مخلوق انہیں کی وجہ سے اپنی فریاد کو پہنچتی ہے خطیب نے تاریخ بغداد میں کتانی سے روایت کرتے ہیں کہ نقباء تین سو اور نجباء ستر اور بدلاء یعنی ابدال چالیس اور اخیار سات اور عمد چار اور غوث ایک ہی

نقباء کا مغرب اور نجباء کا مصر اور ابدال کا شام ہے اور اخیار زمین میں سیر کرتے
رہتے ہیں اور عمد گوشہ ہائے زمین میں رہتے ہیں مسکن غوث کا مکہ ہے اگر کوئی حاجت مخلوق
کی پیش ہو حاجت روائی کے لیے نقباء متضرع ہو کر جناب الٰہی میں دعا کرتے ہیں پھر
نجباء پھر ابدال پھر اخیار پھر عمد پس اگر ان کی دعا قبول ہو جائے تو فبہا ورنہ متضرع غوث
دعا کرتے ہیں پس ان کی دعا ختم نہیں ہوتی کہ مستجاب ہوتی ہے انتہیٰ یہ سب روایات
جو مذکور ہوئے اُن مقربوں کی حاجت روائی کا بیان ہوا جو اس عالم میں تشریف فرما ہیں
اب قول علماء کا درباب مقربان الٰہی جو اس عالم سے پردہ کیے ہیں اور عالم اخروی
میں ہیں اور اُن سے حاجت روائی خلائق ہوتی ذکر کرتا ہوں حجۃ الاسلام امام محمد
غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں جو مسمیٰ المضنون علی غیر اہلہ ہے فرماتے ہیں۔
ف اگرچہ بحر الرائق فتاویٰ حدیقیہ وغیرہ کی عبارت کے ترجمہ پر اکتفا کیا بلحاظ اختصار
لیکن اس جائے بعینہ عبارت رسالہ مذکورہ اہتماماً نقل کی جاتی ہے اس لیے کہ یہ مضمون
مسئلہ ما نحن فیہ سے جو استمداد از ارواح طیبہ ہے تعلق زیادہ رکھتا ہے وہ عبارت
یہ ہے اما التقرب بالمشاهد الانبياء والائمة عليهم السلام فان مقصود منه
الزيارت والاستمداد من سوال المغفرة وقضاء الحوائج من ارواح الانبياء
والائمة عليهم السلام والعبارة من هذا الامداد الشفاعة۔ ترجمہ لیکن
نزدیک ہونا واسطے دعا بر انبیا علیہم السلام کے پس مقصود اس سے زیارت قبور اور
مدد چاہنا ہے طلب مغفرت اور قضاء حوائج انبیا اور ائمہ علیہم السلام کی ارواح سے
اور عبارت اُس سے مدد دینا اور شفاعت کرنا ہے۔ وهذا يحصل من جهتين الاستمداد
من هذا الجانب والامداد من جانب الآخر۔ ترجمہ اور یہ حاصل ہوتا ہے دو طرح سے

... مدد کرنا اس جانب سے اور مدد کرنا جانب آخرت سے ہے یعنی جن کی زیارت کی جاتی ہے

وللزیارۃ المشاہد اثر عظیم فی ہذین الرکنین - ترجمہ اور واسطے زیارت

مقابر کے اثر عظیم ہے ان دو رکنوں میں یعنی مدد چاہنے اور مدد کرنے میں اما الاستمداد

فہو انصراف ہمۃ صاحب الحاجت باستیلاء ذکر الشفیع والمزور علی الخاطر

حتی تصیر بکلیتہ ہمتہ مستغرقۃ فی ذالک وتقبیل بکلیتہ علی ذکرہ وخطورہ بالبالہ

وہذہ الحالۃ سبب فیہ لروح ذالک الشفیع والمزور حتی تمدہ ملات

الروح الطیبۃ بما یستمد منہا - ترجمہ لیکن مدد طلب کرنا یعنی ارواح طیبہ سے

جس کی قبر کی زیارت کرتے ہیں پس وہ ساتھ متوجہ کرنے ہمت صاحب حاجت کے

ساتھ غلبہ ذکر شفیع کے یعنی جس کی زیارت کرتے ہیں دل پر یہاں تک ہو جائے تمام

ہمت اُس کی مستغرق اُسی میں اور متوجہ ہو بالکل روح طیبہ کی یاد پر اور اُس کا خیال

دل میں لانے پر اور یہ حالت سبب ہے اُس استمداد میں واسطے روح اس شفیع

کے جس کی زیارت کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ روح طیبہ اُس حاجتمند کی مدد کرتی ہے

جس امر میں کہ مدد طلب کی جاتی ہے ومن اقبل فی الدنیا بہمتہ وکلیتہ علی

انسان فی دار الدنیا فان ذالک الانسان یحس باقبال ذالک المقبل علیہ

ویخبرہ بذالک فمن لم یکن فی ہذا العالم نہو اولی بالنسبۃ وہو مہیاء

لذالک فان اطلاع من ہو خارج عن احوال العالم الی بعض احوال العالم

ممکن کما یطلع فی المنام علی احوال من ہو فی الاخرۃ انہو مثاب او معاقب فان

النوم صنو الموت فبسبب النوم صرنا مستعدین بمعرفۃ احوالہم لم یکن مستعدین

فی حالۃ الیقظۃ لہا فکذالک من وصل الی الدار الاخرۃ ومرتاحقیقیا کان

اطلع على هذا العالم اولی واجزی فاما كلية احوال هذا العالم فی جميع الاوقات لم تكن مندرجة فی سلك معرفتهم كما لم تكن احوال الماضين حاضرة فی معرفتنا عند الرؤيا - ترجمہ جو شخص کہ دنیا میں اپنی ہمت کے ساتھ کسی طرف وار دنیا میں ہمہ تن متوجہ ہو پس تحقیق کہ یہ انسان جان لیتا ہے متوجہ ہونے کو اُس انسان کے کہ وہ جس پر متوجہ ہوا جو کہتے ہیں دل را بدل رہے است اگر کوئی شخص کسی کی طرف دل سے متوجہ ہو تو جس پر وہ انسان متوجہ ہوا اُس کی بھی توجہ اُس متوجہ ہونے والے کی طرف ہوتی ہے اور وہ جسکی طرف متوجہ ہوا ہے اُس کی توجہ جب ہوئی ہے تو اُس کی توجہ کی اطلاع متوجہ ہونے والے کے دل کو ہوتی ہے یعنی یہ اطلاع کہ تو جب ہماری طرف متوجہ ہوا تو ہم بھی تمہاری طرف متوجہ ہیں پھر امام فرماتے ہیں کہ جب دنیا جو جائے غفلت اور حجاب ہے تو ایسا معاملہ وقوع میں آتا ہے جب کہ جو شخص کہ اس عالم حجاب میں نہ ہو بلکہ وہ اس عالم حجاب وتکدر سے عالم باصفا میں منتقل ہوگیا ہو تو وہ اس امر کی اطلاع اور آگاہی کرنے میں اولی ہے کہ تیری توجہ کے سبب سے ہماری توجہ بھی تیری طرف ہوئی بلکہ وہ شخص کہ عالم اخروی میں ہے مستعد ہے اس اطلاع کے لیے پس تحقیق مطلع کرنا اُس شخص کا جو خارج ہے احوال عالم دنیا سے طرف بعض احوال عالم کے ممکن ہے جیسا کہ اطلاع کی جاتی ہے خواب میں اوپر احوال اُس کے کہ وہ عالم اخروی میں ہے کہ وہ اچھی حالت میں ہے یا بری حالت میں پس تحقیق کہ خواب مثل موت کے ہے اور موت کا بھائی ہے اور بسبب موت کے ہم میں اُس چیز کے جاننے کی استعداد حاصل ہوئی جو حالت بیداری میں نہ تھی پس ایسا ہی جو شخص کہ دار آخرت میں پہنچے اور موت حقیقی اُس کو لاحق ہوجائے تو وہ اطلاع پر اُس

عالم سے کے اولی اور لائق تر ہے لیکن جمیع احوال اُس عالم کے جمیع اوقات میں اُس کے سلکِ
معرفت میں مندرج نہیں ہیں جیسا کہ گزرے ہوئے لوگوں کے احوال ہمارے علم میں خواب
کے وقت حاضر نہیں رہتے انتہی - اس تقریر میں امام نے عوام کی حالت کو اخص الخواص
اور خواص کے ساتھ تشبیہ دی - میرا یہ خیال ہے کہ تشبیہ بطریق اَدَوَین کے ہے یعنی
جب کہ عوام مخلوق کا حال دنیا میں ایسا ہے کہ اگر کوئی انسان کسی کی طرف بہمہ تن متوجہ ہو تو
اُس دوسرے انسان کی بھی توجہ اُس کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور اُس کی اطلاع دل
سے اُس متوجہ ہونے والے کے ہو جاتی ہے اور جیسا کہ ہم لوگوں کو بہ نسبت بیداری کے
خواب میں علم اُن کے احوال سے ہوتا ہے جو عالم آخرت میں بھی ویسا ہی وہ لوگ کہ اس
عالم سے چلے گئے ہیں اُن کی طرف سے بھی ہمارے دل پر اُن کی توجہ کا اثر پڑتا ہے
پس انبیا علیہم السلام اور اولیا اللہ کا مرتبہ اس سے اعلیٰ ہے کہ ہم جب اُن کی طرف
متوجہ ہوں اور ہماری توجہ سے اُن کی توجہ ہماری طرف ہو اور اثر اُس کا اُن کی طرف سے
ہمارے دل پر پڑے اور اُن کی توجہ سے ہمارا کیا حال ہو - ولاحاد المعارف
معینات ومخصصات اوپر تو بیان ہوا کہ کل احوال اس عالم کے جمیع اوقات میں اُن کی
سلکِ معرفت میں نہیں ہیں - البتہ بعض حال اس عالم کے افراد کا اُن کو معلوم ہوتا ہے
مگر اس معلومیت کے لیے کئی وسائل اور علاقے ہیں جو اُن سے خاص اُن افراد عالم
کے خاص احوال کا علم ارواح طیبہ خاصانِ الٰہی کو ہوتا ہے منها همة صاحب
الحاجة وهي استیلاء صاحب تلك الروح العزیزة علی صاحب الحاجة
اُن وسائل سے ایک یہ بات ہے کہ ہمت صاحب حاجت کی یعنی صاحب حاجت کا
اپنی ہمت ارواح طیبہ کی طرف متوجہ کرنا چنانچہ خود امام ہمت کی کیفیت بیان فرماتے ہیں کہ

غلبہ کرنا اس روح طبعی صاحب حاجت کا اوپر صاحب حاجت کے یعنی جب آدمی کسی
چیز کی طرف ہمہ تن مصروف ہوتا ہے تو اسکی روح اس چیز پر غلبہ کر جاتی ہے اور جب
چیز اس کو دکھنے لگ جاتی ہے وہی سی جاتی ہے وہی دل میں تصور میں خیال میں
بسنے لگجاتی ہے اور سب طرف سے اس کے حواس ظاہری معطل ہو جاتے ہیں
معنی غلبہ روح کے ہیں پس ہمت اپنی متوجہ کرنے سے صاحب حاجت کے اور واسطے
طلبہ کا ایک اثر صاحب حاجت میں پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ اس کی مثال امام نے
دی ہے دیکھا تو ثر مشاہدۃ صورۃ الحی فی حضور ذکرہ و خطورہ نفسہ
بالبال کذالک تو ثر مشاہدۃ ذالک المیت و مشاہدۃ تربتہ التی ھی
حجاب قالبہ۔ جیسا کہ اثر پیدا کرتا ہے مشاہدہ صورت زندہ شخص کا وقت ذکر اسکے
اور وقت اس کے دل میں تصور کرنے کے ایسا ہی اثر ہوتا ہے مشاہدہ میں اس
میت کے اور مشاہدہ قبر میں اسکے جو اس کے قالب کا حجاب ہے۔ فان اثر
ذالک المیت فی النفس عند غیبۃ قالبہ لیس کاثرہ فی حال حضورہ
و مشاھدۃ قالبہ و مشھدہ پس تحقیق کہ اثر اس میت کا فی نفسہ وقت غائب
ہونے اس کے قالب کے نہیں ہے مثل اثر اس کے وقت حاضر ہونے اس میت
کے اور مشاہدہ اس کے قالب اور قبر کے۔ یہ بھی تشبیہ احوال عوام کے ساتھ
احوال خواص اور اخص الخواص کی ہے یہ طریق امام نے شاید اس وجہ
سے اختیار فرمایا کہ اگر خاص لوگوں کا حال بیان کیا جائے تو عوام کی فہم میں نہ آئے گا
کیونکہ عوام کو خاص لوگوں کے احوال سے بالکل نامناسبت ہے پس عام لوگوں کے
احوال کے بیان سے اُن کو ادراک ہو سکتا ہے کہ ہمارا ایسا حال ہے تو خاص لوگو نکا

ہاں بطریق اولیٰ ہوگا۔ ومن ظن انہ قادر علی ان یحضر فی نفسہ ذالک المیت

عند غیبۃ مشہدہ کما یحضر عند مشاہدۃ مشہدہ فذالک ظن خطاء فان

للمشاہدۃ اثراً بیّنا لیس للغیبۃ مثلہ اور جو گمان کرے کہ وہ قادر ہے اس بات

پر کہ میت کو اپنے دل میں غیبت کے وقت اُس کے قالب اور مشہد کے ایسا حاضر

کرتا ہے جیسا مشاہدہ کے وقت اُس کے مشہد کے پس وہ گمان اُس کا خطا ہے

اس لیے کہ مشاہدہ کے لیے اثر ظاہر ہے جو غیبت کے لیے نہیں۔ زائر کیلیے

مزیت غائب پر ہونا حال اُس زائر کا ہے جو زیارت کے بعد ترقی نہ کیا ہو خواہ وہ زائر

محجوب ہو یا واصل اس لیے کہ بروقت زیارت مشہد مبارک کے روح طیب اُسکے

روبرو رہتی ہے پس اس مشہد کے برکات اُس پر فائض ہوتی ہیں اور مشاہدہ مشہد کا اُس کی توجہ

اور تصور کو معین ہوتا ہے اور بسبب زیارت کے اہل مشہد پر حق پیدا ہوتا ہے جیسا

کہتے ہیں کہ ہر زائر کو حق ہے یعنی دنیا میں کوئی شخص اگر کسی کی ملاقات کے لیے

اُس کے مکان پر آوے تو ملاقات کرنے والوں کا خیال اور لحاظ پیدا ہوتا ہے

پس جن کو خدا نے مصداق وانک لعلی خلق عظیم کا بنایا ہے بلکہ بغیر حضوری

اُن کے پاس وہ لوگ رفاہ خلائق کی طرف متوجہ ہیں بعد اُن کی زیارت کے اُن

کی توجہ کا کیا حال ہو لیکن جو زائر کہ بوقت زیارت محجوب ہو اور بعد زیارت حالت غیبت

میں اُس کو وصالِ الٰہی سرفراز ہو گیا ہو اور یہ مرتبہ سرفراز نہیں ہوتا جب تک محویت

بذاتِ محمدی میں سرفراز نہ ہو اور حالتِ محویت میں قربِ حقیقی نبوی سرفراز ہوتا ہے

جو قربِ ظاہری سے بوقتِ زیارت محجوب کو ہوتا ہے بدرجہا افضل ہے جیسا کہ سعدی

صاحب نے فرمایا ہے۔ دوران باخبر در حضور و نزدیکان بے بصر دور۔ ومن

استعان فی الغیبۃ بذالک المیت لم یکن ہذہ الاستعانۃ خرافاً ولا تخلوا

من اثر ما۔ جو شخص کہ مدد طلب کرے اُس میت سے تو نہ ہوگا یہ مدد طلب کرنا بیکار

اور نہ خالی ہوگا یہ ایک اثر سے انتہی۔ محرر اوراق عرض کرتا ہے کہ مقصود نقل قول امام

حجۃ الاسلام سے خاص یہی قول ہے کہ امام حجۃ الاسلام علمار شریعت سے ہیں جو کچھ

اُن کا تجربہ علوم شریعت میں ہے شہرۂ آفاق ہے پس وہ فرماتے ہیں کہ خاصان حق

سے مدد طلب کرنا بعد اُن کے دنیا سے پردہ کرنیکے اثرِ عظیم رکھتا ہے پس اُنھوں

نے بھی استمداد غائب کو منع نہیں فرمایا اور نہ ندا کو ناجائز کہا بلکہ استمدادِ غائب

میں ایک اثر کے قائل ہوئے پھر استمداد غائب میں جو اثر پیدا ہوتا ہے اُس کی

دلیل میں دو حدیث بیان کئے حدیث اول۔ قال علیہ السلام من صلی علیّ

مرۃ صلیت علیہ عشرا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

جو مجھ پر ایک بار درود پڑھے میں اُس کے لیے دس دفعہ نزولِ رحمت

کے لیے خدا سے دعا کرتا ہوں پس آپ پر درود بھیجنا خواہ حالتِ غیبوبت

میں ہو یا حضوری میں اُس سے آپ کی ذاتِ پاک پر ایک اثر پیدا ہوتا ہے

جس کی وجہ سے آپ اُس کے لیے دس بار نزولِ رحمت کے لیے دعا

فرماتے ہیں۔ ومن اجاب المؤذن حلت لہ شفاعتی اور جو شخص کہ موذن

کو جواب دے اُس کے لیے میری شفاعت حلال ہے ایسا ہی موذن کو

جواب دینا خواہ کیسی ہی ہجا سے ہو حاضراً یا غائباً اُس کے لیے خاص شفاعت کا

وعدہ حضرت نے فرمایا کیونکہ شفاعتِ عامہ کا حضرت کی ہر مومن امیدوار ہے۔ دوسری

حدیث امام نے اس امر کی دلیل بیان فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی قبر منیری زیارت سے زائر کے حال پر حضرت کی کیا سرفرازی ہوتی ہے

ومن زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔ جو میری قبر کی زیارت کرے اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔ جب کہ آپ کی قبرِ مطہر کی زیارت فیضانِ وجوب شفاعت زائر کے حال پر ہوتا ہے اس لیے امام نے مضمونِ حدیث پر اپنے قول کے ساتھ تفریع کی ہے فالتقرب بقالبہ الذی ھواخص الخواص بہ وسیلۃ تامۃ لتقاضیہ للشفاعۃ پس نزدیکی حاصل کرنا آپکے قالبِ شریف کے ساتھ جو وہ سب سے زیادہ آپ سے خاص ہے پورا وسیلہ ہی جو آپ کی شفاعت کو چاہنے والا ہے والتقرب بولدہ الذی ھو بضعۃ منہ ولوبعد توالد وتناسل والتقرب بمشھدہ ومسجدہ وبلدتہ وعصاہ وسوطہ وعضارتہ والتقرب بعادتہ وسیرتہ والتقرب بکل مالہ منھا مناسبۃ الیہ تقرب موجب للتقرب الیہ مقتض لشفاعتہ۔ اور نزدیکی چاہنا آپ کے فرزند کے ساتھ جو وہ آپ کے جز ہیں اگرچہ کئی پشت کے بعد ہوں اور نزدیکی چاہنا آپ کی قبر شریف کے ساتھ اور آپ کی مسجد شریف اور شہر مبارک اور عصا مبارک اور کوڑہ اور ظرف گلی اور عادت اور خصلت مبارک کے ساتھ اور نزدیکی چاہنا ہر ایک اُس چیز کے ساتھ کہ اُس سے آپ کی ذات مبارک کو مناسبت ہے یہ باعث آپ کی نزدیکی کا ہے جو آپ کی شفاعت کو مقتضی ہے۔

فانہ لا فرق عند الانبیاء فی کونھم فی دار الدنیا وفی کونھم فی دار الآخرۃ الا فی طریق المعرفۃ فان آلۃ المعرفۃ فی الدنیا الحواس الظاھرۃ وفی العقبی آلۃ یعرف بھا الغیب اما فی کسوۃ مثال واما علی سبیل التصریح

... ساتھ انبیا کے پس فرق اتنا ہے جیسے ہوئے اُن کے دار دنیا میں اور ... ہوئے اُن کے
دار آخرت میں مگر طریق معرفت میں اسپس سبب معرفت کا دنیا میں حواس ظاہر تھے یا اور آخرت
میں سبب معرفت کا وہ ہے جس سے حال غیب معلوم ہوتا ہے یا بلباس مثال یا صراحتاً
یا قول اُن کا رجوع کرتا ہے طرف ابتدا اور قول اُن کے ہو فالتقرب بقالبه الذی
هو اخص الخواص الخ ہے اور ایک جملہ محذوف ہے یعنی نزدیکی کرنا آپ کے قالب شریف
کے ساتھ وسیلہ تامہ ہے موجب ہے شفاعت کا پس یہ تقرب آپ کے قالب شریف
کے ساتھ ہر دو صورت میں برابر ہے خواہ آپ دنیا میں تشریف فرما ہوں یا عالم آخرت
میں دنیا میں آپ کی صحبت میں حاضر ہو کر اور اگر آپ عالم آخرت میں ہیں تو آپ کی قبر شریف
کی زیارت حاصل کرکے اور آپ کا خیال اور تصور دل میں جماکر اور اپنی روح اور جان
کو ہمہ تن حضرت کی جانب مصروف کرکے حضرت کے قالب شریف سے نزدیکی حاصل
کرسکتا ہے کیونکہ انبیا علیہم السلام کا قالب شریف جیسا کہ دنیا میں تھا ویسا ہی عالم
آخرت میں ہے کیونکہ حق تعالیٰ حرام کیا ہے زمین پر اجساد طیبہ انبیا علیہم السلام کو کہ
کھاوے اگر فرق ہے تو فقط ہمارے آلۂ معرفت میں کہ ہم حضرت کو ہمارے حواس
ظاہری سے دنیا میں پہچانتے ہیں اور عالم آخرت میں حضرت کو اس آلہ سے پہچانتے ہیں
کہ جس سے ہم کو انسان غائب کا حال معلوم ہوتا ہے وہ آلہ ہماری روح اور دل کا
خیال جمانا ہے کہ ہم کو بسبب روح کے عالم رویا میں غائب کا حال معلوم ہوتا ہے
خواہ مثال کے لباس میں خواہ صراحتاً یعنی ذات بعینہ اگر ہم دل میں کسی شخص کا خیال
جمائیں تو اُس شخص کی صورت ہمارے دل میں اور خیال اور تصور میں موجود ہو جاتی
ہے واما الاحوال الآخر فی التقرب والشفاعة فلا تتغیر۔ لیکن

دوسرے وحوائج جو حضرت سے نزدیکی اور قربت حاصل کرنے کے ہین وہ منحصر نہین ہوسکے خواہ
آپ عالم دنیا مین براہمون یا عالم آخرت مین یہ قول راجع ہے طرف قول امام کے والتقرب
بولدہ ہے یعنی تقرب آپ کے قالب شریف کے ساتھ حاصل کرنیکی صورت مین البتہ
ہمارے اور معرفت مین فرق ہے کہ آپ دنیا مین تشریف فرما ہون تو آپ کو شناخت کا سبب
اور ہے اور آخرت مین تشریف فرما ہون تو انکو معرفت ہمارا دوسرا ہے اگر دوسرے اسباب
جواب کی تقرب حاصل کرنے کے ہین جسکی تفصیل امام نے فرمائے کہ تقرب آپ کی اولاد
امجاد سے یا آپ کے افعال مبارک یا مسجد وغیرہ اوس کا حال مختلف نہین اسبات مین کہ خواہ
آپ دنیا مین تشریف فرما ہون یا آخرت مین۔ والرکن الاعظم فی ھذہ الباب الامداد
والاھتمام من جھۃ المدد وان لم یشعر صاحب الوسیلۃ بذلک المدد
اور رکن اعظم اسباب مین مدد کرنا اور اہتمام کرنا ہے طرف سے مدد کرنے والون کے اگرچہ
نجانے وہ شخص کہ جس نے خاصان الٰہی کو وسیلہ کیا ہے اس مدد کو پہلے امام نے بیان
کر چکے ہین کہ خاصان حق سے حاجت روائی ہونے مین دو رکن ہین۔ ایک طلب مدد کرنا
حاجت مند کا دوسرا مدد کرنا خاصان حق کا اب امام یہ فرماتے ہین کہ ان دو رکنون مین بڑا رکن
حاجت روائی مین خاصان حق کا مدد کرنا ہے کیونکہ رکن اول جو مدد چاہتا ہے اوس سے یہی
مقصود ہے کہ خاصان حق مدد فرماوین وہ مستقلاً حاجت روائی کو کافی نہین ہے۔ فانہ
لو وضع شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم او وسادتہ او سوطہ
علی قبر عاصٍ او مذنبٍ نجا ذلک المذنب ببرکات تلک الذخیرۃ من
العذاب وان کان فی دار انسان او بلدۃ لا یصیب تلک الدار واھلھا
وتلک البلدۃ وسکانھا ببرکاتھا بلاء وان لم یشعر بھا صاحب الدار وساکن البلدۃ

پس تحقیق کہ شان یہ ہے کہ اگر کہا جاوے موے مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا تکیہ مبارک یا کوڑا آپ کا گنہگار کی قبر پر نجات پاویگا یہ گنہگار برکات سے اوس کے عذاب سے اگر وہ تبرکات کسی کے مکان مین ہون یا کسی شہر مین ہون تو اوس مکان اور اہل مکان اوس شہر اور اہل شہر پر بلا نازل نہ ہوسکے گی اون تبرکات کی برکت سے فان اهتمام النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو فی العقبی مصروف الی ماھو بہ منسوب ودفع المکارہ والامراض والعقوبات مفوضة من جهة اللہ تعالی الی الملائکة وکل ملک حریص علی اسعاف ماحرص النبی صلوة اللہ وسلامہ علیہ بھمتہ الیہ عن غیرہ کما کان فی حال حیوتہ فان تقرب الملائکتہ بروحہ المقدسة بعد موتہ ازید من تقربھم بہ فی حال حیوتہ پس تحقیق کہ توجہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوس حالت مین کہ حضرت آخرت مین تشریف فرما ہین مصروف ہے اس طرف جو حضرت کی جانب منسوب ہے یعنی آپ رحمۃ للعالمین ہین آپ کی ذات تمام جہان کے لئے رحمت ہے آپ کی ہمت مبارک ہمیشہ رفاہ خلق اور اون کی حاجت روائی کی طرف متوجہ ہے اور مکروہات اور امراض اور عقوبات کا دفع کرنے کے لئے خدا کی جانب سے فرشتے مقرر ہین اور فرشتہ حریص ہے اوپر جاری کرنے اوس چیز کے جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حریص ہین اپنی ہمت مبارک کے ساتھہ نسبت اور چیزون کے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حال حیوۃ مین اوس طرف متوجہ تھے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کہ حالت حیات مین امت کی بہبودی کے جانب متوجہ تھے ویسا ہی جب عالم آخرت مین تشریف فرما ہین اب بھی بہبودی امت کی طرف متوجہ ہین پس تحقیق کہ ملائکہ کی نزدیکی آپ کی روح مقدس کے ساتھہ بعد آپ کے وفات

شریف سے بہت زائد ہے اوس حالت سے جو آپ کی حیات مین تھی۔

ونقل انه صلی الله علیه واٰله وسلم غرس غصنًا رطبًا فی قبر انسان وقال رضی الله تعالی عن صاحبه العذاب مادام هذا الغصن رطبا وذلك من برکات یدیه صلی الله علیه واٰله وسلم۔ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وصحبہ وسلم شاخ سبز ایک آدمی کی قبر مین نصب فرماے اور کہے کہ صاحب قبر سے خدا نے عذاب اوٹھالیا جب تک کہ یہہ شاخ تر ہے اور یہہ برکات حضرت کے دست شریف کے ہین۔ وکل من اطاع سلطانًا وعظمه فاذا دخل بلدة ورأی فیها سهمًا من جعبة ذلك السلطان اوسوطاله فانه یعظم تلك البلدة فالملٰئکة یعظمون النبی صلی الله علیه واٰله وسلم فاذا رأوا خاتمه فی دار او بلدة او قبر عظموا صاحبه وخففوا علیه العذاب ولذلك السبب تنفع الموتی ان توضع علی قبورهم المصاحف ویتلی القراٰن علی رؤس قبورهم ویکتب القراٰن علی قراطیس وتوضع القراطیس فی ایدی الموتی اور جو وہ شخص کہ پادشاہ کی اطاعت کرے اور اوسکی تعظیم کرے جبکہ اوس کے شہر مین داخل ہو اور اوس مین ایک تیر دیکھے کہ سلطان کی ترکش سے ہے پس وہ شخص اوس شہر کی تعظیم کرتا ہے پس ملائکہ علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی تعظیم کرتے ہین پس جس وقت ملائکہ آپ کے آثار شریف کو کسی گھر مین یا کسی شہر مین یا قبر پر دیکھتے ہین اوس گھر اور شہر یا قبر والون کی تعظیم کرتے اور صاحب قبر سے تخفیف عذاب کرتے ہین اور اسی باعث سے موتی کو نفع دیتا ہے کہ قبر پر مصاحف رکھے جائین۔ اور اون کے پاس قرآن پڑہا جاے اور کاغذون پر قرآن لکھکر اموات کے ہاتھہ مین دی جاے

ف۔ اس تقریر مبسوط امام حجة الاسلام کے لکھنے سے عبارت وسطانی مقصود ہے جو امام کا قول ہے کہ خاصان خدا سے غائب مین استعانت کرنا اثر عظیم رکھتا ہے اول و آخر کی عبارت

[illegible] میں یہہ نیکے فوائد متعددہ پر نقل کیگئی ہے اگر کا ذکر کیا ہے استمداد ہوئی پس منکرین ندا کی وجہ سے کہ لفظ یا ندا حاضر کیے اور سوا خدا کے سب جا حاضر و ناظر کوئی فرد مخلوق نہیں اگر کسی کو سوا ے خدا تعالی کے سب جا حاضر و ناظر جانے تو شرک ہے جواب اوس کا یہہ ہے کہ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سب جا حاضر و ناظر سوا خدا تعالی عز اسمہ کے کوئی نہیں ہے [illegible] حکم ندا حدیث اور عمل صحابہ اور اجماع سے ثابت ہوا اور اقوال اولیاء اللہ اوس کے مطابق ہیں اور احوال اولیاء اللہ سے ندا کے فوائد تواتر کے حد سے بھی بڑھ گئے ہیں تو اس صورت میں مسئلہ ندا کی کیون ایسی توجیہ کی جاے جو شرک کی حد کو پہونچے اور حدیث اور اجماع اور عمل صحابہ اور اقوال اور احوال اولیاء اللہ کا انکار کیا جائے خلاصہ اوس کا یہہ ہے کہ جب ہم نے اس امر کا اقرار کر لئے کہ سب جاے حاضر و ناظر سواے خدا کے کوئی نہین ہے تو ہمارا خیال جو شرک کا تھا وہ نہ رہا اب یہہ بات باقی رہی کہ ندا سے سب جاے حاضر و ناظر جاننا خاصات خدا کا لازم آتا ہے جو یہہ شرک ہے یہہ ملازمت بھی بالکل غلط ہے اگر تمہاری یہہ ملازمت صحیح ہوتی تو کیون حدیث اوسکے جواز کا حکم دیتی اوس پر عمل صحابہ کیون ہوتا اور اجماع اوسکی جواز پر کیون منعقد ہوتا اور کیون اولیاء اللہ حکم ندا کا دیتے اور عام خلائق کو کیون نفع پہونچا پس یہہ شرک کیسا ہوا کیا حدیث سے جواز شرک ثابت ہے یا علماء جواز شرک پر اجماع کیئے یا اولیاء اللہ اجازت شرک کی دیتے ہین معاذ اللہ بلکہ جو احادیث اس باب مین وارد ہین اور اجماع امت جو جواز ندا پر ہوئی اور احوال و اقوال اولیاء اللہ اوس کے شاہد ہین اوس کی توجیہ صحیح ہوسکتی ہے کہ جس سے نہ تو شرک لازم آتا نہ انکار حدیث اور اجماع ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ خدا نے وجود انبیا علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو سراسر نفع رسانی خلائق کے واسطے پیدا کیا ہے اون کو اپنی بارگاہ مین واسطہ فیض رسانی کا کیا پس بوقت ندا اون کے اسماء کے خدا کیجانب سے جو وہ سب جا حاضر و ناظر ہے اون کو اطلاع ہوجاتی ہے پس وہ ندا کرنے والوں کے

حال سے مطلع ہو جاتے ہین اور اون کی مدد کی طرف بدعا اور شفاعت متوجہ ہوتے ہین پس
اتنی توجہ کے سبب [illegible] اور اسی کے مدد اجماع اور اسکی
مدد اقوال اولیا اللہ اور اون کے احوال ہین اوس مین کوئی شرک کی بات نہین اور اسی توجہ
سے آدمی شرک سے بچتا ہے اور انکار احادیث اور اجماع اور اقوال اولیاء اللہ اور اونکے
احوال کے انکار سے جو ایک وبال عظیم ہے محفوظ رہتا ہے اور فیضان خاصان الہی سے
مستفید ہوتا ہے جو سعادت عظمیٰ ہے بخلاف اوسکے جو اہل خلاف توجیہ کرتے ہین۔ اوس
انکار احادیث اور نیز انکار اجماع اور اقوال اور احوال اولیاء اللہ کا ناشی ہوتا ہے جو
ایک بار گران ہے اس سے خود بھی فیضان خاصان خدا سے محروم رہتا ہے اور دوسرونکو
کو بھی محروم رکھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس توجیہ مین دو مقدمہ مذکور ہین۔ اول یہہ کہ
خدا نے انبیا اور اولیاء اللہ کو نفع رسانی خلائق کے لئے پیدا کیا ہے اور اون کو اپنی بارگاہ
مین واسطہ فیض رسانی خلائق کیا ہے۔ دوسرا مقدمہ یہ کہ بوقت ندا اونکے اسمار کے اونکو
خدا کے جانب سے اطلاع ہوتی ہے پس وہ حاجت روائی خلائق کے لئے بدعا اور شفاعت
متوجہ ہو جاتی ہین۔ بیان مقدمہ اولیٰ وہ یہہ کہ انبیا اور اولیاء کی ذوات مطہرہ کو خدا نے
نفع رسانی خلائق کے لئے پیدا کیا ہے اوس کی تقریر آگے گذری کہ انبیاء علیہم السلام
کی ذوات مطہرہ اور اولیاء اللہ کی ذوات طیبہ سے کیا کیا منافع دنیوی و آخری خلائق کے مرتب
ہین۔ مقدمہ ثانیہ وہ یہہ کہ بوقت ندا اون کے اسما کے اون کو خدا کے جانب سے اطلاع
اس ندا کی ہو جاتی ہے پس وہ حاجت روائی خلائق کے طرف بدعا اور شفاعت متوجہ ہو جاتی
ہین پس یہہ مقدمہ بھی مشتمل دو جزو پر ہے۔ جزو اول یہہ کہ بوقت ندا اون کے اسما کے اونکو
اوسکی اطلاع خدا کی جانب سے ہو جاتی ہے۔ توضیح اوسکی یہہ ہے کہ حدیث اوپر مذکور ہوئی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم فرماتے جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے تو مین

اوس کے لئے زیادتی رحمت کی دعا کرتا ہون اور دوسری حدیث مین وارد ہے کہ جو جمعہ کے روز مجھ پر درود عرض کرے اوس کو بذاتہ مین سنتا ہون اور دورون کا درود فرشتے مجھ تک پہونچاتے ہین پس جبکہ درود کی اطلاع بذاتہ یا بواسطہ فرشتہ حضرت کو ہو جاتی ہے تو جو لوگ مصیبت زدہ حضرت کو بوقت مصیبت پکارین اوس کی اطلاع حضرت کو کیون نہو- کیونکہ حضرت ہمیشہ اپنی امت مرحومہ کے رفاہ کے طرف متوجہ ہین دنیا مین بھی ہمیشہ حضرت کو اپنی امت کا خیال رہا آخرت مین بھی ایسا ہی ہے حضرت کی ذات مبارک تو کافرین کے لئے بھی رحمت ہے امم سابقہ مین جیسا کہ کافرین پر عذاب دنیا مین ہوتا تھا باعث آپ کے حق تعالی کافرین پر عذاب نازل کرنے مین اغماض فرماتا ہے پس حضرت کی رحمت کاملہ بوقت مصیبت آپ کے نام مبارک کے ساتھہ ندا کرنے والون کے لئے کیون نہ جوش مین آئے اور خدا کی وسعت رحمت کیون نہ متقاضی ہو کہ جب کوئی امتی آپ کا مصیبت زدہ اوس کے حبیب کو پکارے حق تعالی اوس کی اطلاع کیون اپنے حبیب کو نہ دیوے یہہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ندا کرنے کا ہوا اب حال اولیاء اللہ کے اسماء کے سات ندا کرنے کا سن لیجئے کہ اولیاء اللہ فیض یافتگان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور حضرت کے تابعین ہین پس جو حال کہ متبوع کا ہے وہی حال تابع کا ہے علاوہ اوسکے جب جنگل مین اعینونی یا عباد اللہ کا حکم ہوا کہ بوقت مصیبت کے بندگان خدا کو پکارو جبکہ اطلاع خدا کی طرف سے بندگان خدا کو پکارنے کی نہو بندگان خدا کی طرف سے کیا اعانت ہوگی پس بندگان خدا کو پکارنے کا حکم جو حدیث سے ثابت ہوا بیکار ہوگا- تیسری بات یہہ ہے کہ حدیث طنین گوش جو مذکور ہوی- اوس سے یہہ بات ثابت ہے کہ بوقت یاد کرنے ہین کے کان تک اوس کا اثر پہونچتا ہے پس مومنین کاملین جو اولیاء اللہ ہین اون کو پکارنے کے وقت اون کو پکار نیکی کیون نہ اطلاع ہو- چوتھی یہ بات ہے کہ اولیاء کبار فرماتے ہین کہ

بوقت مصیبت ہم کو پکارا کرو ہم تمہاری مدد کرینگے اور تواتر اخبار اور تجربات نیرہ سے بھی
یہ امر ثابت ہے کہ بوقت ندا اولیاء اللہ کے تائید ہوتی ہے اور حاجت مندا پنی مقصود کو
پہونچتے ہین پھر جبکہ خدا کی طرف سے بوقت ندا اولیاء کو اطلاع نہو تو پھر ارشاد اولیاء اللہ
کس امر پر محمول کئے جائے اور حاجت روائی خلائق بوقت ندا اون کے اسماء کے کیسی ہو
پانچوان یہ ہے علماء اہل سنت اس پر متفق ہین کہ اولیاء اللہ کو کرامۃً کشف غیب ہوتا ہے
چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال اوپر مذکور ہو گیا کہ بغیر توجہ ساریہؓ کے اور ندا اسم
شریف سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ساریہؓ کا حال حضرت عمرؓ کو مکشوف ہو گیا پس اگر بوقت ندا کے
اولیاء اللہ کو کشف غیب ہو اور ندا کا حال اون کو معلوم ہو تو کیا عجب ہے مین اب فتوی
شیخ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کا واسطے زیادہ توضیح کے نقل کرتا ہون جو جواب مین ایک سوال
کے کشف غیب اولیاء اللہ کے حال مین تحریر فرمائے ہین وہ فتاوی حدیثیہ مین مدرج ہے
وہ یہ کہ کسی نے شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کوئی کہے کہ مومن غیب جانتا ہے
تو کیا اوس قائل کو کافر کہا جاوے بسبب قول اللہ تعالیٰ کے قل لا یعلم من فی السموات
والارض الغیب الا اللہ۔ کہو تم اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین جانتا ہے جو
شخص آسمان و زمین مین ہی غیب کو سوائے خدا کے اور قول اللہ کا عالم الغیب
فلا یظہر علی غیبہ احدا۔ یعنی حق تعالیٰ جاننے والا غیب کا ہے پس نہین خبردار کرتا
ہے اپنے غیب پر کسی کو۔ یا قائل سے تفصیل پوچھا جائے کہ مومن کی غیب جاننے سے
کیا مراد ہے کیونکہ جزئیات غیب کا جاننا باطلاع الہی مومن کو جائز ہے کل غیب کا جاننا
البتہ خدا کا خاصہ ہے جواب دیے شیخ نے کہ ایسے قائل پر اطلاق کفر نہ کیا جائے۔ بلکہ
اوس سے تفصیل پوچھی جائے۔ من بعد وہ اگر کہے کہ میری مراد مومن کی غیب جاننے سے

ہوتے کہ بعض اولیاء کو خدا بعض غائب چیزون کی اطلاع کرتا ہے تو اس قائل کا یہہ قول
قبول کیا جائے کیونکہ یہہ عقلاً جائز ہے اور نقلاً واقع ہے کیونکہ ازجملہ کرامات اولیاء اللہ ہے
اس قسم کی کرامات اولیاء اللہ سے بکثرت ظہور مین آئے ہر زمانہ مین بعض اولیاء اللہ
بعض غیبیات کو بالہام الہی جانتے ہین اور بعض اولیاء اللہ مغیبات کو بکشف حجاب
جانتے ہین بعض اولیاء اللہ کو لوح محفوظ سے مغیبات مکشوف ہوتے ہین اور کفایت
کرتا ہے اس امر مین وہ جو قرآن شریف مین خبر ہے خضر علیہ السلام کے حال سے بنا کرتے
اس امر کے کہ آپ ولی ہین اور یہی مذہب اکثر علماء اور تمام عارفین کا ہے لیکن اصح یہہ ہے
کہ آپ نبی ہین اور وہ حال جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا روایت کیا گیا کہ آپنے
ایک عورت کے حمل سے خبر دے کہ لڑکا ہے ایسا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
حال سے روایت ہے کہ آپ کو ساریہ اور اون کے لشکر کا حال مکشوف ہوا پس آپنے
فرمایا اس وقت کہ آپ منبر پر جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اے ساریہ پہاڑ کو اختیار
کر حضرت بچاتے تھے اوس قابوگاہ سے جو دشمن استیصال مسلمین کا ارادہ کئے تھا
اور وہ روایت کہ بصحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوی کہ حضرت عمر اون
لوگون سے ہین جن پر حق تعالی الہام فرماتا ہے اور رسالہ قشیری و عوارف سہروردی مین
بغیر ہا مین جمع احوال اولیاء اللہ کے کتب مین روایات بیشمار ہین کہ جس مین ذکر ہے کہ اولیاء اللہ
نے غائب باتون کی خبر دے ہین جیسا کہ قول بعض اولیاء اللہ کا کہ مین کل کے روز وقت
مرونگا ایسا ہی ہوا جب اون کا دفن ہوا تو وہ اپنی آنکھ کھولدے پس جو لوگ اون کو دفن
کئے تھے کہے کیا موت کے بعد زندگی ہے اوہنون نے فرمائے کہ مین زندہ ہون اور جو
اسکے دوست ہین وہ زندہ ہین۔ اور قول بعض اولیاء اوس شخص کو کہ واسطے امتحان کے

اون کی خدمت مین حاضر ہوا تھا۔ اعلموا ان اللہ یعلم ما فی انفسکم فاحذروہ
یہ آیت قرآنی ہے اوسکی معنی یہہ ہین تم جان لو اسبات کو کہ خدا تمہاری دلون کی بات
جانتا ہے پس خدا سے خوف کرو پس جو شخص بطریق انکار حاضر ہوا تھا یہہ آپ کے
کشف باطن سے متنبہ ہوا اور اپنے دل مین توبہ کیا تو انہون نے یہہ آیت پڑھی۔ ھو
الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ یعنی اللہ کی وہ ذات پاک ہے کہ اپنے بندون سے
توبہ قبول فرماتا ہے اور سہروردی حضرت جیلانی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین
کہ حضرت نے ایک شخص کو فرمائے کہ تیرے پاس فلانے شخص کی امانت ہے
(وہ مجھ کو دے) پس وہ شخص توقف کیا کیونکہ شرع مانع تھی پھر جبکہ اوسکو سوائے اوس
امانت کے حضرت کی خدمت مین گذران دینے کے چارہ نہیں ہوا اوس امانت کو آپکی
خدمت مین گذران دیا پھر جس نے امانت رکھوایا تھا اوس کے پاس سے خط آیا کہ اسقدر
زر نقد حضرت کی خدمت مین پہونچا دے پس وہ اسی قدر تھا جو وہ حضرت کو گذرانا تھا
ایسا ہی امام یافعی نے کہے ہین اور امام یافعی نے حضرت جیلانی رضی اللہ عنہ سے
باسناد صحیح روایت کئے کہ ایک شیخ نے ایک جماعت کو حضرت کی خدمت مین روانہ
کئے کہ وہ حضرت سے کہین کہ چالیس سال سے ہین درکات باب قدرت مین ہون
اور آپ کو وہان دیکھا نہین پس اس وقت حضرت جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے اصحاب کی
ایک جماعت کو فرمائے کہ تم فلان ولی کے پاس جاؤ تم راستہ مین ایک جماعت کو
پاؤگے جو وہ شیخ نے اون کو اس پیام سے میرے پاس بھیجے ہین تم اون کو اپنے
ساتھہ اون شیخ کے پاس پھر لیجاؤ اور اون کو کہو کہ تم کو شیخ عبد القادر سلام کہتے ہین اور
فرماتے ہین کہ تم درکات مین ہو اور جو لوگ کہ درکات مین ہین اون کو نہین دیکھتے ہے جو

مقام حضرت میں ہیں اور جو مقام حضرت میں ہیں اونکو نہیں دیکھتے جو مقام خشوع میں ہیں میں مقام مخدع میں ہوں داخل ہوتا ہوں اور نکلتا ہوں باب سری جو تم مجکو نہیں دیکھتے ہو ساتھہ نشانی اوس خلعت کے جو مین نے اپنے ہاتھہ پر تمہارے واسطے نکالا تھا وہ خلعت رضا تھی اور ساتھہ نشانی اوس خلعت کے جو فلان شب کو میرے ہاتھہ سے تم کو پہنائی گئی وہ خلعت فتح ہے اور ساتھہ نشانی اوس کے کہ درکات مین بارہ ہزار ولی کے روبرو تم کو خلعت ولایت دی گئی کہ وہ فرجیہ سبز تھی جس کا نقش سورۂ اخلاص تھا مین نے تمہارے لئے نکالا تھا بالآخر وہ شیخ نے جب یہہ کیفیت سنی تو کہے کہ شیخ عبد القادر سچ فرمائے اور آپ صاحب وقت اور صاحب تصرف ہین ھ یہ روایت بہجۃ الاسرار مین بھی ہے جو خصیصۂ مخدع مین نقل کی گئی اور شیخ اسکے مبہم ہین وہان اون کے نام کی تصریح ہے کہ وہ شیخ عبد الرحمن طفسونجی ہین فرق درمیان اوس روایت کے اور بہجۃ الاسرار کے روایت کے یہہ ہے کہ اوس مین بارہ اولیاء اللہ کے روبرو خلعت ولایت شیخ عبد الرحمن طفسونجی کو کو دیا جاتا ہے اور یہان بارہ ہزار ہین انتہی پھر شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابی الغیث ابن جمیل علیہ الرحمہ کا حال بھی ایسا ہی واقع ہوا کہ ایک راہزن نے آ کے پاس غلہ لایا اور دوسرے نے ایک بیل لایا پس شیخ نے حکم دیئے کہ اوس کو پکایا جاوے اور کھایا جائے فقیر اوس کے کھانے سے باز رہین پس بعد کھانے فقرا کے ایک شخص شیخ کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ مین نے آپ کے فقرا کے لئے غلہ نذر کیا تھا اور دوسرا شخص آیا اور کہا کہ مین نے آپ کے فقرا کے لئے ایک بیل نذر کیا تھا پس رہزنون نے وہ غلہ اور بیل لے لئے اور شیخ نے حکم فرمائے تھے کہ اوس بیل کا سر باقی رکھا جائے پس جس نے بیل نذر کیا تھا اوس کو بیل کا سر دکھائے اور اوس

مین جو پچان لیا پھر وہانسے مخالفت شیخ پر نادم ہوئے ۔ [illegible] لیا مقدر سے
اسقدر صا در ہوئے ہین کہ جسکی گنتی معین ہے اور کفایت کرتا ہے قول علیہ الصلواۃ والسلام
کا جو حدیث صحیح ہے کہ میری امت مین وہ لوگ ہین جسکو الہام الہی ہوتا ہے اون مین
سے عمر رضی اللہ عنہ ہین اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ تم مومن کی فراست
سے ڈرو کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے ایک وقت حضرت جنید علیہ الرحمہ جامع مسجد
مین وعظ فرمارہے تھے ایک نصرانی آپ کی مجلس مین آکر بیٹھا یعنی حضرت جنید رح اوسکو
نہین جانتے تھے کہ وہ نصرانی ہے اور ظاہر لباس اوس کا کچھہ مسلمانون کے لباس سے
ذرا بھی فرق نہین رکھتا تھا ۔ پس نصرانی نے کہا کہ معنی اس حدیث کے کیا ہین جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائے کہ تم مومن کے فراست سے ڈرو کہ وہ خدا کے
نور سے دیکھتا ہے پس حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑا مراقبہ فرماکر ارشاد فرمائے کہ
تو مسلمان ہو جا تیرے اسلام کا وقت آگیا ہے پس وہ نصرانی اسلام لایا کسی نے بعض
اولیاء اللہ سے پوچھا معنی فراست کے جو فراست کہ اس حدیث مین مذکور ہے اونہون نے
فرمائے کہ مومنین کی ارواح ملکوت مین سیر کرتے ہین پس معانی غیوب پر مطلع ہوتے
ہین پس بیان کرتے ہین وہ باتین کہ خلق پر مخفی ہین بیان مشاہدہ اور عیان ہے نہ بیان ظن اور
تخمین ۔ معتزلہ کرامات اولیاء اللہ کے منکر ہین بربنا ر استثنا ر جو کہ آیت ثانیہ مین مذکور ہے
وہ کہتے ہین کہ استثنا ر منقطع ہے ف ۱ اگرچہ سوال مین آیۃ ثانیہ کا استثنا ر مذکور نہین ہے
مگر آیۃ ثانیہ کا استثنا ر یہ ہے ۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی
من رسول یعنی خدا جاننے والا ہے غیب کا پس خدا خبردار نہین کرتا ہے کسی کو اپنے
غیب پر ۔ مگر رسول کو جو وہ پسند کرتا ہے معتزلہ اس استثناء کو منقطع خیال کرتے ہین ۔ اور
کہتے ہین کہ سوائے رسول کے خدا کسی کو غیب کی اطلاع نہین کرتا پس وہ اپنے اس

تقریر سے کرامات اولیاء اللہ کے منکر ہین انتہی اب تتمہ فتوی ابن حجر کی عبارت تحریر کرتا ہون
اولیاء اللہ کو جزئیات علم غیب کے معلوم ہوتے ہین اوران روایتون مین علم غیب کا
جاننا جو خاص خدا کے لئے مذکور ہے وہ علم غیب کلی اور استقلالی ہے انبیا علیہم السلام
اور اولیاء اللہ کو جزئیات مغیبات سے جو اطلاع ہوتی ہے وہ خدا کے جانب سے
ہوتی ہے پس یہہ آیات علم جزئیات انبیا علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے منافی نہین
ہین کیونکہ انبیا علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو جو جزئیات مغیبات کی اطلاع ہوتی ہے۔
خود بخود استقلالا نہین ہوتی۔ بلکہ باطلاع الہی ہوتی ہے پس اس صورت مین علم غیب
کا استقلال خاص خدا کے لئے ہوا ابن حجر فرماتے ہین کہ جو معنی اون روایتون کی مین نے
ذکر کیا نووی نے بھی یہی معنی ذکر کئے کہ وہ کہتے ہین کہ معنی اس آیت کے یہہ ہین کہ غیب کو
نہین جانتا کوئی بالاستقلال یا غیب کے لئے کسی کو احاطہ علمی نہین ہے کہ غیب
کلی کو کوئی جان سکے سواے خدا کے لیکن معجزات اور کرامات پس بباعث اطلاع
الہی کے ہے جو انبیا علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو خدا کی جانب سے ہوتی ہے۔ پس وہ
بباعث اطلاع الہی کے غیب کو جانتے ہین اون کا علم غیب جو ہوتا ہے وہ معمولی اور
عادی نہین ہوتا تمام ہوا کلام نووی کا شیخ ابن حجر فرماتے ہین کہ انبیا علیہم السلام اور اولیاء اللہ
کو علم مغیبات باطلاع الہی قائل ہونے سے کوئی محال پیدا نہین ہوتا پس اس سے
انکار عناد ہے کیونکہ یہہ امر بدیہی ہے ایسے اعتقاد سے مشارکت انبیا علیہم السلام کی یا
اولیاء اللہ کی اوس صفت مین لازم نہین آتی کہ جو صفت خاص خدا کی ہے یہان تک
عبارت فتوی ابن حجر علیہ الرحمہ کی تمام ہوئی۔ مقدمہ ثانیہ کا جزء دوم وہ یہہ ہے کہ
جب خاصان الہی کو حال ندا کرنے والون کا معلوم ہوتا ہے تو اون کی حاجت روائی
کے لئے خاصان الہی بدعا اور شفاعت متوجہ ہوتے ہین وہ ظاہر ہے کہ جب

مصیبت زدگون کا حال جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہو جاتا
آپ کی دریاے رحمت کیون نہ جوش مین آوے کہ آپ کی ذات رحمۃ للعالمین ہے
اولیاء اللہ کا حال آپ کے ہی حال مبارک کے تابع اور آپ کے ہی حال مبارک
سے مستفیض ہے اور احادیث جو احوال مین اقطاب اور ابدال کے مذکور ہوئین اون
سے ظاہر ہوا کہ بوقت شدت اور مصیبت کے وہ لوگ کیسے دعا مین بہ تضرع وابتہال
مصروف ہوتے ہین حدیث طنین اذن سے بھی جس کا ذکر اوپر کیا گیا یہہ امر ظاہر ہوا
کہ جب کوئی مومن کو یاد کرتا ہے تو یاد کرنے والے کے حق مین دعاء خیر کی کیسی
ترغیب ہوئی۔ پس بوقت مصیبت کے یاد کرنا کہ اس وقت مین دعاء خیر کی خاص احتیاج
ہے اون مومنین کاملین کو جن کا کشف غیب رتبۂ امکانیت کو پہونچ گیا ہے مصیبت
زدگون کے حال کے طرف بدعا و شفاعت متوجہ ہونے کے لئے کیون نہ ترغیب
ہو پس یہہ ہر دو مقدمات مذکورہ مضمون احادیث اور اقوال اولیاء اللہ اور تصریحات
علماء متقنین سے جو قائل بہ کشف اولیاء اللہ ہین ثابت ہو گئے جسکو تجربات کثیرہ بھی
مدد دیتے ہین وہ دو مقدمات یہی کہ بوقت ندا اسماء الہی کے اون کو احوال سے ندا
کرنے والون کی اطلاع ہوتی ہے اور وہ بدعا اور شفاعت ندا کرنے والون کے
حال کے طرف متوجہ ہوتے ہین پس یہہ شرک ہے اور نہ اوس مین کوئی امر خلاف شرع
پیدا ہوتا ہے جو کچھ اس عقیدہ مین قواعد ہیئت دسکا ذکر اوپر کیا گیا بخلاف اوس توجیہ کے جو ندا کے بارہ مین
اہل خلاف کرتے ہین اوسمین جو کچھ مفسدتین ہین اوسکا بھی بیان بہ تفصیل ہو گیا۔ ہان اگر اب کوئی شخص شبہ
پیدا کرے کہ جو دلائل شرعی تم نے بیان کیا اوس سے یہ امر کہان ثابت ہے اور واضح ہے کہ مقربین الہی کو
بعد وفات کے بھی ندا کرنے والون کے حال سے اطلاع ہوتی ہے اور وہ مستغیث
کے حال کے طرف بدعا و شفاعت متوجہ ہوتے ہین جواب اوس کا یہہ ہے کہ

[illegible] سے اون سے افعال اختیاری ہین سیات اس عالم کی۔ اور وفات
مساوی ہے بلکہ بعد وفات اون کے لیے ترقیات مدارج ہین پس بعد وفات
اون کو اطلاع از جانب حق تعالی احوال مستغیثین سے ہونا اور مدد یا شفاعت
بجانب مستغیثین کے متوجہ ہونا بطریق اولی جو نصوص شرعی کہ مساوات پر اون کی
حیات اور وفات اور نیز اون کی ترقیات بعد وفات دلالت کرتے ہین ذکر
کرتا ہون۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون
لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذلک
ھو الفوز العظیم۔ ترجمہ تحقیق کہ اولیاء اللہ یعنی مقربان الٰہی نہین ہے خوف اون پر اور
نہ وہ غمگین ہون گے وہ لوگ وہ ہین جو ایمان لائے اور تقوی اختیار کئے اونکے
لئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی مین اور آخرت مین نہین تبدیل ہے خدا کے کلمات
مین یہہ وہی کامیابی بڑی ہے اس آیت سے اولیاء اللہ کی خوشحالی اور خوش خبری
خدا کے جانب سے دنیا مین اور بعد وفات اون کے آخرت مین ثابت
ہے دوسری آیت ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ
الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ترجمہ تحقیق کہ
وہ لوگ جو کہے کہ رب ہمارا اللہ ہے پھر استقامت اختیار کئے نازل ہوتے ہین
اون پر فرشتے کہ خوف مت کرو اور خوش ہو تم ساتھ اوس جنت کے جس کے ساتھ
تم وعدہ کئے جاتے تھے شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کتاب بشری الکئیب بلقاء الحبیب
مین لکھتے ہین اخرج ابن ابی حاتم عن مجاھد فی الایۃ قال ان لا تخافوا۔

ولا تحزنوا وابشروا ای لا تخافوا ولا تحزنوا علی ما خلفتم من امر الدنیا من ولد واہل اودین فانا نستخلفکم فی ذلک کلہ روایت کئے ابن ابی حاتم نے مجاہد سے تفسیر مین آیت مذکور کے کہے مجاہد نے کہ مت خوف کرو تم اور مت غمگین ہو اور خوش ہو یعنی مت خوف کرو تم اوپر اوس چیز کے جو چھوڑی تم نے امر دنیا سے فرزند اور اہل اور قرض سے پس تحقیق کہ ہم تمہارے نائب ہوتے ہین ان سب مین۔ واخرج البیہقی عن مجاہد فی قولہ تعالیٰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الی آخرہ قال ذلک عند الموت روایت کئے بیہقی نے مجاہد سے بیچ تفسیر قول حق تعالی کے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کہے مجاہد نے کے یہہ خوشخبری مومن کو وقت موت کے ہوگی۔ انتہے جب مومنین کاملین جن سے حق تعالیٰ نے قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کے ساتھہ تعبیر کیا یعنی مومنین ایسے ہین کہ خدا کی توحید کا اقرار کئے پھر اوسکی کمالیت کو پہونچے جو وہ مرتبہ استقامت کا ہے اون لوگون کو دنیا مین خوش حالی قرب الہٰی کی بھی بعد وفات اور بوقت وفات بھی اون کے لئے بشارت رضا الہٰی کی ہوگی۔ پس خدا جیسا کہ دنیا مین اون سے راضی اور قریب تھا بعد وفات کے بھی اون سے راضی اور قریب ہے پس اسی مضمون کو حق تعالیٰ دوسری آیت مین جو ملحق اور متصل آیہ قالوا ربنا اللہ سے ہے ارشاد فرماتا ہے وہ یہہ آیت ہے نحن اولیاؤکم فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الآخرۃ یعنی ہم تمہارے دوست اور قریب ہین دنیا کی زندگی مین اور آخرت مین یعنی وہ لوگ جو کمالیت ایمان حاصل کئے اور مرتبہ استقامت کو پہونچے حق تعالیٰ اون کو خطاب فرماتا ہے کہ جیسے ہم تمہارے دوست اور قریب

دنیا مین ہین ویسا ہی آخرت مین بھی ہین مرت ہماری عنایت کے مانع نہین ہے پس
پس یہہ آیت جیسا کہ صاف وصریح مقصود پر دلالت کرتی ہے وہ ظاہر ہے انتہی دوسری
روایت کتاب بشری الکئیب کی نقل کرتا ہون اخرج ابن ابی حاتم عن زید ابن
اسلم قال یؤتی بالمومن عند الموت فیقال لاتخف مما انت قادم علیہ
فیذہب خوفہ ولاتحزن علی الدنیا واہلہا وابشر بالجنۃ فیذہب
خوفہ ولاتحزن علی الدنیا فیموت وقد اللہ عینہ ترجمہ روایت کئے
ابن ابی حاتم نے زید ابن اسلم سے کہا اونہون نے کہ لایا جاویگا مومن وقت موت
کے پس کہا جائیگا کہ مت خوف کر تو اوس حالت سے کہ جس حالت پر تو آنے والا
ہے یعنی موت سے پس اوس کا خوف جاتا رہیگا اور غمگین مت ہو دنیا اور اہل دنیا
پر اور خوش ہو ساتھہ جنت کے پس جاتا رہیگا اوسکا خوف اور غمگین نہو گا دنیا پر پس مریگا
وہ اوس حالت پر کہ خدا اوس کی آنکھین ٹھنڈی کیا ہوگا۔ واخرج ابن منبہ
عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اول ما
یبشر بہ المومن فی قبرہ ان یقال لہ ابشر برضا اللہ والجنۃ قدمت خیر
مقدم قد غفر اللہ لمن یشیعک الی قبرک وصدق من شہد لک واستجاب
لمن یستغفر لک۔ ترجمہ روایت کئے ابن منبہ نے سلمان سے کہا اونہون نے کہ فرمائے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق کہ پہلے وہ چیز کہ قبر مین جس چیز کے ساتھہ
مومن خوشخبری دیا جاویگا وہ یہہ ہے کہ مومن کو کہا جاویگا کہ تو ساتھہ خوشنودی حق تعالی
کے خوش ہو یعنی تو اس بات سے خوش ہو کہ اللہ تیرے سے خوش ہے اور جنت
سے خوش ہو تو اچھا آنا آیا حق تعالی اوسکو بخشدیا جو تجھکو قبر تک تیرے پہونچا دیا اور رندا

نے سچا کیا اوس کو جو تیرے اچھا ہونے کی گواہی دیا اور دعا قبول کیا اوس کی جو تیرے
لئے مغفرت چاہا۔ اخرج ابن ابی شیبة والحاکم وصححہ البیہقی فی شعب الایمان
وابن مندہ عن محمد القرظی قال اذا استیقنت نفس المومن عادہ ملک
الموت فقال السلام علیک یا ولی اللہ اللہ یقرئک السلام ثم قرء
هذه الایة الذین تتوفهم الملائکة طیبین یقولون سلام علیکم
ترجمہ۔ روایت کئے ابن ابی شیبہ نے اور حاکم اور صحیح کہے ہین اس حدیث کو بیہقی
نے شعب ایمان ہین اور روایت کئے ابن مندہ نے محمد قرظی سے کہا اونہون نے
کہ جس وقت مومن کو جانکنی ہوتی ہے تو ملک الموت اوس کی عیادت کرتے ہین۔
پس کہتے ہین کہ سلام ہے تجھ پر اے خدا کے دوست خدا نے تم کو سلام فرمایا ہے
پھر اس آیت کو تلاوت کئے جس کا یہ ترجمہ ہے وہ لوگ اوس کو ملائکہ خوش حالی سے وفات
دیتے ہین اور ملائکہ کہتے ہین کہ تم پر سلام ہے۔
اخرج ابن ابی حاتم عن الحسن انہ سئل عن قولہ تعالیٰ یا ایتها النفس المطمئنة
ارجعی الی ربک راضیة قال ان اللہ اذا اراد قبض روح عبدہ المومن
اطمأنت النفس الی اللہ تعالیٰ واطمان اللہ الیها۔ روایت کئے ابن ابی حاتم
نے حسن بصری سے تحقیق کہ وہ پوچھے گئے قول سے حق تعالیٰ کے۔ یا ایتها النفس
المطمئنة الی آخرہ اونہون نے فرمایا کہ جس وقت خدا ارادہ کرتا ہے کہ اپنے
بندہ مومن کی روح کو قبض کرے تو نفس اوس کا تسلی پاتا ہے خدا کے طرف اور خدا
اپنی رحمت کے ساتھہ اوس کے جانب متوجہ ہوتا ہے۔ وقال البیہقی فی المشیخة
البغدادیة سمعت اباسعید والحسن ابن علی الواعظ یقول سمعت

ابي يقول رائيت في بعض الكتب ان الله يظهر على كف ملك الموت بسم الله الرحمن الرحيم بخط من النور ثم يامر لاان يبسط كفيه في وقت وفاته فيريه تلك الكتابة فاذا راتها روح العارف طارت اليه في اسرع من طرفة العين - ترجمہ کہا بیہقی نے مشیخۃ البغدادیہ مین سنا مین نے ابو سعید اور حسن ابن علی واعظ سے کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے اپنے باپ سے سنا ہون کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے بعض کتابون مین دیکھا ہے کہ خدا اوپر کف دست ملک الموت کے خط نور سے بسم اللہ الرحمن الرحیم ظاہر کرے گا پھر ملک الموت کو خدا حکم کرے گا کہ وہ اپنے کف دست کہولدین عارف کے لئے بوقت وفات اوس کے پس دکہائین ملک الموت اوس کو عارف کی بتین بوقت وفات اون کے پس جبکہ روح عارف کی اوس کو دیکھ لے گی تو اوس خط نور کی طرف پلک مارنے سے بھی جلد پرواز کریگی۔ یہان تک روایات بشری الکئیب کے تمام ہو گئے - آیۃ - اخری ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما آتٰھم اللہ من فضلہ ترجمہ اور مت گمان کرو تم اون لوگون کو جو راہ خدا مین قتل ہوے مردہ بلکہ وہ زندہ ہین اپنے پروردگار کے پاس رزق دئے جاتے ہین اور خوش ہین وہ اس چیز کے ساتھ کہ خدا نے اپنے فضل سے اون کو دیا ہے حدیث مین جہاد کفار جہاد اصغر - اور جہاد نفس جہاد اکبر آیا ہے پس جب مجاہدین جہاد اصغر بعد مرنے کے زندہ ہون تو مجاہدین جہاد اکبر بعد موت کے کیون نہ زندہ ہون اسی مضمون کو شعر مین کہا گیا ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق - یہہ نصوص جو ذکر ہوے ان سے فقط یہی امر ثابت ہوا کہ حق تعالی کی عنایت خاص ان الہی پر جیسے کہ دنیا مین ہے ایسا ہی آخرت مین ہے اونکی

خوش حالی قرب الٰہی کے ساتھہ دنیا اور بھی آخرت مین بعد وفات اون کے برابر ہے
موت سے کچھہ اون کا مرتبہ کم نہین ہوا اب مین اون نصوص شرعی کو بیان کرتا ہون کہ جو
احسان الٰہی کی ترقی درجات پر بعد اون کی وفات کے دلالت کرتے ہین بسم اللہ الرحمن
الرحیم قولہ تعالیٰ وما عند اللہ خیر للابرار یعنی پاک لوگون کے لئے جو اعزاز اور
درجات خدا کے پاس بعد اون کی وفات کے ہین وہ بہتر ہے اون درجات اور اعزاز
سے جو اون کے لئے دنیا مین حاصل ہوے تھے شیخ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ
نے اپنے کتاب مسمی بشری الکئیب بلقاء الحبیب مین اس مضمون مین ایک فصل جداگانہ
مرتب کیے جس کا یہہ عنوان ہے ذکر فضل الموت وانہ خیر من الحیاۃ ۔ اب مین یہان
بعض اون روایات کو ذکر کرتا ہون جو شیخ نے اس فصل مین لکہا ہے ۔ اخرج المروزی
فی الجنائز عن الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال تخرج روح المؤمن فی
ریحانۃ ثم قرء فاما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنۃ نعیم روایت
کیا ہے مروزی نے جنائز مین حسن ابن علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا اونہون نے کہ روح
مومن کی نکلیگی سبزہ جنت مین پھر تلاوت فرمایا آیت کو جس کا ترجمہ یہہ ہے پس اگر ہو وہ
مقربان الٰہی سے پس خوشی اور سبزہ اور باغ نعمت والا ۔ واخرج ابن جریج وابن ابی
حاتم عن قتادۃ رضی اللہ عنہما فی قولہ فروح وریحان الروح والریحان
یلتقی بہما عند موت المومن ۔ ترجمہ روایت کیے ابن جریج اور ابن ابی حاتم قتادہ
سے رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیچ تفسیر قول حق تعالیٰ کے کہ روح اور ریحان وہ ہر دو مومن
کو موت کے وقت حاصل ہون گے ۔ واخرج ابن ابی الدنیا عن بکر بن عبید
اللہ قال اذا امر ملک الموت قبض روح المومن اتی بریحان من الجنۃ
فقیل لہ اقبض روحہ فیہ ۔ روایت کیے ابن ابی الدنیا نے بکر ابن عبید اللہ

سے اونہوں نے کہا کہ جسوقت ملک الموت کو حکم قبض روح مومن کے لئے ہوگا تو
ملک الموت جنت کے سبزہ کو پھیر اون کو کہا جائے گا کہ اوس مین روح مومن کو قبض
کرین اخرج ابن المبارک فی الزھد وابن ابی الدنیا فی ذکر الموت
والطبرانی فی معجمہ الکبیر والحاکم فی المستدرک عن عبد اللہ ابن عمر
رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحفۃ
المومن الموت ترجمہ روایت کئے ابن مبارک نے زہد مین اور ابن ابی الدنیا نے ذکر موت
مین اور طبرانی نے اپنے معجم کبیر مین اور حاکم نے مستدرک مین عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ
عنہما سے اونہوں نے کہے کہ فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحفہ مومن
کا موت ہے اخرج ابن المبارک عن عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما
قال الدنیا جنۃ الکافر وسجن المومن حین تخرج نفسہ کمثل رجل کان فی
سجن فاخرج منہ فجعل یتقلب ویتفسح فیہا ترجمہ روایت کئے ابن مبارک
نے عبد اللہ ابن عمر سے کہا اونہوں نے کہ دنیا جنت کافر کی ہے اور قید خانہ مومن
کا ہے سوائے اس کے نہین ہے کہ مثال مومن کی جب کہ اوس کی روح پرواز
کرے ایسی ہے کہ جیسا کوئی شخص قید خانہ مین تھا پھر اوس سے نکالی جاوے۔
پس وہ ادہر ادہر جانا اور سیر کرنا شروع کرتا ہے۔ اخرج ابن المبارک عن مالک
ابن معول قال بلغنی ان اول سرور یدخل علی المومن الموت لما
یری من کرامۃ اللہ تعالی وثوابہ ترجمہ روایت کئے ابن مبارک مالک ابن
معول سے کہا اونہوں نے کہ مجکو یہہ بات پہونچی ہے کہ پہلے خوشی جو مومن پر داخل
ہوتی ہے موت ہے بسبب اس وجہ کے کہ مومن خدا کا اعزاز اور ثواب دیکھتا ہے
اخرج احمد فی الزھد عن ابن مسعود قال لیس للمومن راحۃ دون

لقاء اللہ۔ روایت کئے احمد نے زہد میں ابن مسعود سے وہ کہے کہ نہیں ہے واسطے مومن کے راحت سوائے خدا سے ملاقات کے۔ اخرج عن حبان بن الاسود قال الموت خیر یوصل الحبیب الی الحبیب ترجمہ روایت کئے ابونعیم نے (کیونکہ انکے پہلے اون سے روایت ہے) حبان ابن الاسود سے کہا اونہوں نے کہ موت بہتر ہے پہونچاتی ہے دوست کو دوست کے طرف مشہور تو یوں ہے الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنی موت پل ہے کہ دوست کو طرف دوست کے پہونچاتی ہے پس اس روایت میں لفظ خیر کا یا بہ تصحیف ناسخ ہے یا آنکہ یہہ روایت دوسری ہے یہان تک روایات کتاب بشری الکیب کی ختم ہو گئی اب مین اس بیان کو ایک آیت کے ذکر پر ختم کرتا ہون وہ یہہ ہے۔ الذین آمنو وعملو الصالحات فی روضات الجنات لھم مایشاؤن عند ربھم ذلک ھو الفضل الکبیر ترجمہ تحقیق کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے باغہائے جنت مین ہون گے واسطے اون کے وہ چیز ہوگی جو وہ چاہین یہہ وہی بڑی فضیلت ہے خدا نے جو اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ جو مومنین کہ نیک کام کئے باغہائے بہشت میں ہون گے پس اس ارشاد سے پاکون کا مقام اور مستقر معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ بعد وفات کے کہان ہون گے پس اس سے معلوم ہو گیا کہ اعزاز الہی اور اوسکا فضل پاکون کے لئے بعد اون کے وفات کے کیا ہے پھر خدا دوسرا اعزاز اور اون کا مرتبہ جو خدا کے پاس ہے آئندہ بیان فرماتا ہے لھم مایشاؤن عند ربھم یعنی اون کے لئے اون کے پروردگار کے پاس وہ چیز ہے جو وہ چاہین پس یہ ارشاد الہی مطلق ہے اس میں کوئی قید نہیں ہے کہ جنت مین ہے جو وہ چاہیں گے اون کے لئے عطا ہوگا اگر ایسا ہوتا تو یون ارشاد ہوتا۔ لھم مایشاؤن فیھا عند

ربهم یعنی اون کے لئے وہ چیزیں ہیں جو وہ چاہیں خدا کے پاس جنت میں بدلا کہ
دوسری آیت میں ہے۔ لهم ما یشاؤن فیها ولدینا مزید یعنی اون کے لئے
وہ چیزیں ہیں جو وہ جنت میں چاہیں اور ہمارے نزدیک اون کے لئے زیادہ
ہیں اور ایک آیت میں ہے۔ ولکم فیها ما تشتهی انفسکم ولکم فیها ما
تدعون یعنی تمہارے لئے اے مومنین جنت میں وہ چیزیں ہیں جو تمہارا نفس خواہش
کرے اور تمہارے لئے جنت میں وہ چیزیں ہیں جو تم چاہو ان آیتوں میں سب
دلخواہ چیزیں خاص جنت میں عنایت ہونے کا ذکر اور قید ہے لیکن اس آیت
لهم ما یشاؤن عند ربهم کے یہاں خواہشات نفسانی کے عطا ہونے کی
تصریح ہے نہ خاص جنت میں عنایت ہونے کی قید ہے جس سے سیاق کلام الٰہی
اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ خدا نے ابتدا آیت میں پہلے ایک مرتبہ اون کا بیان
فرمایا کہ وہ بعد وفات یا نہائے بہشت میں رہیں گے پھر بعد اوس کے اون کا
دوسرا مرتبہ ارشاد کیا کہ وہ لوگ جو کچھ چاہیں گے پروردگار کے پاس اون کو ملیگا۔
خواہ وہ لوگ دنیا میں اس عالم میں رہنے کے وقت چاہیں یا بعد وفات کے اوس
عالم میں جو عالم برزخ ہے چاہیں یا قیامت میں یا جنت میں چاہیں اور خواہ وہ اپنے
لئے چاہیں یا دوسرون کے لئے خدا سے دعا اور شفاعت کریں کیونکہ یہاں آیت
میں اطلاق ہے کوئی قید نہین ہے اس عالم مین جو اون کی دعا حق تعالیٰ قبول فرماتا
ہے اوس کا ذکر بہت سے احادیث میں ہے چنانچہ ایک حدیث مین آیا ہے
کہ بعضے خدا کے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ کسی بات پر خدا کی قسم کہا دین تو حق تعالیٰ
اون کی قسم کو پوری کر دیتا ہے عالم برزخ میں بھی جو اون سے حاجت روائی خلائق
ہوتی ہے وہ بھی ظاہر ہے ایک بار حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

سے لوگوں نے جب یہ باتیں آپ کی سنیں تو آپ کے حضور میں حاضر ہو کر ... سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
آسمان کے جو منازل ہیں اون کا حال جب ایسا کئے تو پشت پر باتیں ہوئی ہیں
آپ کے تابعین جو اولیاء اللہ ہیں اون کا بھی ایسا ہی حال ہے شیخ محمد ابن یحییٰ
التادفی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ قلائد الجواہر میں لکھتے ہیں کہ جو کہ مشایخ فقراء اور
فقہاء اجماع کئے اور کتب مدونہ شامل ہوئے اس امر پر کہ اصحاب تصریف
ام سادات قادات اولیاء اللہ سے اون کی حیات اور اون کی قبروں میں بعد اونکی
وفات کے مثل تصرف احیاء کے ہے قیامت تک بسبب ایک خصوصیت
کے جو خدا کی طرف سے اون کے لئے عنایت ہوئی وہ حضرت غوث اعظم
رضی اللہ عنہ اور شیخ معروف کرخی اور شیخ عقیل منبجی اور شیخ حیاۃ ابن قیس الحرانی رضی اللہ
عنہم ہیں بعضے علماء نے اپنے بعضے مصنفات میں مقربان الہی کے انواع
تائید کو بیان فرماتے ہیں جو اون کے تائیدات اون کے متوسلین اور مستفیضین
کے حال پر اون کی قبور مطہرہ سے ہوتی ہے کہ شیخ الاسلام سید شہاب الدین
حسینی حموی حنفی نے کتاب نفحات القرب والاتصال میں ذکر العارف باللہ
تعالی الشیخ عبد الوہاب الشعرانی فی کتابہ الجواہر والدرر ان
بعض مشایخہ ذکر لہ ان اللہ تعالی یوکل بقبر الولی ملکا یقضی حوائج
الناس کما وقع للامام الشافعی والسیدۃ النفیسہ وسیدی احمد
البدوی رضی اللہ عنہم یعنی فی انقاذ الاسیر من ید من اسرہ من
بلاد الفرنج وتارۃ یخرج الولی من قبرہ بنفسہ ویقضی حوائج الناس
لان للاولیاء الانطلاق فی البرزخ والروح لارواحہم انتہی تحقیق قولہ

وقارة يخرج الولى من قبره الى أخر يوان الذى عليه المحققون من الصوفية ان
الامر فى عالم البرزخ والاخرة على خلاف عالم الدنيا يحصر الانسان
فى صورة واحدة يعنى فى عالم الدنيا المسمى بعالم الشهادة الا الاولياء
كما نقل عن قضيب البان الموصلى انه رئى فى صور مختلفة وسر ذلك
ان روحانيتهم غلبت جسمانيتهم فجاز ان يرى فى صور كثيرة وحمل عليه قوله
صلى الله عليه واله وسلم لابى بكر لما قال وهل يدخل احد من تلك
الابواب كلها قال نعم وارجوان تكون منهم وقالوا ان الروح اذا كانت
كلية كروح نبينا صلى الله عليه واله وسلم ربما تظهر فى صورة سبعين
الف صورة ذكر ذلك المحقق ابن ابى جمرة فاذا جاز للارواح الاولياء
عدم الانحصار فى صورة واحدة فى عالم الدنيا فترى فى صور مختلفة
لغلبة روحانيتهم جسمانيتهم فاحرى ان لا تنحصر ارواحهم فى صورة واحدة
فى عالم البرزخ الذى الروح فيه اغلب على الجسمانية وقالوا ايضا
الولى اذا تحقق فى الولاية يمكن من التصور فى صورة عديدة وتظهر
روحانية فى وقت واحد فى جهات متعددة فالصورة التى ظهرت لمن
راها حق والصورة التى راها اخر فى مكان أخر فى ذلك الوقت حق
ولا يلزم من ذلك وجود شخص واحد فى مكانين فى وقت واحدة لان
فيما هنا تعدد الصور الروحانية لا الجسمانية فاذا جاز للروح ان
ترى فى صور عديدة فى دار الدنيا لمن تحقق فى الولاية فاحرى ان
ترى فى صورة عديدة فى عالم البرزخ الذى الغلبة فيه للارواح

على الاجساد ويشهد لذلك ماثبت فى السنة وصح ان النبى صلى الله عليه
وآله وسلم رأى موسى قائما يصلى فى قبره ليلة الاسراء ورأه فى السماء
السادسة فى تلك الليلة وقد اثبت السادة الصوفية عالما متوسطا
بين الاجساد والارواح سموه عالم المثال وقالوا هو الطف من عالم
الاجساد واكثف من عالم الارواح وبنوا على ذلك تجسد الارواح
وظهورها فى صور مختلفة من عالم المثال وقد يستانس لذلك من
قوله تعالى فتمثل لها بشرا سويا فتكون الروح كروح جبريل عليه السلام متمثلا
فى صورة لشخص ولهذا الشبح المثالى فاذا اجاز تجسد الارواح فظهورها فى
صور مختلفة من العالم المثالى فى عالم الدنيا فى البرزخ اولى وعلى
هذا فالذى يخرج من القبر الشبح المثالى هذا تحقيق المقام۔ ترجمہ کہے
عارف باللہ تعالیٰ شیخ عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں جو الجواہر
والدرر ہے کہ بعض مشائخ نے اون کو کہے تحقیق حق تعالیٰ مقرر کرتا ہے ولی کی قبر
کے لیے ایک فرشتہ کہ وہ آدمیوں کی حاجت روائی کرتا ہے جیسا کہ واقع ہوا امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے اور سیدہ نفیسہ اور سیدی احمد بدوی کے لیے
رضی اللہ عنہم یعنی رہائی ہیں قیدی کے ہاتھ سے اوس شخص کے جو اسکو قید کیا تھا
فرنگی کے ملکوں سے اور کبھی نکلتے ہیں ولی اپنی قبر سے اپنی ذات سے اور لوگوں
کی حاجت روائی کرتے ہیں اس لئے کہ اولیاء اللہ کے لیے عالم برزخ میں قدرت
ہر جا حاضر ہونے کی ہے اور اون کی ارواح کے لیے سیر ہے یہاں تک شیخ
عبدالوہاب شعرانی کی عبارت تمام ہوئی تحقیق قول شیخ کی کہ ایک بار ولی اپنے

قبر سے ہیں الی آخرہ یہہ ہے کہ محققین حضرات صوفیہ کا یہہ مذہب ہے کہ امر عالم
برزخ اور آخرت کا خلاف عالم دنیا کے ہے انسان دنیا مین جسکو عالم شہادت کہتے
ہیں ایک ہی صورت میں حاضر ہوتا ہے مگر اولیا جیسا کہ قضیب البان کا حال منقول
ہے کہ آپ چند صورتوں مختلف میں دیکھے گئے اوس کا سر یہہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانیت
اون کی جسمانیت پر غالب ہے پس جائز ہے یہہ بات کہ وہ چند صورتوں مختلف
میں دیکھے جائیں اور محمول ہے اس امر پر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
واسطے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کہ جب حضرت صدیق اکبرؓ نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کیے کہ ایا کوئی شخص ایسا بھی ہے کہ
جنت کے سب دروازوں سے داخل ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے
کہ ہاں مجھے امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو اور کہے حضرات صوفیہؒ نے کہ
روح جب کہ کلی ہوش روح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بساوقت ظاہر
ہوتی ہے بیچ ستر ہزار صورتوں کے ذکر کیے اس کو محقق ابن ابی حمزہ نے پس جس وقت
کہ جائز ہوا واسطے ارواح اولیاء اللہ کے عدم انحصار صورۃ واحدہ میں عالم دنیا میں پس
دیکھے جاتے ہیں صورہائے مختلفہ میں بسبب اون کے غلبہ روحانیت کے
اون کی جسمانیت پر پس لائق تر ہے یہہ کہ نہ منحصر ہوں اون کی ارواح صورۃ واحدہ
میں عالم برزخ میں کہ اوس عالم مین روح کا غلبہ زیادہ تر ہے جسمانیت پر اور حضرات
صوفیہ نے یہہ بھی فرمائے ہین کہ ولی جب وقت مقام ولایت میں متحقق ہوں قادر ہوتے
ہیں بصور مختلفہ متصور ہونے پر اور اون کی روحانیت ظاہر ہوتی ہے
ایک وقت میں چند جہات مین پس وہ صورت جو ظاہر ہوئی اوس شخص کو جو اوس کو دیکھا

عجیب ہے اور وہ صورت جس کو دوسرے نے دوسری جاے دیکھا اوس وقت
میں وہ مثالی حق ہے اور نہیں لازم آتا ہے اس امر سے پایا جانا ایک شخص کا دو
جاے میں ایک وقت واحد میں اس لیئے کہ اس جاے متعدد ہونا صور روحانیہ
کا ہے نہ صور جسمانیہ کا پس جس وقت کہ جائز ہو روح کے لیئے کہ وہ دار دنیا
میں صورتہاے عدیدہ میں دیکہا جاے اوس شخص کے لیئے کہ مستحق مقام ولایت
ہیں ہوں پس لائق تر ہے یہہ بات کہ صورت روحانیہ اون کے عالم برزخ مین صورتہاے
عدیدہ مین دیکہی جاے کہ اوس عالم برزخ میں غلبہ ارواح کا اجسام پر ہے۔ اور
تقویت دیتی ہے اس کو وہ روایت جو حدیث سے ثابت ہے اور صحیح ہے کہ نبی
علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکہے شب معراج میں کہ وہ اپنی قبر میں نماز ادا
کرتے اور اوسی شب میں موسیٰ علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر دیکہے اور بہ تحقیق کہ
ثابت کیئے ہیں حضرات صوفیہ نے عالم کو جو بین بین ہے درمیان عالم اجساد اور عالم
ارواح کے جس کا نام اونہوں نے عالم مثال رکہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ
عالم مثال بہت لطیف ہے عالم اجساد سے اور بہت کثیف ہے عالم ارواح سے
اور بنا کیئے اس امر پر صاحب جسد ہونا ارواح کا اور ظاہر ہونا اوس کا صورتہاے مختلف
میں عالم مثال میں اور بہ تحقیق کہ انسب ملتی ہے یہہ بات کے لیئے قول سے خدا تعالیٰ
کے پس مثال بنی جبرئیل علیہ السلام کی مریم علیہا السلام کے لیئے آدمی مستوی
الخلق کی پس ہوگی روح مثل روح جبرئیل علیہ السلام کے مثلاً ایک وقت مین مدید واسطے
جسد جبرئیلیہ کے اور واسطے اس شبہ مثالی کے جو مریم علیہا السلام کو مشاہدہ ہوئی۔
پس جس وقت کہ جائز ہوا جسد دار ہونا ارواح کا اور ظاہر ہونا اوس کا مختلف صورتوں
میں عالم مثالی سے عالم دنیا میں پس عالم برزخ میں اولیٰ ہے اور اوپر ایسے امر کے

پس وہ جو قبر سے نکلتی ہے شبح مثالی ولی کی ہے یہہ تحقیق [illegible] انتہی مولف
عرض کرتا ہے کہ جب خدا کے طرف سے ولی کی قبر پر قضا حوائج کے لئے فرشتہ
مقرر ہو اور خدا نے ولی کو ایسی قدرت دیا کہ اپنی قبر سے بصورت مثالی نکل کے
حاجت روائی اونہوں کی کرتے ہوں پس بوقت ندا اون کو [illegible] خدا کے
جانب سے اطلاع ہو تو کیا کوئی عجب کی بات ہے اور اوس میں کیا محذور لازم آتا
ہے اور تعجب تر اس سے یہہ امر ہے کہ بعضے اہل فتوی [illegible] کہ ندا
یا شیخ اولیاء اللہ جائز ہے جس کا ذکر آگے ہوگا پس باوجود مسئلہ [illegible] ندا کے جائز
ہونے ندا کو بین کفر اور شرک کہتے ہیں معلوم نہیں پس ندا جس کا جواز احادیث اور اعمال صحابہ
اور اقوال اور احوال اولیاء اللہ سے ثابت ہے اوس کا انکار دو فرق کے ساتھ
مشابہت پیدا کرتا ہے اول فرقہ معتزلہ جو متمسک باذیال فلاسفہ ہیں اونکا اصول
مذہب یہہ ہے کہ جو امر کہ باحادیث صحیحہ ثابت کیوں نہ ہو مگر اون کی عقل جزوی
فلسفی میں نہ آوے تو اوس سے انکار کر جاتے ہیں اور ان احادیث کی توجیہ ما لا یرضی
بہ القائل کر جاتے ہین اسی وجہہ سے وہ لوگ رویت الہی بروز قیامت بچشم سر اور
عذاب قبر اور حشر اجساد اور کرامات اولیاء اللہ اور کئی امور جو باحادیث صحیحہ بعضے
بنص قرانی بھی ثابت ہیں اون سے انکار کرتے ہین اور نصوص شرعیہ کے مقابلہ
مین دلیل اپنی عقل جزئی کی پیش کرتے ہیں جس کو فقہا کے اصطلاح میں معارضہ
بالنص کہتے ہیں جو یہہ باجماع علماء دین باطل ہے مثلا رویت الہی بروز حشر بچشم سر
جو باحادیث صحیحہ ثابت ہے اوس کے مقابلہ مین اپنی عقل جزئی سے یہہ دلیل پیش
کرتے ہیں کہ انسان جس چیز کو دیکھتا ہے تو انسان کے دیکھنے کے لئے چند شروط
ہیں اول تو یہہ کہ وہ جسم دار اور رنگ دار ہونا چاہیے کیونکہ جس چیز کو جسم نہو جیسا کہ

تو اون کو معلوم ہوا ہے اور وہ بے سوچے سمجھے بے دہڑک کہدیتے ہیں کہ یہہ تو
شرک ہے یہہ تو کفر ہے اور کچھ بھی خیال نہیں کرتے کہ یہہ کیوں شرک ہوا ہے کیوں
کفر ہوا اور بلا وجہہ کیوں کسی کو کافر کہدینا کسی کو کیوں مشرک بنانا اوس میں کیا ضرر ہے
اوس کا کیا وبال ہے اگر کوئی شخص اون سے گفتگو کرے اور کہے کہ اس میں
کیا بات کفر اور شرک کی ہے اس کا قائل کیوں کافر ہوا ہے جہہ بلا سبب کسی کو کافر
کہتے ہیں اوس کا وبال خود قائل پر عود کرتا ہے تو وہ یہہ کہہ دیتے ہیں کہ اجی عصابے
لوگ نرمی سے نہیں مانتے اس واسطے ہم اون سے سختی سے پیش آتے ہیں
یعنی اگرچہ یہہ کفر نہیں ہے مگر ہم اطلاق شرک اور کفر کا اس لئے کرتے ہیں کہ
لوگ مان لیں۔

بہ نرمی گر تا بہ تپ راضی شود۔ اور کچھ بھی نہیں سمجھتے کہ لوگوں کو نرمی اور گرمی
سے سمجھانے کی کیا ضرورت ہے یہہ فعل یا قول کوئی منع نہیں ہے اور اوس کی
اصل احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اس میں فضائل انبیاء علیہم السلام یا اولیاء
اللہ ہیں حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص مستحق لعنت نہیں اگر اوس کو لعنت کیجاوے
تو وہ لعنت کرنے والے پر عود کرتی ہے پس جب یہہ لوگ بغیر وجہہ کے
دوسروں کو لعنت کرتے تو وہ خود مبتلا لعنت ہوے اور مرگئے پس دوسروں کو
وہ کیا مارینگے پس اون کو جیسے فضائل انبیا علیہم السلام اور اولیاء اللہ سے چڑھ ہے
اگر کوئی اون کے روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم رؤف اور رحیم
کے یاد کرے تو وہ جھٹ کہدینگے کہ رؤف اور رحیم تو اسماء الٰہی سے ہے
دوسرے پر اس کا اطلاق کفر ہے یا شرک اس کا خیال نہیں کہ جس کے یہہ اسماء
ہیں اوسی نے اپنے ان اسماء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا

ایسے ہی اگر مسئلہ اولیاء اللہ کے روبرو پیش ہو جائے تو یہی کہہ دینگے کہ
اس میں غیر حق کو حاضر ناظر جاننا ہے جو عین شرک اور کفر ہے اور اس سے انبیاء
کہ جنکی برکت سے ہم کو کفر و اسلام میں تمیز حاصل ہوا خود انہیں کا یہ حکم ہے اور
اوس کی توجیہ صحیح بھی موجود ہے کہ جس سے شرک لازم آتا اور نہ کفر پس یہ شرک
اور کفر کیوں ہوا اور اگر یہ شرک اور کفر ہوتا تو جو لوگ اپنی عمر کو سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم کی صحبت میں بسر کئے ہیں وہ اس شرک اور کفر کے کام کیوں کرتے
اور اجماع اس کے جواز پر کیوں منعقد ہوا اور اولیاء اللہ کے اقوال اوسکے جواز
پر کیوں ناطق ہوتے اور اس کام سے خلائق کو فائدہ کیوں حاصل ہوتا اولیاء اللہ
کے اقوال اور احوال سے انکار کرتے ہیں جو دیار ہمارے اقطاع سے تعجب ہے پس انبیاء
علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی خدمت میں گستاخ رہیں تو قوم وہابیہ نہیں ہیں۔ بلکہ
اولیاء اللہ کی خدمت میں اپنے عقیدت ظاہر کرتے ہیں تو وہ لوگ خاص اس
مسئلہ میں سالک فرقہ معتزلہ اور نجدیہ ہیں۔ اب میں اس مقام پر فتوی
شیخ ابن حجر مکی کا نقل کرتا ہوں جس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اولیاء اللہ کے اقوال
اور احوال کے انکار سے کیا ضرر پیدا ہوتا ہے پس اس سے انکار حدیث کا
بھی قیاس کیا جاوے کہ کیا ضرر ہوگا۔ کسی نے شیخ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ سے
پوچھا کہ کیا جواب دیا جاوے ان الفاظ سے کہ جو شطحیات اولیاء اللہ سے
واقع ہوئے مثل قول بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے سبحانی ما فی الجنۃ غیر اللہ
اور قول منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے انا الحق اور مثل اوس کے جو اون سے
کلمات اور اشارات پوشیدہ نہیں ہیں جن کا ظاہر نکتہ چینی ہے اور باطن ان کا حق

سے قول بایزید بسطامی اور قول منصور علیہ الرحمہ کے توضیح اور توجیہ نہایت عمدگی اور سا
سے فرماتے ہین کہ جس سے فرق شرع شریف بالکل نہین ہوتا۔ پس اب خیال کیا جائے
کہ جب اقوال اولیاء اللہ وہ بھی جو بطریق شطحیات کے ہون کہ بظاہر خلاف شرع شریف
معلوم ہوتے ہین اوس کا انکار بھی کرنا باعث ہلاکت ہونا بمصداق حدیث کے شیخ
ابن حجر فرماتے ہین تو سلطان الاولیا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد جو بسند
صحیح برواۃ ثقاۃ ہم تک پہونچا ہے کہ آپ نے فرمائے ہین جو میرے نام سے مجھکو
پکارے اوس کی مصیبت دور ہوجائے گی اور یہ بتجربات متواترہ کثیرہ یہہ امر مفید بھی
ثابت ہوا۔ اور یہہ آپکا ارشاد خلاف شرع شریف نہین ہے۔ پس آپ کے ارشاد کا انکار
کیون نہ باعث ہلاکت ہوگا لیکن یہہ ارشاد آپ کا بسند صحیح برواۃ ثقاۃ کے ہم تک
پہونچنا وہ ظاہر ہے کہ یہہ روایت بہجۃ الاسرار کی ہے اور صاحب بہجۃ اسرار نے
اس روایت کو برواۃ ثقاۃ حسب شرائط علمار حدیث حضرت غوث الاعظم رضی اللہ
عنہ تک پہونچائے ہین لیکن یہہ آپ کا ارشاد بہ تجربات متواترہ کثیرہ مفید ثابت
ہونا وہ بھی ظاہر ہے کہ آپ کے احوال شریف مین بہت سی کتابین تصنیف ہین سب
مین آپ کے کرامات درج ہین اور آپ کے کرامات مین آپ کی مدد بوقت آپکے
اسم سے پکارنے والے پر ہونا بیان ہے علاوہ اوس کے انہون کا تجربہ ہے اگر
کوئی چاہے بشرط رسوخ عقیدت ہر شخص اس کا تجربہ فی الحال بھی کرسکتا ہے۔ اور دو
روایات بہجۃ الاسرار کے جو باسانید متصلہ برواۃ ثقاۃ کہ جس کی روایت کے اسناد مین
اولیاء اللہ بھی ہین۔ بیان بھی ہوگئے کہ بوقت ندا باسم مبارک آپ کے کیسی مصیبتین حاجت
مندون کی دور ہوگئے لیکن یہہ ارشاد آپ کا خلاف شرع ہونا بلکہ موافق شرع شریف
ہونا اس لئے ہے کہ حضرت کا جو ارشاد ہے کہ جو شخص میرے اسم پاک کے ساتھ

ندا کرے اوس کی بہت دور ہو جاتے تو یہ امر بہی ہے۔ اپ یہہ قدرت دی
اپ کو ندا کرنے والے کے حال سے اطلاع ہونا پس یہہ بہی کشف غیب ہے
جس کے جواز پر علماء متقنین متفق ہین کہ کشف غیب اولیاء اللہ کو ہوتا ہے۔ اور اس
باب مین فتوی شیخ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کا بہی نقل کیا گیا جب بروایت صحیحہ ثابت ہے کہ
بغیر ندا اور بغیر توجہ کے بہی حال حاجت مند کا اولیاء اللہ کو منکشف ہوتا ہے اور یہ
اوس کی تائید فرماتے ہین پس بوقت توجہ اور ندا کے اگر اولیاء اللہ کو معلوم ہو جاوے تو
کیا عجب ہے اور کیا بات تعجب کی ہے۔ دوسرا امر یہہ کہ آپ کے اس ارشاد سے
مستفاد ہے کہ جب آپ کو حال حاجت مند کا بوقت ندا کے معلوم ہوتا ہے تو آپ
اوس کی تائید بدعا یا تصرف جو کرامۃً آپ کو عطا ہوا ہے۔ فرماتے ہین یہہ بہی کوئی امر
خلاف شرع شریف نہین ہے۔ کیونکہ آپ قدم بقدم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے ہین جیسا ذات مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عالم کے لئے رحمت
ہے آپ کی ذات بہی عالم کے لئے رحمت ہے۔ پس جب کوئی کسی مصیبت مین گرفتار
ہوا اور آپ طرف متوجہ ہو کیون آپ اوسکی تائید بدعا یا بہ تصرف جو کرامۃً آپ کو عطا ہوا
ہے نہ فرمائین۔ اوس پر بشرح و بسط اس امر کو بیان کیا گیا کہ
انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی ذات نفع خلائق کے لئے ہے۔ پہر وہ کیون نہ
بوقت مصیبت کے حاجت روائی حاجت مندون کے طرف متوجہ ہون گے۔
خصوصاً ہمارے خداوند غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ذات پاک کو اولیاء اللہ مین حاجت
روائی خلائق مین خدا نے زیادہ تر خصوصیت عنایت فرمایا ہے۔ حضرت کا ارشاد
بہجۃ الاسرار مین باسانید متصلہ بروات ثقات مروی ہے کہ آپ ارشاد فرماتے ہین کہ
مین ہمیشہ خلق سے کنارہ کشی کرتا اور میرا یہہ خیال رہا کہ تم مجہکو نہ دیکہین اور مین تم کو نہ دیکہون

مگر خدا کی مرضی ایسی نہین ہوئی۔ بلکہ خدا نے تمہارے منافع کو میرے ساتھہ متعلق اور مربوط کر دیا۔ لہذا مجھ کو تم میں بمجبوری رہنا پڑا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا وجعلنا عندہ تعالیٰ فی الدارین آمین۔ اب ثابت ہو گیا کہ آپ کا یہہ ارشاد کہ جو کوئی میرے نام سے پکارے مین اوسکی مدد کرونگا۔ سراسر موافق شریعت ہے۔ پس جبکہ انکار شطحیات اولیاء اللہ جو بظاہر خلاف شرع شریف معلوم ہوتے ہین۔ بقول شیخ ابن حجر بمصداق حدیث باعث ہلاکی ہے تو انکار ارشاد سلطان الاولیاء کا جو برواۃ ثقاۃ باسانید صحیحہ ہم تک پہونچا ہے۔ اور سراسر موافق شریعت ہے کیون نہ باعث ہلاکت اور سم قاتل ہوا ہی وجہہ سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد جو باسانید متصلہ اور برواۃ ثقاۃ بہجۃ الاسرار مین مذکور ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمائے کہ میرے کلام کا جھٹلانا تمہارے حق مین زہر ایک ساعت مین ہلاک کرنے والا ہے۔ تمہارے دین کے لئے اور سبب ہے واسطے لیجانے تمہارے دنیا اور آخرتکے اوس روایت کو شیخ محمد بن عبد اللطیف ابن ابی طاہر احمد ابن ہبتہ اللہ ترمسی بغدادی حنبلی صوفی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد مین سنہ پانسو اکہتر مین حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کیئے ہین کذا فی بہجۃ الاسرار اب مین ایک حال شیخ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کا بیان کرتا ہون جو شیخ نے اپنا حال آپ لکھے ہین وہ فتاوائے حدیثیہ مین موجود ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اولیاء اللہ کے اقوال اور احوال کے انکار کرنے مین کیا ضرر ہے اور اون سے عقیدت رکھنے مین اور اون کے احوال اور اقوال کو قبول کرنے مین کیا نفع ہے۔ وہ یہہ ہے کہ شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ہم اس طرح تعلیم نعض عارفین کے گود مین پرورش پایا۔ اگرچہ کہ ظاہر شرع شریف

سے اولی جس دن پر اعتراض نہین رکہتا تھا۔ اون کا کلام میرے دل مین ایسا بیٹھ گیا کہ وہ کلام میرے قلب مین اوس وقت آیا جو میرا دل شکوک اور وسواس سے بہت خالی تھا پس اون کا کلام دل مین بیٹھ گیا پھر جب مین علوم ظاہر پڑہنا شروع کیا اور میرا سن اوس وقت قریب چودہ سال کے تھا پس مین نے کتاب مختصر ابی شجاع کو میرے استاد ابی عبداللہ کے پاس پڑہا اون کا نام شیخ محمد جوینی ہے جامع ازہر مصر مین وہ امام وقت تھے علوم ظاہر مین اور صاحب برکت اور عابد تھے مین نے ایک مدت اون کی خدمت مین رہا اون کے مزاج مین تیزی تھی پس ایک روز اون کی مجلس مین کلام ذکر قطب اور نجبا وغیرہ تک پہونچا جس کا بیان اوپر گذرا پس شیخ محمد جوینی نے اوس کا انکار جلدی سے اور بہت شدت کے ساتھہ کئے اور کہے کہ یہہ تمام باتین ہین جسکی کوئی حقیقت نہین ہے اور نہ کوئی اسباب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے۔ اگرچہ مین سب حاضرین مجلس سے چھوٹا تھا اُن کو کہا کہ معاذ اللہ یہہ سچ ہے اور حق ہے کہ جس مین کوئی شبہ نہین ہے کیونکہ اولیا اللہ نے اس بات کی خبر دئیے ہین جو کذب اون کے اطراف نہین پھٹکتا اور اون لوگون مین جو اس بات کی خبر دے امام یافعی ہین اور وہ شخص جامع علوم ظاہر اور باطن ہین۔ پس شیخ محمد جوینی کا انکار اور بھی زیادہ ہوا اور مجکو بہت کچھہ سخت اور سست کہہ گئے۔ پس مجکو سواے سکوت کے گزر نہین ہوا پس مین چپ رہ گیا اور مین نے اپنے دل مین ٹھان لیا کہ مجکو کوئی مدد اس امر مین نہ دے گا سواے ہمارے شیخ کے جو شیخ اسلام اور مسلمین کے اور امام فقہا اور عارفین ابو یحیٰی زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ ہین۔ اور میری یہہ عادت تھی کہ مین شیخ محمد جوینی

لو ہر جا سے پیچا یا کرتا تھا اس لئے کہ وہ نابینا تھے اور شیخ جوینی شیخ زکریا انصاری
کے پاس جایا کرتے پس ایک وقت میں اور شیخ محمد جوینی شیخ الاسلام شیخ زکریا انصاری
کے طرف جا رہے تھے پھر جبکہ ہم گئے اون کے مکان کے قریب پہونچے اوس
وقت میں نے شیخ محمد جوینی سے کہا کہ اگر مسئلہ قطب وغیرہ کا شیخ الاسلام کے روبرو
ذکر کیا جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے تا کہ ہم دیکھیں کہ اون کا علم اس بارہ میں کیا ہے
پھر جبکہ ہم نے شیخ الاسلام کے پاس پہونچے پس شیخ الاسلام زکریا علیہ الرحمہ نے
شیخ محمد جوینی کے طرف متوجہ ہوے اور اون کی بہت کچھ تعظیم تکریم کئے اور بہت
بار دعا اون سے چاہے پھر مجکو بھی شیخ الاسلام نے بہت سی دعائیں دی۔ اون کی
دعاؤن سے یہہ بھی تھی کہ اللهم فقهني في الدين اور اکثر بار شیخ الاسلام مجکو یہی دعا دیا کرتے
تھے یعنے اللهم فقهني في الدين پھر جبکہ کلام شیخ کا تمام ہوا اور شیخ محمد جوینی سے پلٹنے کا ارادہ
کئے میں نے شیخ الاسلام کو کہا کہ یا سیدی قطب اور اوتاد اور نجبا اور ابدال وغیرہ
جن کو صوفیہ نے ذکر کئے ہین کیا وہ حقیقت مین موجود ہین شیخ الاسلام نے فرمائے
ہان موجود ہین قسم ہے خدا کی اے میرے فرزند پھر مین نے شیخ الاسلام کو کہا کہ
یہہ شیخ محمد جوینی اس سے انکار کرتے ہین اور جو شخص ایسا کہے اوس پر سخت رد
کرتے ہین پس شیخ الاسلام نے فرماے کیا ایسا ہی ہے یا شیخ محمد اور اس قول کی
تکرار کئے یہان تک کہ شیخ محمد جوینی نے شیخ الاسلام کو کہے کہ یا مولانا شیخ الاسلام
مین نے اوس کے ساتھہ ایمان لایا اور حضرات صوفیہ کے قول کی تصدیق کیا۔
اور انکار سے توبہ کیا۔ پس شیخ الاسلام نے فرماے کہ میرا بھی گمان ہے تمہارے
ساتھہ اے شیخ محمد پھر ہم اوٹھ کھڑے ہوے اور مجھ پر شیخ محمد جوینی خفا نہیں ہوے

بوجہ اوس کے جو مجھ سے صادر ہوا شیخ الاسلام علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ قبل اوس
واقعہ کے ایک دوسرا حال مجھ پر گذرا ہے جو بعض اساتذہ کے ساتھ اوس وقت میری
عمر قریب اٹھارہ سال کے تھی وہ یہ ہے کہ استاد شیخ الاسلام شمس الدین دلجی ہین اونکے
تصنیفات علوم شرعیہ اور عقلیہ میں مشہور ہین اور اوس قدر خدا نے اون کو عنایت
فرمایا کہ کوئی اہل زمانہ اون کا مقابل نہین تھا۔ ایک روز ہم اون کے پاس شرح
تلخیص سعد الدین تفتازانی کی پڑھ رہے تھے۔ پس اوس مجلس مین ذکر عارف باللہ
شیخ عمر ابن فارض کا آیا پس شیخ شمس الدین دلجی نے جھٹ پٹ کہہ دیئے کہ قاتلہ اللہ کیا
کفریات کہے ہین اون کا حال کیا اون کا کلام حلول اور اتحاد کا ہے جو باطل ہے
لیکن اون کا شعر وہ اعلیٰ درجہ کا ہے۔ پس مین نے شمس الدین دلجی کو سب حاضرین مجلس
مین سے کہا کہ حاشا اللہ شیخ عمر ابن فارض سے کبھی کلمات کفر اور حلول اتحاد سرزد نہین
ہوے پس شیخ شمس الدین دلجی مجھکو اور اونکو سخت سست کہے مین نے بھی جواب مین
سخت کہا اور شیخ شمس الدین دلجی کو عارضہ ضیق النفس کا تھا اور مجھے معلوم تھا کہ وہ بسبب
اس عارضہ کے اون کو شب و روز زمین کو اپنا پہلو لگانے کی قدرت نہین تھی پس
مین نے اون کو کہا کہ اے شیخ مین ذمہ دار ہون اس امر کا کہ اگر آپ انکار شیخ عمر بن
الفارض اور ابن عربی اور اون کے تابعین سے رجوع کر جائین تو اس مرض سخت
سے آپ کو شفا حاصل ہوگی۔ اونہون نے کہے کہ یہہ قول تمہارا صحیح نہین ہے مین نے
اون کو کہا کہ میرا قول تھوڑی مدت مان لو اگر اس مدت مین تمہارا مرض جاتا رہے تو
فبہا اگر نہین تو تم جانو اور تمہارا مذہب۔ پس شیخ شمس الدین دلجی نے کہے کہ ممکن ہے کہ
ہم تجربہ کر لیوین پھر اونہون نے ظاہر کئے کہ مین اپنے مذہب سے رجوع اور توبہ

پس اون کا حال درست ہو گیا اور مرض اون کی تھیک ہو گئی ایک مدت
مدید تک اونکا ایسا ہی حال رہا اور مین اون کو اس مدت مین کہتا تھا کہ یا سیدی
میری ذمہ داری صحیح ہو گئی یعنی جو مین اس امر کا ذمہ دار ہوا تھا کہ اگر تم اپنے مذہب سے
توبہ کرو گے تو تم صحیح ہو جاؤ گے پس یہہ میری بات صحیح ہو گئی پس یہہ میری بات کو سنکر
ہنستے اور یہہ امر اون کو تعجب معلوم ہوتا اور اس مدت مین مین نے اولیاء اللہ
کے حق مین سواے خیر کے اور کوئی بات اون سے نہین سنا بعد مدت مدیدہ کے پھر
اونہون نے اپنی مذہب سابقہ کیطرف عود کئے پھر اون کا مرض پہلے سے بھی زیادہ
شدت کیا جس سے اون پر تکلیف گذرنے لگی پس وہ اس مرض کی مصیبت کا مزہ
چکہانے لگے اور شدت مرض اون کو قریب بیس سال کے رہی یہان تک کہ وہ
اپنے اسی حال پر انتقال کئے انتہی پس یہہ روایت جو ہم کو فقط ایک واسطہ سے
پہونچی وہ واسطہ بھی کیسا ائمہ علماء متقین سے مثل شیخ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کے
کہ وہ اپنا گذرا ہوا حال ایک اپنے فتوی مین لکھدے جو اون کا فتوی مجکو پہونچا
پس اس کیفیت کے صدق اور حقیقت مین کوئی تامل نہین ہے پس اس سے دو فائدہ
حاصل کرنا چاہیئے۔ ایک تو یہہ کہ شیخ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کے حال سے ہم کو ہدایت
حاصل کرنا چاہیئے۔ اور اون کی اقتداء کرنا چاہیئے کہ وہ کیسے علماء ربانیین سے
ہین اور کیسی اون کو حسن عقیدت اور محبت خاصان الہی سے تھی اور وہ اپنے
عقیدت اور محبت خاصان خدا مین کیسے راسخ اور مضبوط تھے کہ کیسا ہی درجہ کا
عالم ظاہر کیون نہ ہو۔ اگرچہ وہ اون کا استاد ہوا وس کی زبان سے جب
خلاف عقیدت اولیاء اللہ کے کوئی بات نکل آئی تو برسر مقابلہ ہو جاتے
اور علم ظاہری کا اون کے کچھہ خیال نکرتے۔ لایخافون فی اللہ

لوبسہ لاپنمر انہین علماء باللہ کی شان مین ہے شیخ محمد جوینی کا حال کس قدر عبرت خیز ہے
کہ باوجود اس قدر اون کے علم و فضل اور مشغولی عبادت کے حسن عقیدت اولیاء اللہ
کی اون کو نصیب نہین تھی بالآخر شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے اثر سے اون کو آپ
سوء عقیدت سے توبہ نصیب ہوئی اس مین شیخ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ جو شیخ محمد جوینی کے شاگرد
تھے واسطہ ہوے مگر شیخ شمس الدین دلجی کا حال بہت کچھ محل عبرت ہے کہ وہ باوجود
جامع ہونے علوم معقول اور منقول کے اور صاحب تصانیف مستند ہونے کے
اون کو بعض اولیاء اللہ کی خدمت مین باعتبار اون کے بعض اقوال کے انکار تھا
جب حسب ہدایت اون کے شاگرد شیخ ابن حجر مکی علیہ الرحمہ کے وہ اپنے اس انکار
سے توبہ کیے اوس کا فائدہ فی الحال اون کو معلوم ہو گیا اور ایک مدت مدید تک
وہ اپنے اس حسن عقیدت کا فائدہ اوٹھاتے رہے باین ہمہ پھر وہ اپنے خیال سابق
کی طرف رجوع کر گئے۔ طرفہ ماجرا یہہ ہے کہ باوجودیکہ وہ حسن عقیدت کا فائدہ مدت
مدید تک اوٹھائے اور سوء عقیدت کا ضرر و نقصان تے فی البدیہ دیکھ لیئے مگر
محل سشد انہو بوجہہ سوء عقیدت کے عائد حال ہوا بیس سال تک کئے
اور بظاہر اون کا خاتمہ اسی حال پر ہوا باطن کا حال خدا کو معلوم حدیث مین آیا ہے
کل میسر لما خلق لہ یعنی ہر شخص آسان کیا جاتا ہے اوس عمل پر جس کے لئے وہ پیدا
کیا گیا ہے۔ دوسری حدیث ہے۔ انما الاعمال بالخواتیم۔ یعنے اعتبار اعمال کا خاتمہ پر ہے
حق تعالی ہمارا اور امت محمدیہ کا خاتمہ اولیاء اللہ کے حسن عقیدت اور اون کی محبت
مین کرے۔ جو لوگ کہ اولیاء اللہ کے جناب مین پورے بے ادب ہین۔ جیسا
سابق کے مذہب والے معتزلہ اور حال کے مذہب والے وہابیہ نجدیہ اون کو
پورا حصہ اس شقاوت کا ملا ہے اگر وہ اپنے خیال مین اولیاء اللہ سے حسن عقیدت

ادن سے محبت کا اظہار کرتے ہیں مگر جتنے اقوال اون سے ایسے سرزد ہوتے
جن سے بعض احوال اور کرامات اولیاء اللہ کا انکار لازم آتا ہے جیسا انکار ندا جو
رت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمائے ہین کہ جو میرے نام کیساتھ ندا کرے
ں کی مصیبت دور ہو جائیگی یا جو کوئی اور اولیا سے اس قسم کا ارشاد سرزد ہوا ہے
ن یہ لوگ بھی کسی قدر متمسک دامن اون لوگون کے ہیں جن کو اس بات میں پورا حصہ
ہے الحمد للہ خدا نے بہتر فرقہ ضالّہ سے نجات دیا اور فرقۂ ناجیہ اہل سنّت وجماعت
کیا شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر جو فتاوی حدیثیہ مین درج ہے فرمائے
کہ معتزلہ سے اولیاء اللہ کے کرامات کے انکار کا کوئی عجب نہیں ہے کیونکہ
ں سے اس سے بھی بدتر کلام و انکار احادیث متواتر المعنی واقع ہوا جو آنحضرت
اللہ علیہ وسلم سے روایت کئے گئے ہیں مثل سوال منکر نکیر اور عذاب قبر اور حوض اور
ان اعمال وغیر ذلک جو اون کا بڑا کذب و افترا ہے اونھوں نے یہہ مذہب
مسلک اپنے عقول فاسدہ کی تقلید سے اختیار کئے اور اپنے عقول فاسدہ کو حکم
ور اوس کی آیات اور اوس کے اسماء اور صفات اور افعال پر حکم بنائے ہیں یعنے
حدیث اون کی عقول فاسدہ سقیمہ کے موافق ہو اوس کو قبول اور جو حدیث اونکے
دل فاسدہ کے موافق نہ ہو اوس کو رد کرتے ہین اور ان کو خوف نہیں ہے کہ
مسلک سے تکذیب احادیث اور قرآن اور اجماع کی لازم آتی ہے جس سے کلمہ کفر کا
ن پر ثابت ہوتا ہے اور عجب ہے کہ اپنا نام اہل سنت رکھے ہیں اور وہ گمان
لئے ہیں کہ ہم اون لوگوں سے ہیں جن پر حق تعالی نے اہل سنّت ہونے کا احسان
ہے اور باوجود اوس کے انکار کرامات اولیاء اللہ میں مبالغہ کرتے ہیں حالانکہ کلمہ

مرتدی کا اون پر ثابت ہو لیا یہاں تک کہ اون کو اہل بوار کیسا ٹھہرا دیا اور اون سے
ایک نوع وبال اور خسارہ ثابت ہو گیا اون کے کئی اقسام ہیں بعض اون میں وہ ہیں کہ مشائخ
صوفیہ اور اون کے تابعین پر انکار سے پیش آتے ہیں اور بعض اون سے وہ ہیں کہ بالاجمال
اون سے اعتقاد رکھتے اور یہ کہتے ہیں کہ مشائخ صوفیہ اچھے لوگ ہیں اور اون کے لئے
کرامات ہیں مگر جب کسی ایک متعین صوفیہ سے ذکر کیا جائے یعنی کہا جائے کہ فلان شخص
صوفیہ سے ہیں یا اوس کی کوئی کرامت دیکھے تو وہ اس سے انکار کرتا ہے۔ اون کے
خیال میں شیطان ڈالدیا ہے کہ صوفیہ مر گئے اب جو باقی رہے ہیں وہ دھوکہ دینے
والے ہیں وہ بھی حرمان اور عناد کے ایک مقام میں ہیں انتہی پس شیخ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے
جو لوگ نام اپنا اہل سنت رکھکر کرامات اولیاء اللہ کا انکار کرتے ہیں اون کے دو فریق بیان
کئے فریق اول وہ ہیں کہ جو مطلقاً حضرات صوفیہ سے انکار رکھتے ہیں فریق ثانی وہ ہیں کہ
حضرات صوفیہ سے اجمالاً اعتقاد رکھتے ہیں اور اون کی کرامات کے بھی قائل ہیں مگر جب کسی
صوفی کو خاص یا کسی کرامت خاص کو دیکھین تو اوس سے انکار کر جاتے ہیں پس مسئلہ ندا سے
جو لوگ انکار رکھتے ہیں وہ بھی فرقہ ثانیہ کی ایک شاخ ہے۔ کیونکہ گو وہ حضرات صوفیہ
اور اون کی کرامات کے بالاجمال اور ہر ہر صوفی معین کے اور ہر ہر اون کی کرامت کے
بتفصیل قائل ہیں مگر اس حد تک جس مین ندا باسماء اولیاء اللہ اور حاجت روائی حاجتمندان
مذکور نہ ہو پس منکرین ندا بھی ایک نوع کے منکر کرامات معینہ ہوے جن کے لئے شیخ ابن حجر
مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نوع کا وبال اور خسار بیان فرمائے ہیں پس جب منکرین اقوال
اور کرامات اولیاء اللہ کا حسب ارشاد حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اور فتوی شیخ ابن حجر
مکی علیہ الرحمہ یہ حال ہوا اور شمس الدین دلجی انکار اقوال اولیاء اللہ سے مبتلا آفات ہوئے

تو منکرین حدیث کا اسی پر قیاس کیا جائے اب ہم کو اپنے پروردگار کا شکر ادا
کرنا ضرور ہے کہ ہم کو خدا نے کیسے نبی کریم کی امت مرحومہ میں پیدا کیا جو سید المرسلین ہیں
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رحمۃ للعالمین آپکا وجود فائز الجود مخلوق کے لئے سراسر رحمت
ہے آپ کی توجہ مبارک ہمیشہ صلاح و فلاح امت مرحومہ کی طرف مصروف ہے
پس یہ کیا بڑا احسان حق تعالیٰ کا ہے جو حق تعالیٰ نے ہم کو ایسے نبی رؤف رحیم کی امت
میں پیدا کیا جو حق تعالیٰ نے خود اپنا احسان و منت ہم پر آیۂ لقد من اللہ میں بیان
فرمایا آپ ہدایت اور خیر خواہی امت میں کیسے حریص ہیں جس کا بیان حق تعالیٰ نے آیۂ
لقد جاءکم میں فرمایا خیال کرنے کا مقام ہے کہ جب حق تعالیٰ آپ کی ذات مبارک کو تمام
عالم کے لئے رحمت فرمایا اور آپ کے لئے ارشاد الٰہی ہوا کہ آپ کی ذات پاک امت کی صلاح
و فلاح کے لئے حریص ہے پس ہمارا متوجہ ہونا آپ کی ذات رحمت آیات کے طرف کس قدر
سبب حصول فوائد دارین اور باعث استفادہ سعادت کونین ہے آپ کی ذات کے وسیلہ
سے بندہ واصل حق ہوتا ہے آپ ہی کے وسیلہ سے بندوں کے گناہان معاف کئے جاتے
ہیں آپ ہی کے ذات کے وسیلہ سے مصائب اور مشکلات دارین دفع ہوتے ہیں الحاصل
جو کچھ ہم کو نعمات دنیوی یا اخروی ملتے ہیں وہ سب بوسیلہ اور طفیل آپ کے ہیں اس لئے
حق تعالیٰ نے ہم کو کس خوبی اور کس حسن سے آپ کی ذات مبارک کی طرف توجہ کی
ترغیب فرمایا اور ارشاد الٰہی ہوا کہ۔ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین
آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ یعنی حق تعالیٰ پہلے اپنی توجہ اور بعد اس کے فرشتوں کی
توجہ آپ کی ذات ستودہ صفات کے طرف بیان فرمایا پھر مومنین کو حکم ہوا کہ تم بھی حضرت کی ذات
کی طرف متوجہ ہو یعنی خدا نے ہم کو ترغیب توجہ جانب ذات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس طور سے کیا کہ جب ہم اپنے حبیب کی طرف متوجہ ہیں اور ہمارے خاص بندے جو فر
ہیں وہ بھی آپ کی طرف متوجہ ہیں تو اب اے مومنین تم کو بھی ضرور ہے کہ ہمارے
حبیب کی طرف متوجہ ہو جاؤ پس اب ہم کو زیادہ سعی و توجہ کرنی چاہیئے جو دارین میں انز
مقصد و باعث انجاح مرام ہو اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو متخلق باخلاق الٰہی ہیں مطابق
ارشاد الٰہی ہم کو ہر امور میں اپنے طرف توجہ کی کس حُسن و خوبی سے تربیت فرمائے ہیں کہ ہر شخص
ذکی متوسط غبی کے ذہن میں آجائے جسطرح حضرت نے حکم فرمائے بوقت ختم عبادت
صلوٰۃ کہ وہ معراج المومنین ہے میرے طرف متوجہ ہو یعنی میرے نام کے ساتھ
ندا کرو اور مجھ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرو تاکہ ہماری نماز جو ہم نے اپنے حسب حوصلہ ادا کئے
ہیں جس میں نہ پورا خشوع و خضوع ہے نہ پورا اخلاص بلکہ قرأت ذکر لسانی بھی اگر پوری
زبان سے ادا ہو جائے اور رکوع سجود اگر حسب شرع پورا ادا اور طہارت پوری
حاصل اور جامہ و جگہ پاک ہو تو بھی غنیمت ہے ہماری عقل اور فہم ناقص ہمارا اخلاص
و خشوع و خضوع ناقص، سب کام ناقص لیکن امید ہے کہ ہماری ناقص عبادت
حضرت کی طرف متوجہ ہونے اور حضرت پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنے سے ندا اپنے محض
فضل و کرم سے قبول فرمائے اور حضرت کے وسیلہ سے حضرت کی شفاعت سے حضرت
کی توجہ سے یہہ ناقص نماز ہماری معراج المومنین ہو جائے پس جب کہ ہیں نماز میں جو
عبادت فریضہ اور معراج المومنین ہے حضرت کی طرف متوجہ ہونے اور حضرت کے
اسم مبارک کے ساتھ ندا اور حضرت پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنے اور حضرت کو وسیلہ
بنانے کا حکم ہوا تو عالی طبیعت ذوالفہم سلیم الطبع سمجھ لے سکتے ہیں - کہ ادنیٰ
امور میں جو مراد دنیوی ہیں آپ کو وسیلہ گردانا آپ کی طرف متوجہ ہونا آپ کے
اسم مبارک کیساتھ ندا کرنا آپ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنا کیوں کر مفید نہ ہوگا بلکہ بطریق

ادلی ہوگا یہ امر چونکہ خاص نماز ہی کے لئے نہیں بلکہ سب کاموں کے لئے ہے۔
لہذا صلوٰۃ الحاجت کی تعلیم ہوئی جس سے متوسط درجہ کے فہم کا آدمی بھی جان
لے سکتا ہے کہ حضرت کے طرف متوجہ ہونا حضرت کے اسم مبارک کے ساتھ ندا
کرنا حضرت کو اپنا وسیلہ خدا کے پاس کرنا مخصوص امور اخروی کے ہی ساتھ نہیں ہے
بلکہ انجاح مرام اخروی اور دنیوی ہر دو کے لئے کافی اور وافی ہے اولیاء اللہ آپکے
نائبین اور آپ کے فیض یافتہ النائب کالمنیب اس لئے آدمی سمجھ سکتا ہے کہ جیسا حضرت کا
وسیلہ حضرت کے اسم مبارک کے ساتھ ندا کرنا انجاح مرام اخروی اور دنیوی کیلئے
کافی ہے۔ ایسا ہی حال اولیاء اللہ کا ہے کہ اُن کے طرف متوجہ ہونا اون کو اپنی
حاجت کے وقت پکارنا اونکو اپنے انجاح مرام کا وسیلہ خدا کے پاس کرنا باعث فوز مقاصد
دارین ہے مگر شاید کوئی سمجھ لے کہ توسل اور توجہ اور ندا خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے لئے ہے اس لئے حکم ہوا کہ تم بوقت حاجت میری امت کے مردان خدا سے بھی
مدد چاہا کرو اگرچہ وہ تم کو نہ دیکھیں پھر دریائے رحمت رحمۃ للعالمین موج زن ہوا
اور ذہن اقدس میں جو خزینہ اسرار الٰہی ہے یہ امر آیا کہ جو لوگ امت مرحومہ سے ایسے
ہیں کہ اون کا قلب تعلقات دنیویہ سے پاک نہیں ہوا ابھی اُن کے حجابات بشریہ مرتفع
نہیں ہوئے ابھی اون کو راہ و رسم عالم قدس کا پیدا نہیں ہوا اون کو یہ امر منکشف
نہیں ہے کہ واصلان حق کا کیا حال ہوتا ہے جن لوگوں سے حجابات بشریہ دور ہو جاتے
ہیں اور اون پر تجلیات اسماء وصفات الٰہی وارد ہوتے ہیں تو ان پر کیا کیفیت پیدا ہوتی
ہے اور اون کا اثر مخلوق پر کیا ظاہر ہوتا ہے اگر اون کے ذہن میں آجائے
کہ خاصان الٰہی مثل ہمارے دیکھتے ہیں کہ وہ بھی بشر ہم بھی بشر
ہیں وہ بندے خدا کے ہم بھی بندے خدا کے ہیں ہم کو تو مسافت

لی سے اگر کچھ دور ہیں ندا کیا جاوے تو ہمارے سماعت اون
سننے سے قاصر رہتی ہے اگر ہم کو ندا کرنیوالونکا حال بھی کسی ذرائع سے معلوم ہوجائے تو
ہم کو اون کے پاس پہونچنے کو بہت تکلیف چاہیئے اور اسباب ظاہری کی ضرورت ہے
اگر ہم اون کے پاس پہونچ بھی جائیں تو بقدر طاقت بشری و آلۂ ظاہری ممکن ہے
مگر اکثر وقت اکثر امور میں ہم اون کی اعانت سے عاجز رہینگے پس خاصان خدا کو دور سے
ندا کرنے کے فوائد ہمارے کچھ ذہن میں نہیں آتے۔ حدیث التحیات میں جو ندا کرنے کا
حکم ہوا وہ خاص نماز ہی کے لئے ہے جو وہ حسب حکم خدا تھا اور حاجت میں جو تعلیم ندا
ہوئی وہ بھی حضرت کے وقت پر منحصر تھی اور حسب الحکم الٰہی تھی علی ہذا جو مردان خدا نظر
نہیں آتے۔ اون سے اعانت کا جو حکم ہوا وہ بھی اوسی وقت میں منحصر تھا۔ پس
اسوقت میں تو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف فرما اس عالم میں نہیں ہیں پس ہمارے
عقل میں نہیں آتا کہ ہم بوقت حاجت آپ کے اسم مبارک کیساتھ کیون ندا کریں اور اولیا اللہ
غائبین کے بھی اسم کے ساتھ ندا کرنا ہماری عقل سے بعید ہے ہر وقت ہر شخص
کے احوال کا جاننے والا سوا خدا کے کوئی نہیں ہے وغیرہ وغیرہ جو بعض لوگون کا خیال
فی زمانا ہے وہ سب حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مکشوف اور آپ پر ظاہر ہوگیا۔
پس حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اون لوگون کی ہدایت اور فوائد دینی اور دنیوی کے
لئے یہ حدیث نہ اپنی طرف سے بلکہ خدا کے طرف سے روایت فرمائے تاکہ لوگون کو
کسی طور سے شک و شبہ اور ریب باقی نہ رہے کہ جس میں راز مخفی کی توضیح ہے اور اس معنی
کے تصریح ہے کہ عام لوگوں کو خاص لوگوں سے کس وجہ سے تمیز ہے اور اس حکمت
کی تلویح ہے کہ اون سے دوروں کو کس وجہ سے مدد پہونچ سکتی ہے اور اونکی حاجت غیاب

اور بعد مسافت میں لیوں ندا کرنے کا حکم ہوا جب وہ حقیقت و کیفیت معلوم ہوچکی ہی نہ
ماہین خدا اور خاصان خدا کے کیا معاملہ ہے خدا کی عنایت اوس کے خاص لوگون پر کیسی
ہے خدا سے اون کو کیا مرتبہ ملتا ہے خدا سے اون کو کیا عزت حاصل ہوتی ہے خدا کا ادن سے
کیا راز و نیاز ہے جس کے باعث سے دوروں کا حال اون پر منکشف ہوتا ہے۔ کہ وہ
دوردنکی استعانت و دستگیری کرتے ہیں بعد سب حقیقت معلوم ہونے کے اور کوئی شک
و شبہ خاص لوگوں سے استمداد کے بارہ میں خواہ وہ دور ہوں یا نزدیک حاضر ہون یا
غائب باقی نہ رہے گا اور بلا شک اور بلا شبہ بلا تامل وہ اس فوز عظیم سے محروم نہ رہیں گے
وہ حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں جسکو
محدثین کے اصطلاح میں حدیث قدسی کہتے ہیں کہ خدائے جل شانہٗ فرماتا ہے۔ من
عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشئی احب الی مما افترضت علیہ
مایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ و
بصرہ الذی یبصر بہ ویدہ الذی یبطش بہا و رجلہ الذی یمشی بہا وان سالنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ
ترجمہ جو شخص کہ میرے ولی سے دشمنی رکھا پس میں نے اوس کو آگاہ کیا جنگ کے ساتھ
یعنی وہ میرے ساتھ جنگ کرے۔ اور نہیں نزدیک ہوا میری طرف میرا بندہ کسی چیز
کیساتھ جو میرے طرف دوست زیادہ ہو اوس چیز سے جو میں نے اوس پر فرض کیا اور ہمیشہ
ہے میرا بندہ جو میرے طرف نوافل کیساتھ نزدیکی طلب کرتا ہے یہان تک کہ میں اوس کو
دوست رکھتا ہون۔ پس جب میں نے اوس کو دوست رکھا پس میں اوس کی سماعت
ہو جاتا ہون جس کے ساتھ۔ وہ سنتا ہے اور اوس کی بصارت ہو جاتا ہون۔ جس سے کہ
دیکھتا ہے اور اوس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جسکے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اوسکا پیر ہو جاتا ہون

جس سے ساتھ وہ چلتا ہے میرے سے جو طلب کرے میں اوسکو دیتا ہون - اور جو پناہ چاہے تو مین اوسکو پناہ دیتا ہون انتہی اس حدیث کو امام بخاری ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب ذکر اللہ میں ہے - علماء شریعت جو ابھی مرتبہ کشف و شہود کو نہیں پہونچے اون کو اس امر کے معلوم کرنے اور اوس کے بیان میں بہت دشواریاں واقع ہوئے کہ خدا بندہ کی سماعت اور بصارت وغیرہ کسطرح ہو جاتا ہے بعض اون سے یہ اوس کی توجیہہ کرتے ہیں کہ خدا اون کے حواس و آلات کو وسائل اپنی خوشنودی کا کرتا ہے - پس نہیں سنتا ہے وہ بندہ مگر اس چیز کو جس کو خدا دوست رکھتا ہے اور نہیں دیکھتا ہے مگر اوس چیز کو جس کو خدا دوست رکھتا ہے اور خدا اس امر مین اُن کا مددگار اور حافظ ہوتا ہے کہ اون کی سماعت اور بصارت اور ہاتھ پیر کو جس عمل سے کہ وہ راضی نہیں - بچاتا ہے بعضون نے کہے ہیں کہ خدا فرماتا ہے کہ اوس کی سماعت اور بصارت اور ہاتھ اور پیر وغیرہ جو اوس کے قضاء حوائج کے لئے مقرر ہیں اوس سے جلد ترین اوسکی قضاء حوائج کرتا ہون انتہی یہ توجیہات اس وجہ سے ہیں کہ شہود اس کیفیت کا کہ خدا انسان کی سماعت اور بصارت ہو جانے کے کیا معنی وہی لوگ سمجھتے ہیں جن پر یہ بات ظاہر ہو گئی ہے اور اوس کی چاشنی سے واقف ہیں با این ہمہ یہ لوگ اعتقادِ کشف غیب مقربان الہی کرتے ہیں اور کہتے ہین جس چیز کے دیکھنے سے ہمارے بصارت قاصر ہے خاصان الہی اس چیز کو دیکھ لیتے ہین جس چیز کے سننے سے ہماری سماعت قاصر ہے خاصان حق اوس چیز کو سن لیتے ہیں مگر اس سننے اور اس دیکھنے کی کیفیت اونہیں لوگون کو معلوم ہے جو اس طور کا سننا وہ لوگ سنتے ہیں اور اس طور کا دیکھنا وہ دیکھتے ہیں جن علماء پر یہ کیفیت گذری ہے

وہ اس حدیث کے یہہ معنی فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد حق تعالی کا دلالت کرتا ہے اس
بات پر کہ بندے کا قرب اپنے پروردگار سے ادائے فرائض کے ساتھ اتم اور اکمل ہے
اوس قرب سے جو بادائے نوافل ہے کیونکہ بندہ کو علیحدگی اپنے اختیار سے
امتثال الہی میں زیادہ سخت ہے ادائی فرائض میں اس لیے کہ نوافل کا ہدیہ بندہ اپنے
پروردگار کے جانب باختیار خود بھیجتا ہے۔ ازراہ تبرع کے ہے۔ حاصل ہوتا ہے
اول میں فناءِ ذات اور ثانی میں فناء صفات ایسا ہی لکھا انتھی یہہ خلاصہ مضمون
مرقاۃ اور لمعات اور طیبی کا ہے جو شرح مشکوۃ کے ہیں پس یہ اخیر تفسیر والے بیان
کئے کہ خدا کا ارشاد کہ میں بندہ کی سماعت اور بصارت ہوجاتا ہوں۔ یہ معنی ہیں کہ
بندہ پر خدا کی تجلیات صفاتی غالب ہوتے جاتے ہیں اور بندہ پر جب تجلی کسی صفت
الہیہ کی ہوتی ہے تو اوس صفت کو ساری عالم میں دیکھتا ہے۔ ایسا ہی پیچھے
بعد دیگرے تجلیات صفات الہیہ بندہ پر ہوتے جاتے ہیں جیسا کہ شیخ عبدالکریم جیلی علیہ الرحمۃ
اپنی کتاب انسان کامل میں تحریر فرماتے ہیں۔ فمنهم من تجلی الحق له بالصفة الحياتية
فكان هذا العبد حياة العالم يا جمعه يرى سريان حياته في الموجودات جميعها اجمعها اور
پس بعض سالکین اولیاء اللہ پر حق تعالی اپنی صفت حیاتیہ کے ساتھ تجلی ہوتا ہے
پس یہ بندہ جمیع عالم کا حیات ہوجاتا ہے اپنی حیات کو جمیع موجودات میں ساری
دیکھتا ہے۔ جسم میں اوس عالم کے اور روح میں اوس کے انتھی۔ ف یہ بندہ
جو اپنی حیات کو جمیع عالم میں ساری دیکھتا ہے تو حقیقت میں حیات جو صفت الہیہ ہے
اوس کو جمیع عالم میں ساری دیکھتا ہے کیونکہ تجلی صفت حیات الہیہ کے ساتھ اوس کی
حیات جو صفت بشری ہے فنا ہوگئی۔ اور باقی رہگئی حیات جو صفت الہیہ ہے

شیخ عبدالکریم علیہ الرحمۃ نے شرح باب تجلیہ فاتیہ میں اس امر کی تصریح فرمادیے ہیں کہ
حق تعالیٰ جب ارادہ فرماتا ہے کہ کسی بندہ پر اپنے اسم یا صفت کی تجلی فرمادے تو
اوس بندہ کی ہستی کو فنا کر دیتا ہے اور اپنی صفت کی تجلی جو وہ ایک لطیفہ الٰہی ہے اوس کے قائم مقام کرتا ہے
کیونکہ یہ تجلیات صفات الٰہیہ جو بندہ پر ہوتے ہیں خدا کی رحمت اور نعمت ہیں اگر خدا بندہ کی ہستی کو فنا کردے
اور اوس کے عیوض اپنی صفت لطیفۂ الٰہیہ کو قائم مقام نہ کرے تو فنائے ہستی بندہ رحمت
اور نعمت کے بجائے نقمت ہوگی پھر شیخ علیہ الرحمۃ ایک چند فقروں کے فرماتے ہیں۔ وکنت فی
هذا التجلی مدة من الزمان الی ان نقلتنی ید العناية عن هذا التجلی الی غيره و لا غیره
اور رہتا میں اس تجلی میں ایک مدت تک زمانہ سے یہاں تک کہ مجھکو دست عنایت خدا نے
اس تجلی سے اوس کی دوسری تجلی میں نقل کیا اور کوئی دوسرا نہیں بلکہ سب اوسی کے تجلیات
ہیں انتہی۔ ف اس صفت کی تجلی میں جب بندہ واصل الی الذات ہو جاتا ہے تو
تصرف احیاء اموات کا انبیاء علیہم السلام سے معجزتاً اور اولیاء اللہ سے کرامتاً ظاہر
ہوتا ہے حقیقت میں احیاء اموات تجلی صفت الٰہیہ ہے اوس کی نسبت بندہ کی طرف
محض اوس کی عزت و شرف کی وجہ کی جاتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نسبت
احیاء اموات کی جو صفت خاص حق تعالیٰ کی ہے۔ اپنے طرف کئے اور کہے کہ واحیی
باذن اللہ یعنے میں مردوں کو زندہ کرتا ہوں ساتھ تجلی صفت احیاء کے جو خدا نے مجھ
پہ فرمایا ہے پھر شیخ علیہ الرحمۃ دوسری صفت الٰہیہ کی تجلی کا حال بیان فرماتے ہیں۔
ومنهم من تجلی الله علیه بالصفة العلمية و ذلك لما تجلی علیه بالصفة
الحياتية السارية فی جمیع الموجودات ذاق هذا العبد بقوة احدية
تلك الحياة جميع ما هي عليه الممكنات فحينئذٍ تجلت الذات عليه

بالصفة العلمية فعلم العالم باجمعها على ما هي عليه من تفاريعها
من المبدء الى المعاد وعلم كل شئ كيف كان وكيف هو كائن وكيف
يكون وعلم مايكن ولم لا يكون و لو كان مالم يكن كيف كان
ترجمہ بعض اون اہل تجلیات سے وہ ہیں کہ حق تعالیٰ اون پر تجلی صفت علمیہ کے سا
تا ہے اور یہ اس واسطے کہ حق تعالیٰ بندہ پر صفت حیاتہ کے ساتھ تجلی ہوا جو جمیع
وجودات میں ساری ہے تو وہ بندہ بعلم ذوقی جان لیتا ہے۔ ساتھ قوت احدیت
وس صفت حیاۃ کے جمیع اوس حالت کو جس حالت پر ممکنات ہیں پس اس حال میں متجلی
وتا ہے۔ خدا اوس بندہ کی ذات پر صفت علمیہ کیساتھ پس جان لیتا ہے۔ بندہ
ام عوالم کو اوس حالت پر جو وہ ممکنات ہیں اون کے تفاریع سے مبدا سے معاد تک
ور جان لیتا ہے۔ بندہ ہر شئی کو کہ کیسی ہوی اور کیسی ہونیوالی ہے اور کیسی ہوگی اور
ان لیتا ہے۔ بندہ اوس چیز کو جو نہیں ہوئی اور جو نہیں ہوئی۔ کیوں نہیں ہوئی
ر ہوتی جو چیز نہیں ہوئی تو کیوں ہوتی یکون کل ذلك علما اصليا حكميا كشفيا ذوقيا من ذاته
ريانه في المعلومات علما اصليا تفصيلا كليا جزئيا مفصلا في اجماله لكن في غيب الغيب والله
جمہ ہوتا ہے۔ یہ علم اصلی حکمی یعنی یہ علم کسی آلات اور اسباب سے بالعوارض
ں بندہ کو حاصل نہیں ہوتا بلکہ اول اوس علم کا مبدا فیاض سے ہے اور یہ علم
کا حکمی ہے یہ معنی ہیں کہ یہ علم اس کا یقینی ہے۔ کہ اوس پر کوئی شک پیدا کر سکنے
کے قابل نہیں ہے اور یہ علم اوسکا ذوقی کشفی ہے اوس کے یہ معنی ہیں کہ یہ علم
اوس کو حاصل ہوا بہ تجلی صفت علمیہ الہی ہوا کہ یہ امر متعلق بہ ذوق ہے بیان سے
ب سمجھ میں نہیں آسکتا اور کشفی ہے یہ معنی کے بہ تجلی صفت علمیہ الہی حالات موجودات کے

اس پر منکشف ہوئے اور یہ کشف اور ذوق بباعث تجلی صفت الٰہیہ کے اوس کی ذات
سے پیدا ہوا اسکا علم اجمالی تفصیلی ہے یعنے اوسکے علم اجمالی میں علم تفصیلی بھی موجود
کا حاصل ہے اوس کا علم کلی جزئی ہے یہ معنی کے علم کلی میں اوس کو جزئیات کا بھی علم
حاصل ہے - اوس کے علم اجمالی میں اوسکو علم تفصیلی بھی حاصل ہے مگر ان مراتب کا
علم اوس بندہ اہل تجلی کو مرتبہ غیب الغیب اور مرتبہ لدنی یعنے بطون میں حاصل ہوتا ہے
یعنے وہ بندہ اہل تجلی کو جو یہ تجلی صفت علمیہ الٰہیہ کے حالات و موجودات کے معلوم ہوئے
وہ منحصر مرتبہ غیب الغیب میں ہی ہے مرتبہ شہادت یعنے اس عالم میں اسکا کوئی اثر
باقی نہیں رہتا اور یہ حال عبد صفاتی کا ہے - جو ابھی واصل الی الذات نہیں ہوا جیسا کہ
شیخ علیہ الرحمۃ نے ایک فقرہ کے بعد بیان فرمائے ہیں بباعث شدت تعلق کے
اس مقام پر بیان کیا گیا والصفاتی لیس لہ من العلم الا وقوع علیہ فی غیب الغیب یعنے جو بندہ کہ
جس پر صفات الٰہیہ کی تجلیات ہو رہی ہے ابھی وہ مرتبہ ذات تک نہیں پہونچا ہے
وہ علم جو مرتبہ غیب الغیب میں یہ تجلی صفت علمیہ الٰہیہ اوسپر مکشوف ہوا مرتبہ غیب الغیب
میں ہے وہ حالت تجلی صفت علمیہ الٰہیہ کی اسیر رہتی ہے مگر اس عالم شہادت میں
وہ تجلی باقی نہیں رہتی والذاتی من التفصیل من غیب الغیب الی الشہادۃ الشہادۃ جو بندہ ذاتی ہے
یعنے جو بندہ کے تجلیات صفاتیہ سے عروج کر کے تجلی ذات تک پہونچگیا ہے وہ
اس علم تفصیلی کو جو اوس کو مرتبہ غیب الغیب میں بہ اجمال حاصل ہوا تھا مرتبہ
غیب الغیب سے لئے ہوئے مرتبہ شہادت الشہادۃ میں اوترتا ہے - انتھی شیخ
علیہ الرحمۃ نے اس عالم کو مرتبہ شہادت الشہادہ کیساتھ تعبیر کئے حالانکہ اس عالم کو
فقط عالم شہادت کہتے ہیں نہ شہادۃ الشہادہ اوس کی وجہ یہ ہے کے بہ نسبت

[illegible] مرتبہ غیب کے یہ عالم عالم شہادت ہے شیخ نے [illegible]
فرمائے تو باعتبار غیب الغیب کے یہ مرتبۂ شہادت الشہادۃ ہوا پھر شیخ اس امر کو
بیان فرماتے ہیں کہ وہ علم جو بندۂ واصل لی الذات کو بہ تجلی صفت علمیہ الٰہیہ کے
حاصل ہوا تھا اور اوس کی تفصیل کو بندۂ ذاتی جو مرتبۂ شہادۃ الشہادۃ میں لاتا ہے
جس کا ذکر شیخ نے فرما چکے اوس سے یہ امر تشنہ رہگیا کہ یہ تفصیل بندے کو کون سے
مرتبہ میں حاصل ہوتی ہے کیا یہ تفصیل اوس کو مرتبۂ شہادت الشہادہ میں حاصل ہوتی ہے
یا مرتبۂ غیب میں یا مرتبۂ غیب الغیب میں؟ اوس کی تصریح شیخ قول آئندہ میں بیان
فرماتے ہیں ویشہد تفصیل اجمالہ فی الغیب ویعلم اجمالہ فی غیب الغیب یعنے جو بندۂ
واصل لی الذات بہ تجلی صفات علمیہ الٰہیہ ہوتی ہے پس جو علم کہ اوسکو مرتبۂ غیب الغیب
میں حاصل ہوتا ہے وہ علم اجمالی ہوتا ہے پھر جب کہ اوس بندے کو مرتبۂ غیب الغیب
سے تنزل مرتبۂ غیب کے طرف ہوتا ہے پس وہ علم اجمالی جو اوسکو جو بہ تجلی صفت
علمیہ الٰہیہ کے مرتبۂ غیب الغیب میں اجمالاً حاصل ہوا تھا اوسکی تفصیل اوس بندۂ
ذاتی کو مرتبۂ غیب میں حاصل ہوتی ہے اور وہی علم تفصیلی کو مرتبۂ غیب سے مرتبۂ
شہادت الشہادۃ میں لاتا ہے۔ انتھی اسی تجلی صفت علمیہ الٰہیہ کے حالت میں مقربان
الٰہی کو کشف غیب ہوتا ہے اشیاء مغیبات کا حال ان کو معلوم ہوتا ہے مقربان
الٰہی سے جس کا عروج تجلی ذات تک ہوگیا ہے وہ لوگ اوس مغیبات میں سے
جسقدر ہماری نسبت مناسب معلوم ہو بعض مغیبات کی خبر دیتے ہیں سلطان العارفین
سید الواصلین افضل الانبیاء والمرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کو
تجلیات ذاتیہ وصفاتیۂ الٰہیہ کا فیضان بلا واسطہ حق تعالیٰ کے جانب سے استقلالاً

[illegible] آپ کا سہیم اور شریک نہیں ہے نہ فرشتہ مقرب نہ
نبی مرسل آپ کے ہی وسیلہ سے اولیاء امت مرحومہ واصل الی الذات ہوئے
آپ کے فیضان سے اولیاء امت مرحومہ مرتبۂ تجلیات ذاتیہ وصفاتیۂ الہیہ فائز ہوئے
اور مخاطب بخطاب کنتم خیر امة اور ملقب بہ لقب علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
ہوئے جن احادیث سے اس تجلی صفت علمیہ کے طرف اشارہ ہے اور آنحضرت صلعم
اپنے امت مرحومہ کو بقدر اون کی ضرورت کے بعض مغیبات سے اطلاع دے ہے۔
اور جو یہ تجلی صفت علمیہ الہیہ کے آپ پر مکشوف ہوئے اون میں سے چند احادیث
یہاں ۔ ذکر کرتا ہوں ۔ حدیث اول ۔ عن حذیفة رضی الله عنه قال قام فینا رسول
الله صلی الله علیه و اله وسلم مقاماً ما ترك شيئاً يكون فی مقامه ذلك الی
قيام الساعة الاحدث به فحفظه من حفظه ونسيه من نسيه قد علمه اصحابی هولاء وانه
ليكون منه الشیء قد نسيته فاراه فاذكره كما يذكر الرجل وجه الرجل اذا غاب عنه ثم اذا راه عرفه متفق عليه
ترجمہ مروی ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اونہوں نے کہا کہ خطبہ فرمائے یعنی
یعنے وعظ فرمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ہمارے مجلس میں کھڑے ہوکر
ایک مقام میں حضرت نے وعظ میں جو کوئی بات قیامت تک ہونیوالی تھی نہیں چھوڑی
جس نے اوسکو یاد رکھا جو یاد رکھا اور جس نے بھولا سو بھولا پس وہ حادثہ بھولا ہوا
جو میں دیکھتا ہوں مجھکو یاد آجاتا ہے جو حضرت نے ارشاد فرمائے تھے جیسا کہ کوئی شخص
ایک شخص کو دیکھکر بھول جاتا ہے ۔ پھر جب اوسکو دیکھتا ہے وہ یاد آجاتا ہے اور پہچان
لیتا ہے ۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کئے دوسری حدیث وعن عمر
ابن اخطب الانصاری قال صلی بنا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یوما الفجر وصعد المنبر فخطب

حتی حضرت الظهر نزل ثم صعد المنبر فخطب حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبر بما ھو کائن الی یوم القیامۃ فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ

مروی ہے عمرو بن اخطب انصاری سے رضی اللہ عنہ کہا اونہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم کو اپنی امامت سے نماز صبح پڑھائی پھر منبر شریف پر برآمد ہو کر وعظ فرمائے یہان تک کہ ظہر کا وقت آیا پھر حضرت نے منبر شریف سے اترے اور نماز ظہر ادا فرمائے پھر منبر شریف پر برآمد ہوئے اور ہم پر خطبہ پڑہے یعنی وعظ فرمائے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہوا پھر منبر شریف سے اوترے اور نماز عصر ادا فرمائے پھر منبر شریف پر برآمد ہوئے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا پس حضرت نے جو باتین قیامت تک ہونیوالی ہیں سب بیان فرمائے پس ہم میں زیادہ علم رکہنے والا وہ شخص ہے جو اون باتوں کو سب سے زیادہ یاد رکہا اس حدیث کو مسلم نے روایت کئے یہ دو حدیث مشکوٰۃ سے منقول ہیں انتہی۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا میں لکھا ہے۔ ومن ذلک ما اطلع علیہ من الغیوب وما یکون فی ھذا الباب بحر لا یدرک قعرہ ولا ینزف غمرہ وھذہ المعجزۃ من جملۃ معجزاتہ المعلومۃ علی القطع الواصل الینا خبرھا علی التواتر لکثرۃ رواتھا واتفاق معانیھا علی الاطلاع علی الغیب

اور اون معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے وہ ہے جو آپ کو غیب کی باتوں پر اطلاع دیگئی اور جو اخبار اس بات میں آئے ہیں وہ ایک دریا ہے کہ جس کی گہرائی معلوم نہیں ہوتی۔ اور نہ اوسکی پہنائی معلوم کی جاتی اور یہہ معجزہ آپ کے اون معجزات سے ہے کہ جو یقیناً جانے گئے ہیں اور ہم تک اون کی خبر علی التواتر پہونچی ہے بسبب بہت ہونے اون کی راویوں کے اور متفق ہونے اون کی معانی کی اطلاع علی الغیب پر انتہی۔ ایضاً قاضی عیاض فرماتے ہیں وقال ابوذر رضی اللہ عنہ

لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما یحرک طائر جناحہ فی السماء الا وقد ذکر لنا منہ العلم
ترجمہ اور کہے ابوذر رضی اللہ عنہ بتحقیق کہ چھوڑ رسے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اور نہیں ہلاتا ہے کوئی پرندہ اپنے بازو کو مگر بیان فرمائے حضرت صلی اللہ علی والہ
وسلم ہم سے اس معلومات کو انتہی شیخ ابن حجر اپنی فتاوی میں لکھتے ہیں - ولان اکثر علوم
نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتعلق بالمغیبات بدلیل فعلمت علم الاولین
والاخرین ولانہ تعالی اختص بہ لکن من حیث الشمول والاحاطۃ بجملہ بالکلیات
والجزئیات فلا ینافی ذلک اطلاع اللہ تعالی لبعض خواصہ علی کثیر من المغیبات حتی
من الخمس التی قال نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمس لا یعلمھن الا اللہ تعالی لانھا جزئیات معدودۃ لاغیر
اکثر علوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مغیبات سے متعلق تھے اس لئے کہ آپ نے
فرمایا ہے کہ میں نے جانا علم اولین اور آخرین کو اور اس لئے کہ حق تعالی مخصوص ہے
ساتھ علم غیب کے لیکن خدا کا علم سب کلیات اور جزئیات پر حاوی اور شامل ہے
پھر اگر خدا اپنے بعض خاص بندوں کو اکثر مغیبات پر اطلاع فرمائی تو کچھ مضائقہ
نہیں ہے تا کہ آنکہ اون پانچ امور میں سے جس کا علم خاص خدا کے ساتھ ہونا قرآن
میں ذکر ہے اون پر کسی خاص بندہ کو خدا نے مطلع کیا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اس لئے
کہ یہ بہ نسبت علم الہی جزئیات معدودہ نہیں انتہی کذا فی الوسیلۃ الجلیلۃ شیخ عبدالکریم جیلی
علیہ الرحمۃ جو فرماتے ہیں کہ بوجہ تجلی صفت علمیہ الہیہ کے بندہ کو اطلاع مغیبات کی ہوتی ہے
اوس سے یہ مراد شیخ کی نہیں ہے کہ اطلاع مغیبات کی بندہ کو محض بہ تجلی صفت علمیہ الہیہ کے
ہی ہوتی ہے اور کوئی دوسرا طریق مغیبات کا بندہ کے لئے نہیں ہے کیونکہ شیخ کے کلام میں
کوئی لفظ حصر کا نہیں ہے بلکہ مراد شیخ کی بیان کیفیت تجلی صفت علمیہ الہیہ ہے کہ اوس سے

ہوتی ہے جائز ہے کہ اور دوسرا ذریعہ کشفی خدا کی جانب سے [illegible]

اطلاع مغیبات کی بندہ کو ہوتی ہے جیسا کہ بندہ پر جب صفت کلامیہ الہیہ تجلی کرتی ہے

[illegible] تب بندہ کو اطلاع مغیبات کی [illegible]

ہے اوس کو کشف کہتے ہیں پھر اگر انبیا علیہم السلام کو ہو تو وہ معجزہ ہے اور اگر اولیا [illegible]

ہو تو وہ کرامت ہے اور اطلاع مغیبات کی اگر بہ تجلی صفت کلامیہ الہیہ انبیا علیہم السلام کو

ہو تو وہ وحی ہے اگر اولیاء اللہ کو ہو تو وہ الہام ہے شیخ علیہ الرحمۃ سے منقول [illegible]

[illegible] میں فرماتے ہیں کہ بوقت تجلی صفت علمیہ الہیہ کے بندہ کو ہر مرتبہ غیب الغیب سے احوال

عالم کا ماکان و مایکون و مالم یکن وغیرہ معلوم ہوتا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بندہ کو

علم غیب الٰہی کا محیط ہو جاتا ہے کہ جو علم غیب خدا کے لیے خاص ہے بلکہ یہ علم مغیبات

کا بندہ کو جو خدا کی تجلی صفت علمیہ سے حاصل ہوتا ہے یہ علم کائنات کا ہے کائنات

حادث ہیں اور متغیر ہیں اور خدا کا علم قدیم ازلی ابدی ہے متغیر نہیں کیا آپ

نہیں دیکھتے ہو کہ یہ علم بندہ کو قبل تجلی صفت علمیہ کے کب حاصل تھا یا نہ تھا جو علم

کہ بہ برکت تجلی صفت علمیہ کے حاصل ہوا تو خدا کی عنایت اور اوس کے ارادہ سے

حاصل ہوا جس کی خبر خدا قرآن میں دیتا ہے ولا یحیطون بشیء من علمه الا بما شاء اور یہ علم جو خدا کی

عنایت سے اور اس کے ارادہ سے بندہ کو حاصل ہی ہوا تو خدا کے علم کے روبرو

یہ علم جزئی ہے خدا کا علم اس کے بھی ماورا ہے جو درک بشری وہاں تک رسائی

سے قاصر ہے پس قول شیخ علیہ الرحمہ ذرا بھی کسی امر میں خلاف شرع شریف نہیں اس لیے

شیخ علیہ الرحمہ نے شروع میں کتاب انسان کامل کے فرمایا ہے ثم التمس من

الناظر فی هذا الکتاب بعد ان اعلمه انی ما وضعت شیئاً فی الکتاب الا ما هو

مؤید بکتاب الله او سنة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انه اذا لاح

... خلاف الكتاب والسنة فليعلم ان ذلك من حيث فهمه لا من حيث مرادي الذي وضعت الكلام لاجله فليتوقف عن العمل به مع التسليم الى ان يفتح الله عليه بمعرفته ويحصل له شاهد من كتاب الله او سنة نبيه صلى الله عليه واله وسلم وفائدة التسليم هنا وترك الانكار ان لا يحرم الوصول الى معرفة ذلك فان من انكر شيئا من علمنا هذا حرم الوصول اليه مادام منكرا ولا سبيل الى غير ذلك بل يخشى عليه حرمان الوصول الى ذلك مطلقا بالانكار اول وهلة ولا طريق له الا بالايمان والتسليم

ترجمہ شیخ فرماتے ہیں کے پھر میں التماس کرتا ہوں اس کتاب انسان کامل کے دیکھنے والے سے بعد اس کے جو میں اوس کو معلوم کرادوں کہ کوئی چیز یعنے مسئلہ اس کتاب انسان کامل میں نہیں رکھا مگر وہ مسئلہ تائید کیا گیا ہے خدا کی کتاب سے یا اوس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سنت سے وہ میرا التماس ناظر کتاب انسان کامل سے یہ ہے کہ جسوقت اس کتاب میں کوئی بات خلاف کتاب اور سنت کے ناظر کتاب مذکور پر ظاہر ہو جائے تو ناظر کتاب یہ بات معلوم کر لے کہ جب اوس کو کوئی مسئلہ خلاف کتاب اور سنت کے سمجھ میں آگیا ہے نہ وہ خلاف کتاب وسنت باعتبار میری مراد کے ہے جس کے لئے میں نے اپنا کلام اوس مقام پر رکھا ہوں پس اس حالت میں ناظر کتاب کو لازم ہے کہ اوس پر عمل کرنے سے توقف کرے ساتھ تسلیم کرنے اوس کلام کے جو میری کتاب میں ہے یعنی ناظر کتاب اس وقت ایسا کہے اور سمجھے کہ اس کلام کے معنی صحیح موافق کتاب اور سنت کے ہوں مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتے یہاں تک کہ خدا اوس کے دل کو اوس مسئلہ کی معرفت کھولدے اور اس مسئلہ کا گواہ اوس کو خدا کی کتاب یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے

ملجائے اور فائدہ ہمارے کلام کو ماننے اور اوس کا انکار نہ کرنے کا یہہ ہے کہ جو شخص ہمارے کلام کو باوجود سمجھ میں نہ آنے کے مان لیگا اور انکار نکریگا وہ ہمارے کلام کا معنی سمجھنے سے محروم نہیں رہیگا پس جو کوئی تہوڑا بھی ہمارے علم سے انکار کرے تو وہ اوس کے سمجھنے سے محروم ہوگا جب تک کہ اوس کو انکار ہے اور کوئی راستہ ہمارے کلام کو سمجھنیکا سوائے تسلیم اور ترک انکار کے نہیں ہے بلکہ بصورت انکار خوف ہے کہ ہمارے کلام کے معنے اوس کے کبھی ذہن میں نہ آویں اور وہ ہمارے کلام کے معنے سمجھنے سے محروم رہے اور کوئی راہ اس کو ہمارے کلام کے معنی سمجھنے کے لئے نہیں ہے مگر ہمارے کلام کو مان لینا اور اوسکی توجیہہ کو ہمارے طرف سپرد کر دینا انتہی - کیوں کر کلام شیخ علیہ الرحمہ کا موئد بہ کتاب وسنت نہو کہ آپ بھی فیض یافتہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہیں شیخ عبد الکریم جیلی علیہ الرحمتہ کتاب انسان کامل میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنا مرشد فرمائے ہیں اور یہاں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے قول مبارک کو نقل کئے ہیں آپ کو قال شیخنا فرمائے ہیں یعنے ہمارے مرشد نے ایسا فرمائے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو اتباع کتاب وسنت پر کس قدر اہتمام تھا اور آپ متمسک بکتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسی قوت کیساتھ تھے بعضے اولیاء اللہ جو آپ کے زمانہ میں تھے اون میں بعض کا قول خلاف کتاب وسنت کے ہونے کی وجہ سے معتوب ہو گئے چنانچہ حال شیخ ابوبکر حمامی قدس سرہٗ کا جو اولیاء اللہ کامل سے ہیں کتاب بہجۃ الاسرار میں مع شرح وبسط لکہا ہے پہر شیخ عبد الکریم جیلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں واعلم ان کل علم ما لا یؤیدہ الکتاب والسنۃ فہو ضلالۃ لا لاجل ما لا تجد انت لہ ما یؤید لقد یکون العلم فی نفسہ یؤیدہ

بالكتاب والسنة ولكن قلة استعدادك منعتك من فهمه فلن تستطيع ان تتناوله بيديك من محله فتيقن انه غير محال بالكتاب والسنة فالطريق في هذا التسليم وعدم العمل به من غير انكار الى ان يأخذ الله بيدك

ترجمہ اور جان تو کہ جو علم جسکی تائید کتاب اور سنت نکرے ہم یہ و کہ اہی سے ہے اس بات کہ تو اس علم کو موید کتاب و سنت نہیں پاتا ہے یہ کتاب و سنت ہوتا ہے لیکن تیرا قلت استعداد تجکو موید کتاب و سنت سمجھنے سے منع کرتا ہے جب ایسا ہو تو طریق تسلیم تیرے لئے اس امر میں یہہ ہے کہ اس کا امر کو قائل کے طرف سپرد کر دے اور تو عمل مت کر یہاں تک کہ خدا تیرا ہاتھ پکڑے اور تجہکو بتا دے کہ یہ علم فلاں شاہد سے ثابت ہے یعنی فلاں آیت قرآنی یا حدیث کے موافق ہے جبتک تو اوس پر عمل مت کر انتہی۔ عبد الکریم علیہ الرحمۃ شیخ جامع شریعت اور حقیقت ہیں جن کا قول تجلی اسماء میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنے بعض تصانیف میں نقل کئے ہیں کہ اسی تجلی صفت علیم الٰہیہ سے حضرت عیسی علیہ السلام نے براءت اپنے والدہ شریفہ سے خبر دی کہ غیب زمانہ ماضی ہے اور اپنے نبی ہونے کی بھی خبر دئے جو غیب استقبالی ہے اور یہ بھی فرمائے کہ جو چیز کہ تم اپنے گھروں میں کھاتے پیتے ہو یا کسی چیز کو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو میں خبر دیتا ہوں یہ غیب حالی یعنی سب کیفیات عیسی علیہ السلام کے قرآن شریف میں مذکور ہیں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے غیب ماضی اور حالی اور استقبالی سے جو خبر دئے ہیں وہ اس کثرت سے ہیں جن کا شمار مشکل ہے لیکن تبرکا ایک مثال اطلاع غیب کے جو بروایت ثقات کتاب بہجۃ الاسرار میں مذکور ہے ذکر کیا جاتا ہے۔ شیخ ابو الحسن [illegible] ہمدانی اور [illegible] رحمۃ اللہ علیہما سے باسانید متصلہ سنہ ۹۹۱ھ [illegible]

ں اور شیخ ابو محمد عبدالرزاق اور شیخ عبدالوہاب اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہمات بسند س
۵۸۰ھ پانسو اٹھاسی میں روایت ہے کہ ہم سب حضرت شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر
یلی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آپ کے مدرسہ شریف باب الازج میں حاضر تھے
ور حضرت اس وقت انجیر تناول فرما رہے تھے پس حضرت نے تناول انجیر کو چھوڑ کر
بہت توقف کے ارشاد فرمائے کہ اس وقت مجھ پر (۷۰) ستر دروازہ علم کے
ے کھولے گئے ہر دروازے کی وسعت اس قدر تھی جیسا کہ آسمان اور زمین کے
میان میں وسعت ہے پھر حضرت نے معارف اہل خصوص میں ارشاد شروع فرمائے
ت طویل جس سے حاضرین مدہوش ہو گئے اور ہم نے کہا کہ ہم گمان نہیں کرتے ہیں کہ
ضرت کے بعد کوئی بھی ایسا کلام کر سکے۔ ایضاً بہجۃ الاسرار میں شیخ عارف باللہ ابو عم
مان صریفینی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرا ابتداء امر سلوک کا طریقہ یہ ہوا کہ میں
ہر صریفین میں ایک شب زیر سماء چیت لیٹا ہوا تھا پس میدان مابین آسمان اور زمین
ے پانچ کبوتر گذرے پس میں نے سنا کہ ایک کبوتر زبان عربی میں کہہ رہا تھا جس کا
جمہ یہ ہے پاک ہے وہ ذات کہ جس نے ہر شئے کو پیدا کیا پھر اوس کو ہدایت کیا
ھر دوسرا کبوتر عربی میں کہا کہ پاک ہے وہ ذات کہ انبیاء کو مبعوث کیا واسطے
ہے ختم حجت کے مخلوق پر اور بزرگی دیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب انبیاء علیہم السلام
اور ایک کبوتر نے زبان عربی ایسا کہتا کہ پاک ہے وہ ذات جس کے پاس خزانے
ب ہر چیز کے اور نہیں اوتارتا ہے۔ اوس کو مگر باندازہ معلوم کے اور ایک کبوتر عربی زبان
ں ایسا کہتا کہ جو کچھ دنیا میں ہے باطل ہے مگر وہ چیز کہ خدا اور اوس کے رسول
ے لئے ہو اور ایک زبان عربی میں ایسا کہتا تھا کہ اے اہل غفلت اپنے خواب سے
ٹھو اور اپنے پروردگار کے طرف رجوع ہو جو رب کریم ہے بہت نعمتیں دیتا ہے اور بڑے

گیا ہوں کہ سمجھتا ہے راوی کہتے ہیں کہ یہ سنکر مجھکو غش آگیا اور پھر افاقہ ہوا اوس حالت
میں کہ میرے دل سے دنیا و مافیہا کی محبت نکل گئی جب میں نے صبح کیا تو خدا سے عہد
کیا کہ میں اپنے نفس کو ایسے مرشد کے سپرد کروں جو خدا کا راستہ مجھے بتا دے
اور اسی امر کی تلاش میں پھر رہا تھا کہ ایسے مرشد کو کہاں سے پاؤں پس ایک
بزرگ بڑے ہیبت والے نورانی میرے پاس آئے اور مجھکو کہے کہ السلام علیک
یا عثمان پس میں نے اون کے سلام کا جواب دیا اور میں نے اون کو قسم دیا کہ تم کون
ہو سو بیان کرو اور تم نے میرا نام کیسا معلوم کئے میں تم کو کبھی نہیں دیکھا تھا اونھوں نے
کہا کہ میں خضرؑ ہوں اور میں ابھی شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے خدمت میں حاضر تھا
آپ نے مجھے فرمایا کہ اے ابو العباس شب گذشتہ ایک شخص اہل صریفین سے خدا
کے طرف کھینچے گئے جو نام اون کا عثمان ہے اور وہ مقبول ہوگئے اور وہ خدا کے
طرف متوجہ ہوئے اور ساتھ آسمان پر سے وہ پکارے گئے کہ اے میرے بندے
تجھکو مرحبا ہوا اور انہوں نے خدا سے عہد کیا کہ وہ اپنے نفس کو ایسے مرشد کے
سپرد کرے جو خدا کا راستہ تبلائے اور تم اے خضر جاؤ اون کو راستہ میں پاؤگے
پس اون کو میرے پاس لاؤ پھر خضر علیہ السلام نے مجھکو کہے کہ اے عثمان شیخ عبد القادر
اس عصر میں سید العارفین اور قبلہ واقدین ہیں پس تم اون کی خدمت کو اپنے پر لازم کرو
اور اون کی مرتبہ کی تعظیم کرو پس میں دیکھ ہی رہا تھا کہ بہت تھوڑے عرصہ میں خضر علیہ السلام
غائب ہوگئے پھر میں نے خضر علیہ السلام کو نہیں دیکھا مگر بعد سات سال کے پھر میں حضرت
شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور مجھکو حضرت نے ارشاد
فرمائے کہ مرحبا ہوا اوس شخص پر جس کو خدا نے پرندوں کی زبان سے اپنی طرف
کھینچا اور اس کے لئے بہت سا خیر جمع فرمایا اے عثمان قریب ہے کہ خدا تعالیٰ تم کو

آیات مرید عطا کریگا - جو نام اوس کا عبد الغنی ابن نقطہ ہوگا اور اون کا مرتبہ بہت سے
اولیا پر بلند ہوگا اور حق تعالی اون کے ساتھ اپنے ملائکہ کے روبرو فخر کریگا پھر حضرت
غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے میرے سر پر ایک کلاہ رکھدئے میرا سر آپ کی کلاہ عنایتی
کو مس کیا تو میں نے اپنے سر میں ایک سردی ایسی پایا جو میرے قلب تک پہونچی پھر
مجھکو عالم ملکوت کا کشف ہوگیا اور جمیع عوالم اور مافیہا کو سن لیا کہ وہ باختلاف اپنے
زبانوں کے خدا کی تقدیس اور تسبیح کر رہے تھے قریب تھا کہ میری عقل جاتی رہے
پس حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ روئی کو جو اون کے ہاتھ میں تھی مجھ پر پھینک مارے
پس خدا نے میری عقل کو اوس سے ثابت کیا اور میرا استقلال اور بھی زیادہ ہوا پھر
حضرت نے مجھکو ایک مقام تنہائی میں بٹھلائے میں کئی روز وہیں ٹھیرا رہا پس قسم ہے
خدا کی میں نے کوئی امر باطن اور ظاہر نہ پایا جس کی حضرت نے مجھکو نہ خبر دی اور
نہیں پہونچا میں کسی مقام کے طرف اور نہ حال کے طرف اور نہ مجھکو کوئی شہود ہوا اور
نہ مجھکو کوئی علم غیب کا کشف ہوا مگر حضرت نے قبل اس کے کہ میں اوس شہود کو دیکھوں جو
اور مجھکو علم غیب کا کشف حاصل ہو سب کی خبر پہلے ہی پہل دی اور اوس کے احکام
کی تفصیل حضرت بیان فرمائے اور میرے مشکلات کا حل فرمائے اور مجھکو اوس کا اصل
اور فرع بتائے اور ہمیشہ حضرت مجھکو ایک مقام سے دوسرے مقام کو پہونچاتے جس قدر
خدا نے اپنے علم سے چاہا مجھکو حضرت نے ان امور کی خبر دئے جو میرے لئے
واقع ہونیوالے تھے پس جیسا کہ حضرت نے خبر دی ویسا ہی وقوع ہوا تیس سال کے
بعد جب کہ حضرت نے مجھکو لباس پہنائے فیما بین اس کے جو میں نے ابن نقطہ کو
لباس پہنایا پچیس سال کا زمانہ گذرا تھا وہ ابن نقطہ کا حال ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت
نے بیان فرمائے رضی اللہ عنہ - ناظرین خیال فرما سکتے ہیں کہ محض اس ایک

اس روایت میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ سے کس قدر کشف کثرت سے ظاہر ہو
بعضے تو اوس میں متعلق بہ غیب ماضی و بعضے متعلق بہ غیب حال اور بعضے [illegible] غیب
استقبالی ہیں اور جب حضرت کی ایک نظر فیض اثر اور کلام سے [illegible] شیخ عثمان
صریفینی رحمۃ اللہ علیہ کو [illegible] ملکوت اور عالم [illegible] ہوا تو [illegible] واردات
غیبیہ کا حال اسی پر خیال ہو سکتا ہے کہ کس [illegible] شیخ عثمان صریفینی ایک مدت
تک حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں حاضر رہے حضرت اونکی
واردات گذشتہ اور حال اور آئندہ جو تیس سال کے بعد تک ہونیوالے تھے سب
بیان فرمائے وہ واردات کس قدر کثرت سے ہوں گے کہ شیخ عثمان صریفینی رحمۃ اللہ علیہ
اوس کو نہ بیان کر سکے اور نہ اوس کو شمار میں لائے بس ایسی ذات بابرکات کو
مصیبت کے وقت جو لوگ پکارنے کو منع کرتے ہیں اون کی خوبی قسمت ہے کہ
وہ حضرت کے فیض سے خود بھی محروم رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی محروم رکھتے ہیں
پھر شیخ عبدالکریم جیلی علیہ الرحمہ دوسرے صفت الٰہیہ کی تجلی کا حال بیان فرماتے
ہیں ومنهم من يتجلى عليه بصفة البصر و ذلك انه لما تجلى عليه بصفة البصر
العلمية الاحاطية والكشفية تجلى عليه بصفة البصر فكان بصر هذا العبد موضع
علمه فما ثم علم يرجع الى الحق وما ثم علم يرجع الى الخلق الا وبصر هذا العبد واقع عليه
فهو يبصر كما هو عليه في غيب الغيب والعجب كل العجب ان يجعلها في
الشهادة فانظر الى هذا المشهد العلي والمنظر الجلي ما اعجبه وما اعلاه
ترجمہ۔ اون اہل تجلیات سے وہ ہیں کہ تجلی فرماتا ہے حق تعالیٰ اون پر ساتھ صفت بصر کے
اور یہ اس لئے ہے کہ جب حق تعالیٰ نے اون پر تجلی ہوا ساتھ اوس صفت بصر کے
[illegible] کشفیہ کے تجلی کیا حق تعالیٰ نے اون پر ساتھ صفت بصر کے پس ہو گئی بصر اس

بندہ کی موضع علم میں اوس کے بس نہیں ہے اس جا کہ جو علم رجوع کرتا ہی خدا کی طرف اور نہیں اس جا وہ علم جو رجوع کرتا
خلق کی طرف مگر بصر اس بندہ کی واقع ہے اوس پر پس وہ دیکھتا ہے اون اشیاء کو بعینہا
مرتبہ غیب الغیب میں یعنے جو علم مخلوقات کا از قبیل حوادث ہے اور جو علم خدا کہ تجلی صفت خدا
ہے اور بندہ کو وہ علم الہی کا احاطہ بمصداق ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء کے
دیا گیا ہے اوس پر تجلی صفت بصر الہیہ کی جو بندہ کو ہوتی ہے معلومات مخلوقات پر اوسی
قدر معلومات خدا پر جس قدر اوس کو دئے گئے واقع ہوتی ہے یہ توجیہ کلام
شیخ اس وجہ سے کی گئی کہ خدا کے کل علم کا احاطہ بندہ کو نہیں ہوتا جیسا کہ خدا نے فرمایا
ولا یحیطون من علمہ اور نہ کل علم حق سے بندہ محروم رہتا ہے۔ جیسا کہ خود خدا نے فرمایا
الا بما شاء یعنے جس قدر خدا نے چاہا اوسی قدر اپنے علم کا احاطہ بندہ کو عنایت فرماتا
ہے پھر شیخ جو ارشاد فرماتے ہیں کہ مرتبہ غیب الغیب میں بندہ کل اشیاء کو دیکھتا ہے
اور مرتبہ شہادت میں اون کو نہیں جانتا ہے یہ حال اوس بندہ کا ہے جو ابھی تجلیات
صفاتی میں ہے تجلیات ذاتیہ تک نہیں پھونچا کیونکہ شیخ اوس کی تصریح آئندہ قول میں
فرماتے ہیں وما ذلک الا ان العبد الصفاتی لیس بید خلقہ شیء مما بید حقہ فلا اثنینیۃ
اور نہیں ہے یہ بات مگر اس لئے کہ عبد صفاتی کے مخلوقی ہاتھ میں نہیں وہ چیز کہ خدا کے
دست قدرت سے اوس کو مرتبہ غیب الغیب میں ملی ہے پس اوس کو ہر دو مقام غیب
اور مقام شہادت میں تجلی صفت الہیہ بصریہ نہیں ہے جیسا کہ شیخ نے اس اثنینیت کی تصریح
فرمائے ہیں اعنی لا یظہر علی الشہادۃ فیما ہو علیہ غیبہ الا بحکم الندور فی بعض الاشیاء فان
الحق یبرزہا اکراما لہ یعنے نہیں ظاہر کرتا ہے وہ عبد صفاتی اون چیزوں کو جن پر اوس کا
غیب ہے یعنے وہ خبر اور وہ معلومات جو عبد صفاتی کو مرتبہ غیب میں حاصل ہوئی
تھی اوس کو وہ بندہ صفاتی مرتبہ شہادت میں ظاہر نہیں کر سکتا مگر شاذ و نادر بعض

اشیاء میں پس خدا بعض اون چیزوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اوس بندہ صفاتی کے لئے
اِس عالم شہادت میں واسطے بزرگی اوس بندہ کے آپ شیخ بندہ واصل الی الذات
کا حال بیان فرماتے ہیں بخلاف العبد الذاتی فان شہادتہ وغیبہ شہادتہ فافہم
بخلاف اوس بندہ کے کہ تجلیات صفاتی سے ترقی کرکے تجلیات ذات تک پھونچگیا
ہے پس اوس کا مرتبہ شہادت عین مرتبہ غیب ہے اور مرتبہ غیب اوس کا عین مرتبہ
شہادت ہے۔ یعنے جو بندہ کہ واصل الی الذات ہوگیا اوس کو مرتبۂ شہادت اور مرتبہ
غیب میں کچھ فرق نہیں ہے۔ جو چیز کہ اس کو مرتبۂ غیب میں حاصل ہے مرتبۂ شہادت
میں بھی حاصل ہے اور جو مرتبۂ شہادت میں حاصل ہے مرتبۂ غیب میں حاصل ہے
پھر اس مقام کے دقیق ہونے کی وجہ سے شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کو خوب
سمجھ لے انتہائی خوب سمجھ اوسوقت حاصل ہوتی ہے جب اون بزرگوں کے وسیلہ
سے حق تعالیٰ اس مقام کو پھونچائے مبدأ فیض تجلیات ذاتیہ وصفاتیہ
سلطان الواصلین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جن احادیث میں تجلی صفت بصر الٰہیہ
کی طرف اشارہ ہے اون میں سے چند احادیث تیمناً وتبرکاً بیان کرتا ہوں۔
وعن ابی سعید الخدری قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی مرضہ الذی
مات فیہ ونحن فی المسجد عاصبا رأسہ بخرقۃ حتی اھوی فاستوی علیہ واتبعناہ
قال والذی نفسی بیدہ انی لانظر الحوض من مقامی ھذا الی اخر الحدیث
رواہ الدارمی ترجمہ مروی ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہے
اونھوں نے کہ برآمد ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس مرض میں جسمیں
آپ کی رحلت شریف ہوئی یہاں تک کہ حضرت متوجہ ہوئے منبر شریف کی
طرف پس منبر شریف پر برآمد ہوئے اور ہم نے حضرت کی اتباع کئے یعنے روبرو

منبر شریف سے حاضر رہے فرمائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں حوض کوثر
اپنے اس مقام سے دیکھتا ہوں آخر حدیث تک یعنے یہ حدیث طویل ہے بقدر
مناسب اس مقام کے حدیث نقل کی گئی روایت کی اس کو دارمی نے انتہٰی پس
ظاہر ہے کہ مقام منبر شریف سے حوض کوثر جو آسمان پر ہے اوسکو ملاحظہ فرمانا تجلی
بصر صفت الٰہیہ سے تھا بصر انسانی اوس کو دیکھنے سے قاصر ہے۔ دوسری حدیث
عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یقول استووا استووا
استووا فوالذی نفسی بیدہ انی لاراکم من خلفی کما اراکم من بین
یدی رواہ ابوداؤد ترجمہ مروی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہے اونھوں
نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے سیدھے رہو سیدھے رہو سیدھے رہو نماز کی صف میں
پس قسم ہے اوس ذات کی جو میرا نفس اوس کے ہاتھ میں ہے میں تم کو اپنے پس پشت
سے دیکھتا ہوں جیسا کہ میں اپنی روبرو سے تم کو دیکھتا ہوں روایت کئے اس حدیث
کو ابوداؤد نے انتہٰی بصر بشری مقید آنکھ سے کہے جس سے آدمی فقط روبرو سے
اپنے دیکھ سکتا ہے پس پشت اور روبرو سے برابر دیکھنا یہ بصر مطلق ہے جو تجلی بصر
صفت الٰہی ہے تیسری حدیث عن انس قال نعی النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم
زیدا وجعفر وابن رواحۃ للناس قبل ان یاتیھم خبرھم فقال اخذ الرایۃ
زید فاصیب ثم اخذ جعفر فاصیب ثم ابن رواحۃ فاصیب وعیناہ
تذرفان حتی اخذ الرایۃ سیف من سیوف اللہ یعنی خالد بن الولید حتی
فتح اللہ رواہ البخاری ترجمہ مروی ہے۔ انس رضی اللہ عنہ سے کہے
انھوں نے کہ خبر موت دئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کی اور جعفر رضی اللہ عنہ کی
اور ابن رواحہ کی آدمیوں کو قبل اس بات کے جو اون کو خبر موت اون لوگونکی

پھوپی پس فرمائے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ لئے جھنڈا زیدؓ نے پس شہید ہوئے پھر جعفر شہید ہوئے پھر لئے ابن رواحہؓ پس وہ بھی شہید ہوئے اور حضرت کے چشمان شریفسے آنسو جاری تھے یہاں تک کہ جھنڈا لئے سیف من سیوف اللہ یعنے خالد بن ولیدؓ یہاں تک کہ خدا نے فتح دیا روایت کئے اس حدیث کو بخاری۔ انتہی یہ واقع غزوۂ موتہ کا ہے جو زمین شام میں واقع ہے حضرت مدینہ طیبہ میں ادن لوگوں کی خبر شہادت دیتے ہیں دوسری روایت میں یہ تفصیل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہر کی شہادت کے وقت فرادی فرادی ادن کی شہادت کے خبر دئے ہے جس سے ظاہر تھا کہ حضرت صلعم اس واقعہ کو بچشم خود ملاحظہ فرما رہے ہیں جس کے دیکھنے سے بصر انسانی قاصر ہے

چوتھی حدیث وعن جابر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یقول لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرھم عن ایاتہ وانا انظر الیہ متفق علیہ

ترجمہ مروی ہے جابر رضی اللہ عنہ سے بہ تحقیق وہ سنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ فرماتے جب کہ مجھکو قریش نے جھٹلائے یعنے جب حضرت نے قصہ معراج شریف کا جو آپ کی سیر مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک ہوئی۔ بیان فرمائے تو کفار قریش نے آپ کے اس ارشاد مبارک کی تصدیق نہیں کئے بلکہ انکار سے پیش آئے اور آپ سے پوچھے کہ بیت المقدس میں کیا کیا علامتیں ہیں آپ بیان کیجئے کیونکہ کبھی آپ نے معراج کے قبل بیت المقدس کو نہیں دیکھے تھے اس وقت کا واقعہ حضرت بیان فرماتے ہیں کہ میں اس وقت حطیم کعبہ میں تھا پس خدا نے مجھ پر بیت المقدس کو ظاہر کر دیا پس میں نے بیت المقدس کے علامات بیان کرنا شروع کیا اور میں بیت المقدس حطیم کعبہ میں جو مکہ معظمہ میں ہے دیکھ

ہا تھا اس روایت کو بخاری اور مسلم نے روایت کئے پاپ حدیث عن عبد الرحمن

ن عائش رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم رایت ربی فی

حسن صورة قال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت انت اعلم قال فوضع کفه بین

تفی فوجدت بردها بین ثدیی فعلمت ما فی السموات والارض وتلا وکذلك

مرسلاً

ی ابراهیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین رواه الدارمی

جمیہ مروی ہے کہ عبد الرحمن ابن عائش رضی اللہ عنہ سے اونھوں نے کہے کہ

رمائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دیکھا میں نے اپنے پروردگار کو

بیچ بھترین صورت یعنے صفت کے فرمایا حق تعالی نے کس چیز میں بحث کرتے

ہیں جماعت فرشتوں کی ہیں نے کھا کہ تو مجھ سے بہتر جان نے والا ہے۔ فرمایا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس رکھا حق تعالی نے دستِ قدرت کو اپنے

درمیان دو شانے میرے پس پایا میں اوس کی خنکی کو درمیان دو پستان میرے

پس جان لیا میں نے اوس چیز کو جو درمیان آسمانوں اور زمین کے ہے اور حضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت فرمائے اور ایسا ہی دکھائے

ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو احوال سلطنت آسمانوں اور زمیں کے تاکہ

ہو جاوین یقین کرنے والوں سے یہ احادیث مشکوٰۃ سے منقول ہیں حدیث اخیر

میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم آیت تلاوت فرمائے اوس میں حق تعالی نے

فرمایا کہ (نری) ابراہیم علیہ السلام کو دیکھائے اس سے اشارہ تجلی بصر

صفت الہیہ کا ہے جیسا کہ وہ ظاہر ہے تجلی بصر صفت الہیہ کے متعلق بہت کرامات

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مروی ہیں اون میں ایک کرامت جو بروات ثقات

مروی ہے تیمناً و تبرکاً بیان کی جاتی ہے کتاب بہجت الاسرار میں باسانید متصلہ

شیخ ابو الحسن علی ابن ابی طاہر ابن نجا ابن غنائم الانصاری دمشقی فقیہ حنبلی واعظ مصری سے روایت ہے ۵۹۸ پانسو اٹھانوے ہجری میں انھوں نے کہا کہ میں ایک بار حج کو گیا میں اور میرے ایک رفیق بغداد شریف میں آئے اوس کے قبل کبھی ہم بغداد شریف میں نہیں آئے تھے اور نہ ہم کو اہل بغداد سے کسی کے ساتھ معرفت تھی اور نہیں تھی ہمارے ساتھ مگر چھری پس اوس کو ہم نے بیچے اور اوس کی قیمت حاصل ہوئی اوس سے ہم نے چاول خرید کئے پس اوسکو ہم نے کھائے جو وہ کھانا ہمارے موافق مزاج نہیں تھا اور نہ اوس سے ہم سیر ہوئے اور ہم مجلس وعظ شریف میں شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ کے آئے پھر جب ہم حضرت کی مجلس وعظ شریف میں بیٹھ گئے حضرت اپنے وعظ مبارک کو قطع فرما کر ارشاد فرمائے کہ مساکین مسافرین ملک حجاز سے آئے اور نہیں تھی اون کے ساتھ مگر ایک چھری پس اوس کو انھوں نے فروخت کئے اور اوس کی قیمت سے چانول خرید کئے مگر وہ طعام اون کی طبیعت کے مناسب نہیں ہوا راوی کہتے ہیں کہ میں اس امر سے بہت متعجب ہوا یعنے یہ حال ہمارا حضرت کو بہ تفصیل کیوں کر منکشوف ہوا پس جب حضرت کا وعظ شریف ختم ہوا تو حضرت نے دستر خوان بچھانے کا حکم فرمائے راوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے رفیق کو آہستہ کہا کہ تمہارے کیا خواہش ہے انہوں نے کہا کہ آش جو سات گوشت دراج پرندہ کے اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھے خواہش شہد کی ہے پس حضرت نے خادم کو فرمائے کہ آش جو ساتھ گوشت دراج پرند کے اور شہد فوراً حاضر کر پس خادم دونوں چیزیں حاضر کیا حضرت کا ارشاد ہوا یہ دونوں چیزیں دو شخص کے اوپر و رکھدے اور ہمارے طرف اشارہ فرمائے پس خادم نے

ان دو چیزوں کو حاضر کیا اور آش جو یعنے جس میں ... تالوت شریک ...
روبرو رکھا اور میرے رفیق کے روبرو شہد رکھا حضرت نے اوس خادم کو فرمائے
کہ پلٹ کر رکھ جب برابر ہوگا راوی کہتے ہیں کہ مجھے بے اختیاری ہوگئی ضبط
نکرسکا اور لوگوں کے گردنوں کو روندتا ہوا دوڑکر حضرت تک پھونچا حضرت نے
ارشاد فرمائے کہ خوش حالی ہو واعظ دیار مصریہ کے لیئے پس میں نے کہا
سیدی یہ کیسا ہوگا اور مجھے سورۂ فاتحہ صحیح طور پر پڑھنا نہیں آتا حضرت نے
فرمائے کہ مجھے حکم ہوا کہ یہ بات میں تم کو کہوں راوی کہتے ہیں کہ حضرت
کی خدمت میں علم کی طرف مشغول ہوا پس خدا نے مجھ پر علم ایک سال میں
اوس قدر کشادہ کیا جو دوسروں کو بیس (۲) سال میں بھی حاصل نہو سکے اور میں نے
بغداد شریف میں وعظ بیان کیا پھر میں نے حضرت سے مصر کے سفر کا اذن چاہا
حضرت نے فرمایا قریب ہے کہ تم دمشق کو پھونچوگے اور تم لشکر کو تیار پاؤگے
اور ارادہ اون کا ہوگا کہ مصر میں داخل ہوکر مصر کو فتح کر لیں تم اون کو کہو کہ
اس بار پلٹ جاؤ کیونکہ اس بار اپنے مراد کو نپاؤگے پھر تم دوبارہ جب آؤگے
اپنے مقصد کو پھونچوگے اور مالک مصر ہوگے راوی کہتے ہیں کہ جب میں دمشق
پھونچا ایسا ہی پایا جیسا حضرت نے فرمائے تھے اور جو ارشاد حضرت کا تھا میں نے
اون کو کہدیا پس انھوں نے قبول نہیں کئے اور میں مصر میں آیا دیکھا کہ خلیفہ
مصر اون کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں میں نے خلیفہ کو کہا کہ کچھ خوف نہیں وہ نامراد
پلٹ جائینگے اور تم کامیاب ہوگے پھر جب وہ لشکر مصر میں داخل ہوا تو شکست
پایا پس خلیفۂ مصر مجھکو اپنا ہم صحبت بنایا اور اپنے پوشیدہ باتوں پر مجھکو مطلع کیا
پھر وہ لشکر دمشق جب دوبارہ مصر میں آیا مصر کو فتح کرلیا اور میری بہت کچھ تعظیم کی

[illegible] بات نے جو میں نے اون کو کہا تھا دمشق میں [illegible]
سے ایک لاکھ پچاس ہزار دینار حاصل ہوئے اوس بات پر جو مجھے محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ نے فرمائے تھے۔ انتہی صاحب بہجۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ بھی شیخ ابو الحسن علی جو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فوائد حاصل کئے اون کا لقب شیخ زین الدین ہے اون کا حال لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ بہت مدت تک مصر میں رہے اور اون کو کتاب تفسیر کی زبانی یاد تھی اون کو قبول تام خواص اور عوام میں حاصل ہوا اور وہ اکثر علماء محدثین سے ہوئے اور مصر میں مجالس وعظ منعقد کئے اور لوگوں کو اون سے فائدہ ہوا اور ماہ رمضان ۵۹۹ پانسو ننانوے میں انتقال کئے اور اون کا مولد دمشق تھا۔ انتہی اس روایت میں اگرچہ کئی کرامات حضرت کے مذکور ہیں مگر مناسب مقام دو کرامتیں ہیں ایک یہ کہ بہ تجلی بصر صفت الٰہیہ حضرت نے راوی روایت کے حال کو تفصیلی دیکھ لیا وہ وارد بغداد شریف ہوئے اور اون کے پاس سوائے ایک چھری کے نہیں تھی اوس کو فروخت کی وغیرہ وغیرہ دوسرا یہ ہے کہ حضرت نے مصر و دمشق کا حال دیکھ لئے کہ وہاں تیاری جنگ کی ہو رہی ہے پھر شیخ علیہ الرحمہ تجلی سمع صفت الٰہیہ کا حال بیان فرماتے ہیں

ومنھم من تجلی اللہ علیہ فیسمع نطق الجمادات والنباتات والحیوانات وکلام الملائکۃ واختلاف اللغات وکان البعید عندہ کالقریب بعض اون اہل تجلیات کے وہ ہیں کہ خدا جن پر تجلی صفت سماعت کی کرتا ہے پس وہ بات چیت جمادات کی اور نباتات کی اور حیوانات کی اور ملائکہ کا کلام اور مختلف زبانوں کو سنتے ہیں اور اون کے نزدیک بعید مثل قریب کے ہو جاتا ہے انتہی۔ منبع افادات تجلیات ذاتیہ و صفاتیہ الٰہیہ باعث ایجاد محدثات کونیہ سلطان الواصلین سید المرسلین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے جو اس طرف اشارہ ہے اوس میں سے چند احادیث
اس جائے تبرکاً تیمناً نقل کیجاتے ہیں درباب سماعت نطق جمادات وحیوانات عن علی
ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ فخرجنا فی
بعض نواحیھا فما استقبلہ جبل ولا شجر الا وھو یقول السلام علیک
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الترمذی والدارمی
ترجمہ مروی ہے علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے انھوں نے فرمائے کہ میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ معظمہ میں تھا پس ہم بعض نواحی مکہ کے طرف نکلے پس کوئی
پہاڑ یا درخت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل نہوتا مگر کہتا السلام علیک یا رسول اللہ
روایت کئے اس حدیث کو ترمذی اور دارمی نے انتہی اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بہ فیضان آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم باب علوم
النبوی حیدر کرار رضی اللہ عنہ نطق جمادات اور نباتات کا سماعت فرمائے درباب
سماعت نطق نباتات وحیوانات عن یعلی بن مرۃ الثقفی قال ثلثۃ اشیاء
رایتھا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینما نحن نسیر معہ اذ مررنا
ببعیر یسنی علیہ فلما راہ البعیر جرجر فوضع جرانہ فوقف علیہ النبی
صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال این صاحب ھذا البعیر فجاءہ فقال
بعنیہ فقال نھبہ لک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وانہ
لاھل بیت ما لھم معیشۃ غیرہ قال اذا ذکرت من امرہ فانہ مشکی
کثرۃ العمل وقلۃ العلف فاحسنوا الیہ ثم سرنا حتی نزلنا منزلاً فنام
النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فجاءت شجرۃ تشق الارض حتی غشیتہ
ثم رجعت الی مکانھا فلما استیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

... ربها ان تسلم علی رسول الله

صلی الله علیه واله وسلم فاذن لها قال ثم سرنا فمررنا بماء فاتته امرأة

بابنٍ لها جنة فاخذ النبی صلی الله علیه واله وسلم بمنخره ثم قال اخرج فانی

محمد رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ثم سرنا ... رجعنا مررنا بذلك

الماء فسئلها عن الصبی فقالت والذی بعثك بالحق ما راینا منه ریبا بعدك

رواه فی شرح السنة ترجمہ مروی ہے یعلی ابن ثقفی سے اونہوں نے کہے کہ تین چیزوں کو

یعنے معجزوں کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیکھا اوس وقت کہ

ہم حضرت کے ساتھ چل رہے تھے یکایک ہمارا گذر ایک اونٹ پر جو پانی لادا گیا تھا ہوا

جسوقت کہ اونٹ حضرت کو دیکھا آواز کیا اور اپنے گردن کو رکہدیا حضرت اوس کے

پاس ٹہر گئے اور فرمائے کہ اس اونٹ کا مالک کہاں ہے پس مالک شتر حاضر ہوا

حضرت نے صاحب شتر کو ارشاد فرمایا کہ تو اوس کو مجھے فروخت کردے صاحب شتر نے

عرض کیا کہ ہم آپ کو اس شتر کو ہبہ کر دیتے ہیں وہ شتر ایسے گھر والوں کا ہے کہ

اون کے لئے گذر اوقات سوائے اس کے نہیں ہے حضرت نے ارشاد فرمائے کہ

جب تو نے حال اوس کا بیان کیا پس وہ اونٹ کثرت محنت اور قلت چارہ کی شکایت

کیا پس تم اوس سے اچھا برتاؤ کرو پھر ہم چلے یہاں تک کہ ایک مقام پر اوترے

حضرت آرام فرمائے پس ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا حضرت کے پاس آیا یہاں تک

حضرت کو ڈہاپ لیا پھر اپنی جائے پر پلٹ گیا جب کہ حضرت بیدار ہوئے میں نے

یہ حال حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضرت نے فرمائے کہ وہ درخت اپنے پروردگار

سے اذن چاہا کہ اوس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کرے خدا نے

اوس کو اذن دیا راوی کہتے ہیں پھر ہم ایک پانی کی جائے پر گذرے حضرت کی

خدمت میں ایک عورت اپنا لڑکا لائی جو اوس کو جن کا خلل تھا حضرت نے اوس لڑکے کے
نک پھوڑوں کو پکڑے اور فرمائے کہ نکل جا تحقیق کہ میں محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
خدا کا رسول ہوں پھر ہم چلے جب پلٹے تو اوسی پانی پر ہمارا گذر ہوا حضرت نے اوس عورت
سے اوس لڑکے کا حال پوچھے وہ عورت عرض کی کہ قسم ہے اوس ذات کی جس نے
آپ کو حق پر مبعوث کیا میں نے آپ کی تشریف لے گئے بعد کسی قسم کی شکایت نہیں دیکھی
انتھی۔ مناسبت اس روایت کی اس مقام سے ظاہر ہے کہ حضرت نے درخت کا سلام
اور شتر کا کلام سمجھے اب وہ روایت بیان کرتا ہوں کہ جس سے حضرت کا نطق ملائکہ سننا
اور سمجھنا اور دور و نزدیک کا سننا حضرت کا ایکساں ہونا وللترمذی نحوہ عنہ وعن
ابن عباس ومعاذ ابن جبل وزاد فیہ قال یا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم
ھل تدری فیما یختصم الملاء الاعلی قلت نعم فی الکفارات المکث
فی المساجد بعد الصلوۃ والمشی علی الاقدام الی الجماعات واسباغ الوضوء
فی المکارہ فمن فعل ذلک عاش بخیر ومات بخیر وکان من خطیئتہ
کیوم ولدتہ امہ وقال یا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا صلیت فقل
اللھم انی اسئلک فعل الخیرات وترک المنکرات وحب المساکین فاذا اردت بعبادک
فتنۃ فاقبضنی الیک غیر مفتون قال والدرجات افشاء السلام واطعام الطعام والصلوۃ
والناس نیام۔ ایک اخیر قطعہ حدیث کا ہے جسکا قطعہ اولی پہلے مذکور ہوا اوس کی ابتدا یہہ ہے کہ
حضرت نے فرمائے کہ میں نے اپنے پروردگار کو احسن صورۃ میں دیکھا ارشاد فرمایا کہ
فرشتے آسمانوں کے کس امر میں بحث کرتے ہیں حضرت فرمائے کہ اے خدا تو خوب جانتا ہے
پھر خدا اپنے کف دست کو میرے دو شانوں میں رکھ دیا جس کی خنکی میں نے اپنے
دو شانوں میں پایا پس میں نے جان لیا ان چیزوں کو جو آسمانوں اور زمین میں ہے

...ن ... قلعہ اثیر ... ری نے مثل اسی کے روایت کیا ہے
عبدالرحمن اور ابن عباس اور معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہم سے اور زیادہ کئے اس روایت میں
آپ نے کہ فرمایا خدا نے اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کس چیز میں آسمان والے یعنی
فرشتے بحث کر رہے ہیں میں کہا کہ کفارات میں یعنے اون چیزوں میں جو بنی آدم کے
گناہ محو کر دیتے ہیں اور کفارات یعنے بنی آدم کے گناہ محو کرنیوالی چیزیں یہ ہیں توقف
کرنا مساجد میں بعد ادائی نماز یعنے بانتظار نماز دیگر یا بذکر الٰہی نہ بارتکاب فضول وملاہے کہ
یہ معصیت ہے اور جماعت کیطرف چلتے ہوئے جانا اور شدت کے وقت یعنے
سردی کیوقت پورا وضو کرنا جس نے ایسا کیا اوس کا جینا بھی اچھا اور مرنا بھی اچھا ہے
اور ہوگا وہ شخص مانند اوس دن کے جو اوس کی ماں نے اوس کو جنی اور فرمایا حق تعالیٰ
اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت تم نماز پڑھو تو کہو اللھم انی اسئلک الخ اور فرمایا
حق تعالیٰ کہ باعث رفع درجات بنی آدم کا عام کرنا سلام اور کہلانا کہانیکا اور نماز اسوقت
ادا کرنا جسوقت لوگ سوتے ہوں انتہیٰ ان احادیث سے جو مذکور ہوئیں سننا اور معلوم
کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا لغات حیوانات اور نباتات اور ملائکہ کا جو مخلوق عجیبی
متنوع الشان ہیں ظاہر ہوا اس قسم کے معجزات انحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے بیشمار
ظاہر ہوئے اس مقام پر اسی قدر اکتفا کیا گیا اب میں اوس معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کا بیان کرتا ہوں کہ آپ باوجود عربی ہونے اور عدم ممارست بلغات عجمیہ کے
تکلم بہ لغات عجمیہ فرماتے ہیں قاضی عیاض نے شفا میں فرماتے ہیں واما
علمہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بلغات العرب وحفظہ معانی اشعارھا فامر
مشھور وقد نبھنا علی بعضہ اول الکتاب وکذالک حفظہ لکثیر من لغات الامم
کقولہ فی الحدیث سنہ سنہ وھی حسنۃ بالحبشیۃ وقولہ ویکثر الھرج وھو القتل

بها و قوله فی حدیث ابی هریرة رضی الله عنه اشکنب درد ای وجع البطن بالفارسیة الی غیر ذلك مما لا یعلم بعض هذا و لا یقوم ببعضه الا من مارس الدرس والعکوف علی الکتب و مصاحبة اهلها عمرا و هو رجل کما قال الله تعالی امی لم یکتب و لم یقرء و لا عرف بصحبة من هذه صفته ولا نشأ بین قوم لهم علم و لا قراءة لشئ من هذه الامور و لا عرف هو قبل بشئ منها قال الله تعالی و ما کنت تتلو من قبله من کتاب و لا تخطه بیمینك الایة

ترجمہ - لیکن جاننا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا لغات عرب کو اور یاد رکھنا آپ کا معانی کو اشعار عرب کے پس امر مشہور ہے تحقیق کہ اطلاع کئے ہم نے اوس کے بعض پر اول کتاب میں اور ایسا ہی یاد رکھنا آپ کا بہت سے لغات اور قوموں کے مثل قول حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سنہ سنہ اور وہ بمعنی اچھے کے ہے زبان حبشیہ میں اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم زیادہ ہوگا ہرج اوس کے معنی قتل ہیں - قول آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حدیث میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اشکنب درد یعنے پیٹ کا درد زبان فارسی میں اور سوائے اس کے اوس قبیل سے کہ نہیں جانتا ہے اور نہیں قایم ہوتا ہے اون لغات کے ساتھ اور نہ اوس کے بعض کے ساتھ مگر وہ شخص جو مداومت درس کی اور مطالعہ کتب اور مصاحبت اہل علم کی ایک عمر تک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم امی ہیں جیسا کہ حق تعالی نے آپ کو امی فرمایا کہ آپ نہ لکھے نہ پڑھے اور نہ آپ لکھنے پڑھنے والوں کی صحبت میں رہنے سے مشہور تھے اور نہ اون قوم میں آپ پرورش پائے جو اون کو لکھنا پڑھنا آتا اور نہ اوس کے قبل لکھنے پڑھنے میں آپ مشہور تھے فرمایا حق تعالی نے اور نہیں تھے آپ تلاوت کرتے کسی کتاب کی اس کے قبل اور نہ اپنے سیدھے ہاتھ سے خط لکھتے آخر

آیت تک حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ جو قدم بقدم اپنے جدامجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ہیں فیضان نبوی سے آپ پر تجلی سمع صفت الہیہ اس قدر کمالیت سے سرفراز
ہوئی کہ جس پر آپ کا فیضان ہوا وہ کلمات ملائکہ واختلاف لغات سن لیا اور سمجھ گیا
اور اوس پر کشف ملک اور ملکوت کا ہوگیا چنانچہ یہ امر اس روایت سے ظاہر ہوگا
بہجۃ الاسرار میں ابو محمد علی ابن ابی بکر بن ادریس روحانی یعقوبی سے ۶۱۵ھ چھ سو پندرہ میں
روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ سیدی شیخ ابوالحسن علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ
پکڑے اور مجھے شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے ۵۵۰ھ
میں اور حضرت کے خدمت بابرکت میں عرض کئے یہ میرا لڑکا ہے پس حضرت
محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نے اپنے جسم مبارک کی خلعت مجھکو پہنائے اور مجھکو
ارشاد فرمائے کہ اے علی تم نے قمیص عافیت پہنے راوی کہتے ہیں کہ مجھکو وہ لباس
پہنے ہوئے ۶۵ پینسٹھ برس ہوئے کہ اب تک کوئی شکوہ مجھے نہیں ہوا پھر شیخ علی ابن
ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے ۵۶۰ھ پانسو ساٹھ میں یعنے اس سال کے بعد مجھے حضرت
کی خدمت شریف میں حاضر کئے اور عرض کئے کہ میں آپ سے اس کے لئے خلعت
باطنی چاہتا ہوں حضرت تھوڑی دیر مراقبہ فرمائے پس میں دیکھا کہ ایک روشنی حضرت کے
نور سے نکلی اور میرے ساتھ ملگئی پس میں نے اس وقت اصحاب قبور اور اون کے
احوال کو اور فرشتوں کو اور اون کے مقامات کو دیکھا اور تسبیح فرشتوں کی باختلاف
لغات اون کے سنا اور میں پڑھ لیا اوس چیز کو کہ پیشانی پر ہر انسان کے لکھا ہے
اور میرے لئے بڑی بڑی باتیں صاف طور سے کھل گئیں حضرت نے مجھکو فرمائے کہ
اوس کو لے اور خوف مت کر شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کی خدمت
میں عرض کئے میں اوس کے زوال عقل کا خوف کرتا ہوں حضرت نے اپنا

۔۔۔ شریف میرے سینہ پر رکھے میں نے اپنے باطن ۔۔۔ پایا ۔۔۔
بس میں نے خوف نہیں کیا اوس چیز سے جو مجھکو مشاہدہ انوار ہوا جس میں نے سنا اور
ن اپنے میں نور پاتا ہوں اوس روشنی کا جو حضرت سے مجھکو پہونچی اور ملکوت کے
استوں کو اوس روشنی سے مشاہدہ کرتا ہوں۔ انتہی پس اس کرامات مبارک سے
حضرت غوث اعظم کے ظاہر ہوا حضرت کے فیضان سے راوی روایت کو تجلی سمع اور
بصر الہی ہوئی جس سے عالم ملکوت کے فرشتوں کی تسبیح باختلاف لغات سنے پس
حضرت غوث اعظم کے ذات مبارک کی طفیل سے اس قدر تجلیات الٰہیہ ابو محمد علی پر ہوئے
آپ کی ذات پر تجلیات کس کمالیت سے ہوئے ہوں گے آپ کو فنا فی الصفات
کا حال جس کی طرف حدیث کنت سمعہ و بصرہ سے اشارہ ہے قول سے شیخ عبد الکریم
جیلی رحمۃ اللہ علیہ کے جس کی تطبیق حدیث اور احوال حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ
سے کی گئی بخوبی معلوم ہو گا کہ مقام فنا فی الصفات میں تجلیات صفات الٰہیہ خاص
بندوں پر کس طور سے وارد ہوتے ہیں اور اوس کا کیا اثر اون پر ظاہر ہوتا ہے تجلی علم
صفت الٰہیہ سے مغیبات کا احوال معلوم ہوتا ہے تجلی بصر صفت الٰہیہ سے وہ چیزیں
دیکھ لیتے ہیں کہ بصارت انسانی اون کے دیکھنے سے قاصر ہے تجلی صفت سمع الٰہیہ سے
وہ وہ باتیں سنی جاتی ہیں جو سماعت انسانی اون کے سننے سے قاصر ہے خدا نے احوال
خاص اپنے خاص بندوں کا اس فائدہ کے لئے بیان فرمایا کہ عوام بشر خواص بشر کو بوجہ
مماثلت ظاہری بشریت کے مثل اپنے نہ سمجھیں اور اون کی طرف متوجہ رہنے سے
باز نہ رہیں قرب اور بعد اون کا برابر سمجھیں اور اون سے استمداد ہر حال و ہر وقت
میں کرتے رہیں بخیال مماثلت ظاہری اس فوز عظیم سے محروم نہ رہیں اگرچہ ہم عاصیوں کیلئے
محض حکم شرع شریف جیسے حکم ندا اور استعانت از خاصان الٰہی وارد ہے کافی ہے مگر

پاانکشمہ شارع نے بکمال رحمت کشف حقیقت فرمادیئے۔ کہ ندا باسماء خاصان الہٰی بلالحاظ
قرب وبعد جائز ہے اس لئے کہ اون کی صفات محو بہ صفات ذاتیہ وصفاتیہ الہٰیہ ہیں خدا نے
اس راز مخفی کو ہم عامیوں کے فوائد کے لئے ظاہر کیا تا کہ ہم لوگ خاص لوگوں کو مثل اپنے
سمجھ کر اون کی فیضان سے محروم نرہیں خاص لوگوں کو اسکی کیا ضرورت ہے کیونکہ خود
اون پر وہ حوال گذرتے ہیں جو مرتبہ عین الیقین اور حق الیقین ہے شیخ عبد الحق دہلوی
کہے ہیں کہ حق تعالیٰ جو فرماتا ہے کہ میں جس بندہ کو دوست رکھتا ہوں میں اوس کی
سماعت اور بصارت وغیرہ ہو جاتا ہوں وہ بندہ میرے ساتھ دیکھتا ہے میرے ساتھ
سنتا ہے معنی اوس کے یہ کہ وہ نہیں دیکھتا کسی چیز کے جانب اور نہیں سنتا اور نہیں
چلتا کسی چیز کی طرف مگر حق تعالیٰ اوس کے مشاہدہ اور نظر میں رہتا ہے انتہیٰ
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مضمون حدیث کا اشارہ طرف فنا فی الصفات کے ہے
کیونکہ جب خدا کسی بندہ پر اپنے کسی اسم کی تجلی فرماتا ہے تو وہ بندہ انوار میں اوس
اسم کے محو ہو جاتا ہے۔ جب بندہ کو محویت انوار اسم الہٰی حاصل ہو گئی تو خدا تعالیٰ
کی ذات ہر وقت اوس کے شہود میں کیوں نہو شیخ عبد الکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ تجلی
اسماء کا حال فرماتے ہیں۔ اذا تجلی اللہ تعالی علی عبد من عبادہ فی اسم من
اسمائہ اصطلم العبد تحت انوار ذلک الاسم فمتی نادیت الحق
بذلک الاسم اجابک العبد لوقوع ذلک الاسم علیہ فاول مشہد من
تجلیات الاسماء ان یتجلی اللہ لعبدہ فی اسمہ الموجود فیطلق ھذا الاسم
علی العبد واعلی منہ تجلیہ لہ فی اسمہ الواحد واعلی منہ تجلیہ لہ فی
اسمہ اللہ فیصطلم العبد لھذا التجلی ویندک جبلہ فنادیہ الحق علی طور
حقیقتہ انہ انا اللہ ھنالک یمحو اللہ اسم العبد ویثبت لہ اسم اللہ

فان قلت یا اللہ اجابک ھذا العبد لبیک وسعدیک فلما ارتقی وقوا اللہ و ابقا
حد فانہ کان اللہ مجیبا لمن دعا ھذا العبد فان قلت مثلا یا محمد صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اجابک
اللہ لبیک وسعدیک ترجمہ جس وقت تجلی کرتا ہے حقتعالیٰ اوپر کسی بندہ کے اپنے بندوں سے ساتھ
لی سے کہ اپنی اسمار سے محو ہو جاتا ہے بندہ نیچے انوار اس اسم کے پس جب تو پکارے
ق تعالیٰ کو اوس اسم کے ساتھ جواب دیتا ہے بندہ تجھکو بسبب واقع ہونے اس
سم کے اوس پر پس اول مشہد تجلیات اسمار سے یہ ہے کہ تجلی کرتا ہے حق تعالیٰ اپنے
بندہ کے لئے اپنے اسم میں جو الموجود ہے پس اطلاق کیا جاتا ہے یہ اسم بندہ پر اور
لی اوس تجلی سے تجلی حق تعالیٰ کی بندہ کے لئے اسم میں حق تعالیٰ کے جو الواحد ہے
ر اعلیٰ اوس تجلی سے تجلی حق تعالیٰ بندہ کے لئے اسم میں حق تعالیٰ کے جو اللہ ہے
ں محو ہو جاتا ہے بندہ اس تجلی کے سبب سے اور پارہ پارہ ہوتا ہے جبل طور وجود
دسکا پس ندا کرتا ہے۔ اوس کو حق تعالیٰ اوس کے کوہ طور حقیقت پر کہ میں اللہ ہوں
ں مقام میں محو ہوتا ہے اسم بندہ کا اور ثابت ہوتا ہے اسم اللہ کا پس اگر تو کہے
اللہ جواب دیتا ہے یہ بندہ تجھکو لبیک وسعدیک پس جسوقت ترقی کیا بندہ اور تقویت
یا حق تعالیٰ اور باقی رکھا اوسکو بعد اوس کے فنا کے تو ہوگا حق تعالیٰ جواب دینے والا
وس شخص کو جس کو یہ بندہ پکارے پس اگر کہے تو مثلاً یا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
واب دیگا تجھے اللہ تعالیٰ لبیک وسعدیک انتہی بوقت تجلی اسم الہی کے بندہ تحت
نوار اسم کے فنا ہونا ایک کیفیت ذوقی ہے جس کے بیان سے پوری تشفی اور پورا
طمینان حاصل نہیں ہو سکتا تشفی اور اطمینان اسی وقت حاصل ہوتا ہے کہ جب یہ کیفیت
دن پر گذرتی ہے باینہمہ کئی امور اس میں ضرور تصریح طلب ہیں جن کا بیان بہت
ضرور ہے تاکہ اذہان میں یہ بات نہ سمائی جائے کہ یہ امور قانون شریعت کے خلاف

ہیں امر اول یہ ہے کہ بوقت تجلی اسم الٰہی کے کسی بندہ پر اور محویت بندہ کے انوار میں اوس
اسم الٰہی کے بوقت پکارنے خدا کے اوس اسم کے ساتھ خدا جواب دیتا ہے پس خدا کو
کسی ایک اسم کے پکارنے سے بندہ جواب دیتا کیسا ہو سکتا ہے توضیح اوس کی یہ ہے
محویت بندہ کی انوار اسم الٰہی میں اوسوقت متحقق ہوتی ہے جب بندہ کی خدا کی طرف
کشش ہو جاوے اور اسکو شدت محبت خدا سے پیدا ہو جاوے جس کو حق تعالیٰ نے
قرآن مجید میں فرمایا ہے والذین آمنوا اشد حبا للہ پس بندہ کی شدت محبت کو خدا
کے ساتھ جس کا بیان قرآن مجید میں ہے بزرگان دین عشق الٰہی کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں تو
اب سمجھنا چاہئے کہ مخلوق میں اگر کسی سے شدت تعلق ہو تو محب کو اپنے محبوب میں
محویت ہو جاتی ہے اور محب اپنے کو فراموش کر جاتا ہے اور اپنے محبوب کو ہی یاد رکھتا ہے
بلکہ اوسکو جمیع اشیا سے فراموشی ہوتی ہے سوائے اپنے محبوب کے کسیکا نام اوسکو
یاد نہیں رہتا جیسا کہ حال قیس اور مجنوں کا لیلے کے ساتھ مشہور ہے کہ جب اوس کو پوچھا
گیا کہ تم کہاں جاتے ہو اوس نے کہا کہ لیلے کے پاس اور کہاں سے آئے ہو کہا لیلے کے
پاس سے اور تم کون ہو کہا لیلے ہوں درحقیقت وہ اس وقت میں نہ لیلے کے پاس
گیا تھا نہ لیلے کے پاس سے آیا بلکہ اور کہیں گیا تھا اور آیا تھا لیلے اوس سے کوسوں
دور تھی پس جب کہ شدت محبت میں جو بندہ کو بندہ کے ساتھ یہ حالت محویت کی پیدا
ہوتی ہے تو جب بندہ کو شدت محبت خدا سے پیدا ہو تو اس حالت میں محویت کا پیدا
ہونا کیا عجب ہے کیونکہ وہ سب پر غالب ہے اوسکو اپنے بندوں پر والدین سے
شفقت کئی ہزار حصہ زیادہ ہے جب بندہ کو اوس کے ساتھ محبت پیدا ہو تو انوار اسم
الٰہی اوس پر غالب ہو کر اوس کی ہستی سے اوس کو محو کر دیں تو خدا کے اسم کے پکارنے
سے کیوں وہ بندہ جواب نہ دے جس صورت میں بندہ انوار اسم الٰہی میں محویت پیدا

... یا وہ بندہ پن سے اور عبدیت سے ساز ...

بندہ بندہ ہی ہے اور خدا خدا ہے تمیز فیابین عبد و معبود اس صورت میں علی حالہ قائم
ہے بندہ وہ ہے کہ انوار اسم الہی میں محو ہوا خدا وہ ہے جو اپنے فضل و کرم سے کسی
اپنے بندہ پر عنایت اپنی مبذول فرمائے اور اپنے اسماء و صفات کے انوار میں اپنے
بندہ کو محو کرے پس اس محویت سے اوس بندہ کے عبدیت میں کسی وجہ کا فرق نہیں ہوا
بلکہ بندہ علی حالہ بندہ ہے اور خدا ہی خدا ہے جو مالک الملک منزہ عن صفات المخلوق ہے
دوسرا امر توضیح طلب یہ ہے کہ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمائے کہ جب بندہ کی محویت کا درجہ
ترقی کرے اور خدا بعد فنا وجود بشری تجلی اسم باقی کی اوس بندہ پر کرے تو اوس صورت
میں اگر اوس بندہ کو کوئی پکارے تو خدا جواب دیتا ہے پس اگر تو کہے مثلا یا محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم خدا تجھکو جواب دیتا ہے لبیک وسعدیک اس عبارت شیخ میں چند اشارات
ہیں جس کا سمجھنا بہت ضرور ہے اول یہ ہے کہ پہلے درجہ کی محویت عبد میں شیخ نے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک مثال میں بیان نہیں فرمائے اور ایسا نہیں کہے کہ
اگر تو اللہ کو پکارے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب دیتے ہیں وجہ اوس کی ظاہر
ہے کہ پہلا درجہ محویت کا درجہ ابتدائی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کمالات
بشری ختم ہیں پس ابتدائی مرتبہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک بیان کرنا خالی
از ترک ادب نہیں ہے دوسرا یہ ہے کہ شیخ علیہ الرحمہ نے لفظ مثلا کا بعد ذکر اسم مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کئے اور کہے کہ اگر تو کہے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مثلا تو حق تعالی تجھکو لبیک وسعدیک جواب دیتا ہے وجہ اوس کی یہ ہے کہ ایسا ترقی یافتہ
اوس بندہ کے درجہ اعلی محویت میں اوس بندہ کو پکارنے سے خدا کا جواب دینا خاص
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نہیں بلکہ اولیاء امت مرحومہ جو بہ تبعیت آپ کے

دیتا ہے تیسرا نکتہ یہ ہے کہ خدا مالک الملک شہنشاہ حقیقی ہے ایک بندہ عاصی کے پکارنے کا
جواب لبیک سعدیک دینا ایسا ہے کہ اعلیٰ مرتبہ والا ادنیٰ مرتبہ والیکو جواب دے سمجھنا چاہئے کہ
یہ اخلاق الٰہی ہیں باوجود مرتبہ الوہیت جو مافوق اس کے کوئی مرتبہ نہیں ہے اس قدر
اخلاق کریمہ سے بندوں کے ساتھ پیش آنا یہ کام خدا کے لئے سزاوار ہے ایسے ہی اخلاق کی
تعلیم انحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے امت مرحومہ کو فرمائے ۔ تخلقوا باخلاق اللہ
ذات مبارک انحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی متخلق باخلاق اللہ تھی اگر کوئی ادنیٰ امتی غلام
ہو یا بچہ ہو آپ کو پکارے تو آپ اون کا جواب لبیک وسعدیک ارشاد فرماتے اس مقام
میں ایک نکتہ ہے جس کا سمجھنا بہت ضرور ہے وہ یہ ہے کہ حدیث میں آیا کہ اگر کوئی تین بار
خدا کو یاارحم الراحمین پکارے تو تیسری بار خدا نہیں جواب دیتا بلکہ خدا کا فرشتہ اوس کو جواب
دیتا ہے کہ ارحم الراحمین تیری طرف متوجہ ہوا ایس جو تو چاہتا ہے اوس سے مانگ لے
پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خدا کو پکارنے سے تو خدا جواب نہیں دیتا بلکہ اوس کا فرشتہ
جواب دیتا ہے اور خدا کے خاص لوگوں کے پکارنے سے خدا خود جواب دیتا ہے
اور وہ بھی کس عنایت اور سرفرازی سے جو لبیک اور سعدیک ہے ۔ نکتہ اس میں یہی
ہے کہ خدا کے بارگاہ میں اپنے خاص لوگوں کو پکارنا مقبول ہے اور بوجہ اس مقبولیت
کے خاص لوگوں کے پکارنے سے وہ سرفرازی اور عنایت خدا کی بندہ کے لئے
ہوتی ہے جو اور کسی مقام میں نہیں ہوتی چوتھی بات یہ ہے کہ خاصان خدا کے پکارنے
کا خدا جواب دینا جو شیخ عبدالکریم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اوسکا بھی کوئی اصل مستند نص
شرعی بھی ہے ۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم من صلی علیّ واحدا صلی اللہ علیہ عشرا رواہ مسلم جو شخص کہ مجھ پر درود

انس رضی اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من صلی علیّ واحدا صلی اللہ
علیہ عشر صلوٰۃ وحطت عنہ عشر خطئیات ورفعت لہ عشر درجات رواہ النسائی
روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے انھوں نے کہے کہ فرماتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جو شخص کہ درود پڑھے مجھ پر ایک بار رحمت نازل کریگا اوس پر حق تعالیٰ دس
رحمتیں اور گرائی جائیں گی اوس سے دس گناہیں اور بلند ہوں گی اوس کے دس درجے
روایت کئے اوس کو نسائی وعن ابی طلحۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم جاء ذات یوم والبشر فی وجھہ فقال انہ جاءنی جبرئیل فقال اما
یرضیک یا محمد ان لا یصلی علیک احد من امتک الا صلیت علیہ عشرا
ولا یسلم علیک احد من امتک الا سلمت علیہ عشرا رواہ النسائی
مروی ہے ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک روز
برآمد ہوئے اور حضرت کے چہرہ شریف سے خوشی دیکھی جاتی تھی پس فرمائے حضرت کہ تحقیق
شان یہ ہے کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوے اور کہے کہ کیا آپ خوش نہیں ہیں
اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس بات پر کہ نہیں درود پڑھے کوئی شخص آپ کا امتی
آپ پر مگر رحمت نازل کروں گا اوس پر دس بار اور نہیں سلام عرض کرے گا آپ پر
کوئی آپ کا امتی مگر سلام کروں گا میں اوس پہ دس بار روایت کئے اوس کو نسائی
ف سیاق حدیث دال ہے اس امر پر کہ رحمت نازل کرنا دس بار حضرت پر درود
پڑھنے والے کے لئے یا سلام کرنا دس بار حضرت پر سلام کرنے والے کیلئے ارشاد
الٰہی ہے یہ امور سب بحکم خدا از خود جبرئیل علیہ السلام حضرت کے خدمت شریف میں
عرض نہیں کر سکتے وعن عبد اللہ ابن عمر فقال من صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] مروی ہے عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے
کہے اونھوں نے جو شخص نبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم پر ایک بار درود پڑھے تو خدا اور اوسکے
فرشتے ستر بار اوس پر رحمت نازل کرتے ہیں روایت کی اوس کو احمد نے وعن عبد الرحمن
ابن عوف قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی دخل نخلا فسجد فاطال السجود
حتی خشیت ان یکون اللہ تعالی قد توفاہ قال فجئت انظر فرفع راسہ
فقال مالک فذکرت لہ ذلک فقال ان جبرئیل علیہ السلام قال لی
الا ابشرک ان اللہ عز وجل یقول لک من صلی علیک صلوۃ صلیت
علیہ ومن سلم علیک سلمت علیہ رواہ احمد کذا فی المشکوۃ
مروی ہے عبد الرحمن ابن عوف سے کہے اونھوں نے کہ برآمد ہوئے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و الہ وسلم یہاں تک کہ ایک نخلستان میں داخل ہوئے پس سجدہ فرمائے حضرت نے
پس دراز کئے حضرت نے سجدہ کو یہاں تک کہ میں نے خوف کیا کہ خدا حضرت کو وفات تو
نہ دیا ہو راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت کے پاس حاضر ہو کر حضرت کو دیکھتا رہا پس حضرت نے
سجدہ سے سر اوٹھا کر ارشاد فرمائے کہ تمھارا کیا حال ہے یعنے تم کیوں میری طرف دیکھ رہے ہو
راوی نے کہے کہ میں نے جو میرا خیال تھا حضرت کے خدمت میں عرض کیا پس
حضرت صلی اللہ علیہ و الہ وسلم ارشاد فرمائے کہ تحقیق جبرئیل علیہ السلام نے مجھے کہے کہ آیا
نہ خوشخبری دوں آپکو یا محمد صلی اللہ علیہ و الہ وسلم اس بات کی جو حق تعالی فرماتا ہے جو
شخص آپ پر درود عرض کرے میں اوس پر رحمت نازل کرتا ہوں اور جو شخص کہ آپ پر
سلام عرض کرے میں اوس پر سلام کرتا ہوں روایت کی اوس کو احمد نے یہ سب احادیث
مشکوۃ سے منقول ہیں انتہی ان سب حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت پر درود اور
سلام عرض کرنے والے پر خدا کی رحمت اور سلام نازل ہوتا ہے بلکہ بعض روایت

خدا کی جانب سے دس بار رحمت اور بعض روایت میں ستر بار بھی ہونا آیا ہے
درود عرض کرنے سے غرض اعتنا بشان آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہے جیسا کہ ان اللہ
ملئکته کی تفسیر کتاب نورالانوار بحث مشترک میں بیان کی گئی ہے پس جیسا کہ
درود عرض کرنا حضرت کی خدمت میں متوجہ ہونا ہے پس اس بنا پر ایک بار اپنی حالت
پریشانی اور مصیبت میں پکارنے میں خدا اپنی وسعت رحمت سے اور بہ طفیل مقبولیت اسم
مبارک آپ کے جو بارگاہ الٰہی میں حاصل ہے اپنی توجہ عنایت اور نظر رحمت ایک بار بلکہ
دس بار یا ستر بار بفرمائے تو کیا کوئی عجب کی بات ہے بلکہ استجابت دعا کے لئے محل بارگاہ
میں بہت کچھ امیدیں پیدا کرتا ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی دعا مقبول
ہوتی ہے جو آپ کے توسل کیساتھ کی جائے ترمذی نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ
عنہ سے روایت کئے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں ان الدعاء موقوف بین السماء والارض
لا یصعد منها حتی تصلی علی نبیک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کذا فی المشکوٰۃ
یعنی تحقیق کہ دعا ٹھہری رہتی درمیان آسمان اور زمین کے یہاں تک کہ درود پڑھے نبی صلی اللہ
علیہ واٰلہ وسلم پر آپ کی تبعیت سے اولیاء امت کا بھی یہی حال ہے کہ اون کو پکارنے
سے بھی حق تعالیٰ کی عنایت اور نظر رحمت ہوتی ہے اور خدا بطفیل مقبولیت اون کے
نام مبارک کے دعا قبول فرماتا ہے جیسا کہ شیخ عبدالکریم جیلی کے کلام میں لفظ مثلاً
سے اسی طرف اشارہ ہے جسکا بیان اوپر گذرا شیخ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ شیخ کامل
جامع علم شریعت؛ اور اون کا کلام مستند ہے کتاب انسان کامل کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں
کہ ہر مسئلہ میری اس کتاب کا مؤید بکتاب و سنۃ ہے پس ذکی اور سلیم الطبع اس سے
سمجھ سکتا ہے کہ جب حضرت کی طرف توجہ کرنے کا حکم خاص عبادات الٰہی میں
ہوا اور آپ کے وسیلے سے عبادت درجہ قبولیت کو پہونچی تو اور امور ماسواء عبادات

الٰہی ہیں جو اوس سے کمتر ہوں ہم آپ کی توجہ کے طرف نہ کیوں محتاج ہوں اور
کیوں نہ ہماری توجہ خاصانِ الٰہی کیطرف باعث ہماری صلاح اور فلاح کا ہو بلکہ
بطریق اولیٰ ہم کو چاہئے کہ ہم اپنے ہر امور میں خاصانِ الٰہی کی طرف متوجہ
ہوا کریں اور اون سے ہر کام میں مدد چاہا کریں پھر اگر کسی کا ذہن یہاں تک کی رسائی
سے قاصر ہوکر اوس کے ذہن میں یہ خیال آجائے کہ ندا کا حکم تو خاص عبادت میں
ہی شارع کی جانب سے ہوا ہم اور امور میں جو ماورا عبادت ہیں کیسا کریں اس وجہ
سے کہ صلوٰۃ الحاجت میں ندا کا حکم ہے جس سے یہ امر متوسط ذہن بھی سمجھ سکتا ہے کہ خاصان
الٰہی کو پکارنا اور اونکی طرف متوجہ ہونا عبادت کے لئے خاص نہیں ہے۔ بلکہ ہر امور میں
خواہ دینی ہو یا دنیوی مفید ہے پھر اگر اوس کے بھی سمجھنے سے ذہن قاصر اور دو طور سے
شبہات کئے جائیں تو اون کا ازالہ جوابات ذیل سے ہو سکتا ہے پہلا یہ شبہ کہ
صلوٰۃ الحاجہ خاص حضوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بارگاہ الٰہی میں شفاعت کرکے نابینا کو صلوٰۃ الحاجت کا حکم فرمایا شبہ دوم یہ خاصان
الٰہی بشر ہیں پس اون کو کلمہ یا سے جو موضوع ندا حاضر کے لئے ہے غائب میں کس طور
ندا کی جائے شبہ اول کا جواب خود اسی حدیث سے ہے اسمیں کوئی کلمہ ایسا نہیں ہے
جس سے خصوصیت وقت یا حالت سمجھی جائے اس وجہ سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے
خصوصیت نہیں سمجھی بلکہ بلا خصوصیت اوس پر عمل ہے جس کا بیان اوپر بہ تفصیل گذرا شبہ
دوم کا کشف حدیث کنت سمعہ وبصرہ سے کیا گیا جس سے آشکارا ہوا کہ تجلیات صفات
واسماء الٰہیہ خدا کے خاص بندوں پر وارد ہوتی ہیں تجلیات صفاتیہ سے وہ لوگ دور دنکا
حال معلوم کرتے ہیں اونکی بات سنتے اور دیکھتے ہیں جب اون کو پکارو خدا تمہاری
طرف متوجہ ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ بوقت پکارنے خاصان الٰہی کے ایک تو خود خدا

بندوں کے حال کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ خاصان الٰہی کو خدا کی جانب سے
ان کی حالت کی اطلاع ہوتی ہے اور وہ اون کی حاجت روائی کے لئے خدا کی بارگاہ
میں دعا اور شفاعت کرتے ہیں پس جس کام میں خدا کی توجہ اور عنایت بھی مبذول ہو اور
خاصان الٰہی کی شفاعت بھی ہو تو وہ حاجت روائی میں کیوں نہ حکم اکسیر رکھے پس جب ندا
کرنا باسماء مقربان الٰہی بوقت حاجت روائی حدیث اور عمل صحابہ اور اجماع اور اقوال اور اعمال
اولیاء اللہ سے ثابت اور تجربات کثیرہ بے شمار سے حاجت روائی میں حکم اکسیر رکھے تو
ندا باسماء مقربان الٰہی بیشک جائز بلکہ باعث فوز عظیم اور سعادت کبریٰ ہے مولوی وکیل
احمد صاحب سکندرپوری اپنی کتاب وسیلۃ الجلیلہ میں مسئلہ ندا کو بدلائل کثیرہ ثابت کئے
اور اقوال منکرین کو نقل کرکے ہر ہر اون کے قول کا جواب بہ شرح وبسط لکھے ہیں مگر میں
بس جانے اوس کا تھوڑا مضمون نقل کرتا ہوں وہ یہ ہے۔ فتاوی شامی میں ہے واما ان قصد المعنی
الصحیح فالظاھر انہ لاباس۔ یعنے عبارت شیئاً للہ سے قصد معنی صحیح کیا جائے تو کچھ خوف
نہیں ہے اور معنی صحیح سے یہ مراد ہے کہ اس قول کی معنی ایسے کیجائیں کہ اے
شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ اکرام کچھ دیجئے مصنف کتاب وسیلۃ الجلیلہ نے پہلے اس کے بیان
کردئے ہیں کہ وہابیہ مفسدہ برپا کرنے کے لئے ایک معنی غلط اپنے دل سے گھڑکر
اس قول کو منع کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اے شیخ عبدالقادر خدا کے لئے یعنے خدا کے
نفع کے لئے مجھے کچھ دیجئے حقیقت میں کوئی بھی بوقت کہنے اس قول کے اس معنی کو
خیال نہیں کرتا پھر صاحب وسیلۃ الجلیلہ فتاوی خیریہ سے نقل کرتے ہیں یاشیخ عبدالقادر
رضی اللہ عنہ فھو نداء اذا اضیف شیئ للہ فھو طلب لشیئ اکراماللہ فما الموجب لحرمتہ
یعنے یاشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ندا ہے جب شیئ للہ ملایا گیا تو یہ طلب شیئے ہے

اگر اللہ تعالی پھر حرمت کا کوئی نشان پایا نہیں جاتا فتاوی علامہ سید عمر بصری مکی میں ہے
قول العامة شئی للہ یا فلان عربية لا عجمية لكنها من مولدات اهل العرب فلم تحفظ احد
من الائمة نصا فی النهي عنها وليس المراد بها فی اطلاقها شيئاً يستند عی مفسدة
الحرام والمكروه لانهم انما يذكرونها استمداد او تعظيما لمن يحسنون فيه الظن
یعنے شیأ للہ ۔ یا فلاں عربی ہے عجمی نہیں ہے لیکن یہ ترکیب مولدات یعنے ایجاد عرب
سے ہے ائمہ سے اوس کے نہی یعنے منع منقول نہیں ہے یہ ترکیب ایسے محل پر
مذکور نہیں ہوتی جہاں حرام یا مکروہ لازم آتا ہو اس لئے کہ اس سے استمداد ایسے شخص
سے کی جاتی ہے جس سے حسن ظن عقیدہ ہوتا ہے علامہ شیخ حسین مکی نے
کشط الوہاب میں لکھا ہو۔ واذا ثبت الانبياء والاولیاء بعد الارتحال من هذا الدار
اسمع وابصر من الاحياء فنادیهم بعض الملهوفين وطلب منهم التوسل والدعاء
عند اللہ لكشف مهمومه واساءة حاله وقال مثلا یا عبد القادر رضی اللہ عنہ شيئاً
للہ فلا نرى به بأسا وشناعة ويكون طلبا للتوسل والشفاعة لانا نعتقد ان النداء
بعد الموت لا يملك شيئا من التصرف فی الوجود بل لا معطی ولا وهب الا اللہ النافع الكريم
الودود ولا يطلب منهم الاما يملكون وهو التوسل عند اللہ فی قضاء الاوطار وهذا التوسل
جائز كما ثبت بالاخبار والآثار اور جب ثابت ہوئی یہ بات کہ تحقیق کہ انبیا اور اولیاء بعد رحلت
اس دار دنیا سے بہت سننے والے اور بہت دیکھنے والے ہیں احیاء سے
پس کوئی خستہ حال اون کو پکارے اور اون سے توسل اور دعا چاہے
خدا کے پاس تاکہ اوسکا رنج اور فکر دور ہوجائے اور کہے مثلاً یا عبد القادر
رضی اللہ عنہ شیأ للہ پس نہیں دیکھتے ہیں ہم اس میں کچھ خوف اور برائی اور ہے یہ قول
طلب کرنا توسل اور شفاعت کا اس لئے کہ ہم اعتقاد کرتے ہیں کہ کوئی بعد موت کے

جو چیزیں تصرف فی الوجود کا مالک نہیں ہوتا بلکہ نہیں ہے سبب ... حوائج
خدائے تعالیٰ کریم اور ودود کے اور انہیں طلب کیا جاتا ہے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء
اللہ سے مگر اوس چیز کو جس کو وہ مالک ہوتے ہیں وہ توسل ہے خدا کے پاس قضاء
حاجات کیلئے اور یہ توسل جائز ہے جیسا کہ یہ امر احادیث سے ثابت ہے مولانا شاہ
ولی اللہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض اصحاب طریقہ قادریہ
برائے حصول مہمات ختم بدین طور می کنند اول دو رکعت نفل می خوانند بعد ازاں یکصد
ویازدہ بار درود بخوانند بعد ازاں یکصد ویازدہ بار کلمہ تمجید ویازدہ بار یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ
ایک مرتبہ سورۃ یٰسین بعد ازاں اگر ختم کلاں خوانند سورۃ الم نشرح یک ہزار و
یازدہ بار بخوانند و اگر ختم خرد بخوانند یک صد و چہل و یکبار بخوانند بعد ازاں درود
بقدر مذکور یکصد ویازدہ بار خواندہ تمام می کنند و از خدا تعالیٰ طلب یعنی حاجات
می خواہند مولوی محمد غوث مدراسی نے اظہار المفاخر فی مناقب الشیخ عبد القادر رضی اللہ
عنہ میں لکھا ہے یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ نیز از دعوات عظیمہ و اسرار فخیمہ است و در قضائے
حوائج از مجربات است و معمولات شیوخ سلسلہ قادریہ است بلکہ در غوثیہ از رسالہ
حقیقۃ الحقائق می آرد کہ آں حضرت رضی اللہ عنہ فرمودہ است اسمی کہ اسم الاعظم یعنی نام من نام
الٰہی است و در تاثیر و انجاح حوائج و در خواندن آں ترتیبات متعددہ گفتہ اند
انتہیٰ الوسیلۃ الجلیلۃ میں دوسرے مقام پر لکھا ہے شرح برزخ میں ہے مروی فی الاخبار
ان الانسان اذا اصعب علیہ امر فینادی ولیا من اولیاء اللہ تعالیٰ فان کان حیا یسمعہ
الولی بطرفۃ العین او یعلمہ الولی بکشف القلوب فیعین لہ بالشفاعۃ عند اللہ تعالیٰ
و علیہ المشائخ یعنی مروی ہے کہ جب آدمی کو کوئی مشکل پیش آجائے پس وہ
اولیاء اللہ سے کسی ولی کو پکارتا ہے پس اگر وہ ولی زندہ ہوں تو اون کو

لیے بلکہ ہمارے زمانہ میں مشاہدہ ہے کہ وہ ولی کشف القلوب سے جان لیتے ہیں
کہ وہ ولی کی رحلت ہو گئی ہے پس اون کو ملائکہ پہونچا دیتے ہیں پس وہ ولی اوس
شخص کی مدد کرتے ہیں شفاعت کیساتھ حق تعالیٰ کے پاس اور بزرگان دین کا بھی مسلک ہے
شیخ عبد الوہاب شعرانی مشارق الانوار القدسیہ فی بیان عہود العبودیہ میں لکھتے ہیں
سمعت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اذا سالتم اللہ حاجۃ فاسئلوہ بحق محمد صلی اللہ
علیہ والہ وسلم وقولوا اللھم انا نسئلک بحق محمد ان تفعل لنا کذا فان للہ ملکا یبلغ
ذالک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان فلانا سال اللہ بحقک فی حاجۃ
کذا وکذا فیسأل النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ربہ فی قضاء تلک الحاجۃ
فیجاب لان دعائہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مستجاب قال ولذالک القول
فی سوالکم اللہ تعالیٰ باولیائہ فان الملک یبلغھم فیشفعون فی قضاء
تلک الحاجۃ یعنے شیخ علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے کہ جب تم کو اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا ہو تو
تم آپ کے حق کیساتھ سوال کرو اور کہو کہ اے پروردگار بہ طفیل حق محمد صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کے تو ہمارے لئے ایسا کر پس اللہ کا ایک فرشتہ ہے کہ یہ بات آنحضرت
صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پہونچاتا ہے پس حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے پروردگار
سے اوس شخص کی حاجت روائی کے لئے شفاعت کرتے ہیں پس وہ مقبول ہوتی ہے
اس لئے کہ دعا حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مقبول ہے اولیا کا بھی ایسا ہی حال ہے
کہ فرشتہ اون کو پہونچاتا ہے اور وہ حاجت روائی کے لئے شفاعت کرتے ہیں۔ انتہی
ف جب کہ خدا سے بحق آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا بحق اولیاء اللہ دعا کرنیکی
صورت میں فرشتہ آپ کو یا اولیاء اللہ کو یہ امر پہونچاتا ہے تو خود حضرت صلی اللہ علیہ
والہ وسلم یا اولیاء اللہ کو ندا کیا جائے تو کیوں نہ فرشتہ آپکو یا اولیاء اللہ کو پہونچائے

اھی ایضاً ایک دوسرے مقام پر صاحب الوسیلۃ الجلیلہ حسے ہیں اب اس

مجوزین استغاثہ کے نام نامی لکھنا چاہتے ہیں۔ حضرت عباس[1] ابن عبد المطلب حضرت

عمر[2] ابن الخطاب ام المومنین عائشہ[3] صدیقہ حضرت علی[4] ابن ابیطالب حضرت عبد اللہ[5] ابن

عمر عبد اللہ[6] ابن مسعود عبد اللہ[7] ابن عباس انس[8] ابن مالک سواد[9] ابن قارب عکاشہ[10]

عثمان[11] ابن حنیف نابغہ[12] جعدی عتبہ[13] بن غزوان۔ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حسن[14] بصری۔ محمد ابن المنکدر[15]۔ امام علی[16] موسیٰ رضا ابن ابی فدیک[17] استاد محمد ابن ادریس

یعنی امام شافعی امام بن المقری[18] ابوالقاسم۔ ابوالقاسم[19] سلیمان ابن احمد طبرانی

صاحب معاجم ثلثہ ابن الجلال[20] ابی اللیث نصر سمرقندی۔ حاتم[21] الاصم علامہ تقی علی[22] ابن عبد الکافی

سبکی صاحب شفا السقام محی الدین[23] ابو زکریا یحییٰ بن شرف[24] النووی محمد بن حرب[25] ہلالی

ابو بکر بن ابی[26] شیبہ عبد اللہ[27] بن محمد استاد امام بخاری و مسلم ابوبکر احمد[28] الحسین بیہقی صاحب

سنن بزاز ابن سنی[29] صاحب کتاب عمل الیوم واللیلہ۔ قاضی عیاض[30] مالکی صاحب شفاء

شہاب[31] الدین احمد بن محمد البرنسی المعروف برزوق شارح کتاب الحکم شیخ ابوالعباس[32]

حضرمی عبد الرحمن[33] ابن علی البغدادی المکتی۔ ابی الفرج ابن جوزی[34]۔ سراج الدین عمر

بن حفص بلقینی۔ عبد الرؤف[35] مناوی شارح جامع صغیر فی حدیث البشیر النذیر ابو شیخ

عبد اللہ[36] بن حبان مولف کتاب العظمۃ وغیرہ۔ ابوبکر[37] اقطع۔ حافظ شمس الدین[38] محمد بن جزری

صاحب حصن حصین۔ ابراہیم[39] طرابلی صاحب مواہب الرحمن و شرح آں برہان شیخ حسن[40]

شرنبلالی صاحب مراق الفلاح شرح نور الایضاح شیخ احمد خطیب[41] قسطلانی صاحب

مواہب لدنیہ ابن حاج ابو عبد اللہ محمد بن محمد عبدری فاسی مالکی صاحب مدخل شہاب[42] الدین

احمد بن حجر مکی ہیثمی صاحب الجواہر المنظم شمس الدین[43] محمد بن عبد الرحمن سخاوی تلمیذ حافظ

ابن حجر عسقلانی مولف مقاصد حسنہ و قول بدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع وغیرہم

ابو نصر صباغ ابن نجار بغدادی ابن عساکر دمشقی
ابو عبد اللہ محمد بن موسیٰ بن النعمان مالکی صاحب مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام
الامام محمد ابن محمد غزالی - کمال الدین محمد بن عبد الواحد سکندری معروف بہ ابن ہمام صاحب
فتح القدیر حسن بن منصور بن محمود فخر الدین قاضی خان ابو داؤد مالکی صاحب کتاب البیان
والانتصار ابن شاہین شیخ الاسلام خیر الدین رملی صاحب فتاویٰ خیریہ - شنوبری محشی
شرح منہاج یحییٰ صرصری صاحب شعر مشہور موافق الدین بن قدامہ حنبلی صاحب
مغنی قوی الافہام نجم الدین احمد بن حمدان حرانی حنبلی صاحب رعایۃ الکبریٰ و ابو عبد اللہ
شمس الدین محمد بن مفلح حنبلی صاحب فروع برماوی صاحب دلائل واضحات فی اثبات
الکرامات فی الحیاۃ و بعد الممات - شیخ الاسلام بن شحنہ حنفی - شیخ عبد الباقی مقدسی
حنفی - شیخ احمد عجمی حنفی نور الدین علی سمہودی صاحب خلاصۃ الوفاء شیخ الاسلام برہان
الدین ابراہیم بن عثمان جعبری صاحب عمدۃ التحصین ابجدۃ الحصن الحصین حافظ
عبد اللہ بن سعد مشہور بابن ابی حمزہ اندلسی مالکی صاحب شرح مختصر البخاری ابن اثیر صاحب
نہایہ شیخ ابو طاہر شیخ حسن عدوی حمزاوی صاحب نفحات نبویہ فی الفضائل العاشوریہ
سید احمد حموی صاحب نفحات القرب والاتصال - شیخ عبد الوہاب شعرانی صاحب
لواقح الانوار - علامہ سعد الدین تفتازانی جلال الدین عبد الرحمن سیوطی شیخ شرف الدین
ابو عبد اللہ محمد بن سعید بوصیری صاحب قصیدہ بردہ - ابن صاحب مناسک الشاہد
کمال الدین زملکانی صاحب عمل المقبول فی زیارۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم امام فخر الدین محمد بن عمر رازی صاحب تفسیر کبیر عبد اللہ بن عمر قاضی بیضاوی صاحب
تفسیر مشہور - حافظ الدین عبد اللہ نسفی صاحب کنز و مدارک - محمد فاضل دہلوی صاحب
مزرع الحسنات شرح دلائل الخیرات - عبد الرحمن جامی - علی ابن سلطان محمد المشہور

بملا علی قاری صاحب مرقات شیخ عبد الحق محدث دہلوی صاحب اشعۃ اللمعات شیخ الاسلام صاحب کشف الغطاء ۔ شاہ ولی اللہ دہلوی صاحب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ شاہ عبد العزیز دہلوی صاحب فتح العزیز مولوی رفیع الدین صاحب دہلوی ابن شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ۔ مولوی محمد مخصوص اللہ دہلوی صاحب مفید الایمان جواب تقویۃ الایمان ملا عابد سندی مدنی استاد شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی مجددی جن کا ایک رسالہ جیزہ خاص استغاثہ اور توسل میں ہے مولانا و استاد نا محمد عبد الحلیم لکھنوی صاحب نور الایمان بزیارت حبیب الرحمن مولوی تراب علی لکھنوی صاحب سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح مولوی فضل رسول بدایونی صاحب تصحیح المسائل حضرات منکرین ان اسماء گرامی کو ملاحظہ فرماکر سمجھ سکتے ہیں کہ جب ایسے ایسے اجلۂ صحابہ و تابعین و ائمہ محدثین و مفسرین و فقہا جواز کے قائل ہوں تو مجوزین کے نسبت شرک اور بدعت کا کلمہ کہنا کس قدر نازیبا ہے انتہی دوسرے مقام کتاب وسیلۃ الجلیلہ میں تحریر ہے کسی مسئلہ میں اختلاف ہونے سے یہ جائز نہیں کہ ایک مخالف کا قول سند کرکے دوسرا قول خلاف شرع کہا جائے فرقان میں ہے واذا خالف الشخص قول بعض الفقہاء ووافق قول اخرین لم یکن لاحد ان یلزمہ بقول المخالف ویقول ہو خالف الشرع یعنے اگر ایک شخص کا قول بعض فقہاء کے مخالف ہو اور موافق دوسرے فقہاء کے ہو تو کسی کو یہ بات سزاوار نہیں ہے کہ اوس کو الزام دے اور کہے کہ اوس شخص نے مخالفت شرع شریف کی پھر اگر ہم تسلیم کرلیں کہ اس مسئلہ میں کسی نے اختلاف بھی کیا ہو اور وہ اپنے جانے میں ٹھیک کہتا ہو تو کیا اس اختلاف سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ استغاثہ خلاف شرع ہے جب اس قدر کہنا جائز نہ ہوا تو شرک بدعت کہنا کب جائز ہوگا ۔ انتہی ۔ سوال دوم یہ تھا کہ جو

عاشق ندا باسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اولیاء اللہ کرتے ہیں اون کے
پیچھے نماز پڑھنے یا نہیں اوس کا جواب یہ ہے کہ جو لوگ ندا کو منع کرتے ہیں دو
فریق ہیں ایک وہ لوگ ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اولیاء اللہ کی خدمت
میں بے ادب ہیں وہ فریق وہابیہ نجدیہ ہیں اون کی پیچھے بے شبہ نماز جائز نہیں
فتوی چار سو علماء حرمین شریفین وہندوستان کا اس بات پر مرتب ہے جو کتاب
فتح المبین میں درج ہے اور مطبوع بھی ہوا دوسرے وہ فریق ہیں کہ مقربان الٰہی
کی خدمت میں با ادب ہیں لیکن بغلبۂ ظاہر بلا فکر و تدبر کہتے ہیں اور منکر ندا ہوتے ہیں
اون کے پیچھے نماز بے شک جائز ہے امید ہے کہ بہ برکت اون کے اداب
کے اون کو فہم سلیم خدا نصیب فرمادے انشاء اللہ تعالیٰ۔ وآخر دعوانا ان الحمد
للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم سیما علی ولدہ
الشریف الغوث الاعظم وبارک وسلم

تمت بالخیر

۱	۲	غلط	صحیح	صفحہ	۲	۳	۴
۱	۴	خصایص	خصائص	۱۰	۱۴	اتی	اتی
″	″	تدری	تدری	″	″	فانفخ	فانفخ
″	۶	معرکۃ الاراوھی	معرکۃ الاراء ہے	۱۲	۱	عنزا	غذا
″	۱۰	والادان	والاذان	″	۱۴	علی	علی
″	″	المتدعتہ	المبتدعۃ	″	۱۷	وا	ہوا
۲	۱	العلو	العلوم	″	۱۹	ادم	اٰدم
″	۳	الخلایق	الخلائق	۱۵	۳	اذن	اذن
″	۴	واصافہ	واوصافہ	۱۶	۱۴	نورالانوار	نورالانوار
″	″	والدان	المدن	″	۱۲	آمنوا	آمنوا
″	۵	الجاج	الحجاج	۱۷	۱۲	وملائکتہ	وملئکتہ
″	۷	فایضۃ	فائضۃ	″	۱۳	یخرجکم	لیخرجکم
″	۱۳	.	میں	۱۸	۱۲	مت	امت
			ف برحاشیہ	۲۳	۲	العبہ	الکعبۃ
۳		اتبعوا	وابتغوا	۲۴	۱۷	یاضی	یافعی
″	۸	رحا	رجا	۲۴	۴	فیذالک	فی ذالک
۴	۱	عالوتل	عالمون	″	۱۶	شئی	شیء
″	۱	لو	.	۳۵	۴	وسلوک	سالک
۴	۵	نبوت	نبوت	″	۵	ملایم	ملائم
″	۱۱	انزلت	اُنزلت	۳۸	۱۸	الی	الا
″	برحاشیہ	ف کے	ہے	۳۹	۱	ببب	بنت
۴	۱۲	زادتہ ایمانا	زادتہ ھذہ ایمانا	″	۳	ھوا	ھؤلاء
″	۱۳	واما الذین کفروا	واما الذین فی قلوبھم مرض	″	۹	والان	والآن
″	″	وماتوادھم	وماتواوھم	″	″	والاحر	والامر
۴	۱۴	وسائل	وسائل	″	۱۱	وحی فلزمنی	حتی فلزمنی
۵	۱۴	ومنھم	فمن الناس	۴۰	۱	اعتراض	اعراض
″	″	ربنا آتنا	ربنا اتنا	″	۲	عقل جس	عقل وحس
″	۱۵	اولئک لھم	اُولٰئک لھم	۴۱	۸	اغراض	اعتراض
۶	۱۳	.	سے	۴۶	۱۵	سوأن	سوآن
″	۱۴	.	سے	۵۰	۹	والانکسا	والانکسار
۷	۲	ہوئی	ہوئے برحاشیہ	۵۱	۱۴	ئی	فی
″	.	الیہ	وھیئۃ الھیئۃ	۵۳	″	گیا	گیا
″	۴	الانفس	الانفس	۵۴	۱۸	خدر	خدر
۹	۱۳	وابراءِ الکمہ	وابرئ الاکمہ	۶۷	۱۵	مصوورے	مقصورہے
″	۷	امی	وامی	۶۸	۷	فاسعن باللہ	فاستعن باللہ